سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2003

جمعرات ' 12۔ جون' 2003

(یوم الخمیس' 11۔ ربیع الثانی 1424ھ)

چودھویں اسمبلی : نواں اجلاس

جلد 9

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

نواں اجلاس

جمعرات' 12-جون 2003

جلد - 9

نمبر شمار		صفحہ
1-	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
2-	ایجنڈا	3
3-	ایوان کے عہدے دار	5
4-	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	9
5-	چیئرمینوں کا پینل	10
	سوالات	
6-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	12
7-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	42
8-	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	79
9-	مرحومین کے لئے دعائے مغفرت	85
	تحاریک استحقاق	
10-	قائد و اراکین حزب اختلاف کی غیر قانونی حراست	88
11-	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	195

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No. PAP-Legis-1(41)/2003/465 dated 9 June 2003. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I, **Ch Muhammad Afzal Sahi**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab, do hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, 12th June 2003 at 3.00 p.m. at Assembly Chambers, Lahore

Dated Lahore,
9 June 2003

(CH MUHAMMAD AFZAL SAHI)
Speaker"

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12 -جون 2003

-1 سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

-2 سرکاری کارروائی

صوبہ میں امنِ عامہ کی صورت حال پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

1 - ایوان کے عہدیدار

(1)	جناب سپیکر	،	چودھری محمد افضل ساہی
(2)	جناب ڈپٹی سپیکر	،	سردار شوکت حسین مزاری
(3)	قائد ایوان	،	چودھری پرویز الٰہی
(4)	قائد حزب اختلاف	،	جناب قاسم ضیاء

2 - چیئرمینوں کا پینل

(1)	سردار حسن اختر موکل	،	پی پی-180
(2)	جناب محمد عظیم گھمن	،	پی پی-131
(3)	رانا آفتاب احمد خان	،	پی پی-63
(4)	محترمہ قدسیہ لودھی	،	ڈبلیو-305

3 - کابینہ

(1)	جناب محمد بشارت راجہ	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی/ قانون و پارلیمانی امور
(2)	جناب محمد ارشد خان لودھی	وزیر زراعت
(3)	چودھری محمد اقبال	وزیر خوراک
(4)	سید اختر حسین رضوی	وزیر محنت و افرادی قوت
(5)	میاں عمران مسعود	وزیر تعلیم
(6)	چودھری ظہیر الدین خان	وزیر مواصلات و تعمیرات
(7)	جناب گل حمید خان روکھڑی	وزیر مال، ریلیف و اشتمال
(8)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	وزیر آبکاری و محصولات
(9)	جناب مناظر حسین رانجھا	وزیر کالونیز
(10)	جناب محمد سبطین خان	وزیر کانیں و معدنیات
(11)	چودھری عامر سلطان چیمہ	وزیر آبپاشی و قوت برقی
(12)	رانا شمشاد احمد خان	وزیر ٹرانسپورٹ
(13)	کرنل (ریٹائرڈ) ملک محمد انور	وزیر امداد باھمی
(14)	جناب خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	وزیر زکوٰۃ و عشر
(15)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(16)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	وزیر صحت
(17)	مخدوم اشفاق احمد	وزیر تحفظ ماحولیات

(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	وزیر صنعت
(19)	سید رضا علی گیلانی	وزیر ھاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(20)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(21)	جام محمد ہاشم نگیجہ	وزیر بہبود آبادی
(22)	ڈاکٹر اشفاق الرحمان	وزیر جنگلات و ماہی پروری
(23)	سردار حسنین بہادر دریشک	وزیر خزانہ
(24)	میاں محمد اسلم اقبال	وزیر سیاحت
(25)	چودھری شوکت علی بھٹی	وزیر ثقافت و امور نوجوانان
(26)	سردار نعیم اللہ خان شاہانی	وزیر کھیل

4 ۔ ایڈووکیٹ جنرل

سید شبر رضا رضوی

5 ۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	ڈاکٹر سید ابو الحسن نجمی
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری-I	جناب سعید احمد
(3)	ایڈیشنل سیکرٹری-II	جناب قدیر حسین قیصر
(4)	ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)	ملک مقصود احمد

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا نواں اجلاس)

جمعرات' 12 - جون 2003

(یوم الخمیس' 11۔ ربیع الثانی 1424ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 24 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴿۳۴﴾

سورۃ ابراہیم آیات، 34'33

اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔

وما علینا الاالبلاغo

چئیرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت سپیکر صاحب نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے 4 معزز اراکین پرمشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- سردار حسن اختر موکل	پی پی- 180
2- جناب محمد علیم گھمن	پی پی- 131
3- رانا آفتاب احمد خان	پی پی- 63
4- محترمہ قدسیہ لودھی	ڈبلیو- 305

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ نے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات دیکھے ہیں اور سنے بھی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پولیس نے جس شرم ناک اور خوف ناک طریقے سے آپ کے ممبران کی تذلیل کی' گرفتاریاں کیں' قانون کے مطابق abduction اور illegal detention ' breach of privilege ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ رول 234 کو suspend کر کے ہماری تحاریک استحقاقات کو اکٹھا کر کے out of turn لے لیا جائے' ہم سب ان پر اپنی short statement دے دیں گے تا کہ ان واقعات کے ذمہ داران کو سامنے لایا جا سکے اور آپ چونکہ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور انہوں نے آپ کو اس کا باعث بنانے کی کوشش کی ہے تو اس پر بھی ہم کچھ روشنی ڈال سکیں۔ وزیر قانون نے کہا ہے کہ ہمارے علم میں نہیں ہے کہ کس کے حکم پر گرفتاریاں ہوئی ہیں' انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی پرچہ درج نہیں ہوا ہے لیکن ہمارے پاس FIRs موجود ہیں تا کہ ہم آپ کو اس کے بارے میں بتا سکیں تو برائے مہربانی آپ ان تحاریک کو rules

suspend کر کے out of turn لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ آج کا اجلاس جناب نے اپوزیشن کی ریکوزیشن پر طلب فرمایا ہے۔ اگر جناب ایجنڈے پر نظر دوڑائیں اور ظاہری بات ہے کہ وہ آپ کے نوٹس میں بھی ہے کہ اجلاس ان کا ریکوزیشن کردہ تھا' ایجنڈا گورنمنٹ نے دینا تھا اور ہم نے وقفہ سوالات کے بعد آج کے لئے کوئی بزنس نہیں رکھا ہوا۔ صرف اور صرف امن عامہ پر عام بحث ہونی ہے۔ میں معزز رکن اور معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ ہاؤس کو چلنے دیں۔ پہلے وقفہ سوالات آنے گا' اس کے بعد تحاریک استحقاقات آئیں گی' وہ تحاریک استحقاقات دیں اور وہ جس وقت تک چاہیں گے ہم انہیں ٹیک اپ کریں گے اور اگر وہ سارا وقت انہی پر صرف کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں' وہ اس پر جتنی مرضی بحث کرلیں لیکن میری صرف استدعا یہ ہے کہ ہاؤس کو چلنے دیں۔ پہلے وقفہ سوالات آنے' اس کے بعد وہ اپنی تحاریک استحقاقات لے کر آئیں جو میرے خیال میں 20/22 کے قریب ہیں۔ وہ ساری تحاریک لے کر آئیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن گزارش صرف یہ ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہمیں چلنا چاہیے۔ میں دوسری بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب نے فرمایا کہ ہم نے جناب سپیکر کو misguide کیا تو جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ہم ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانے کی بات کرتے ہیں تو وہاں ہمیں سپیکر کے احترام کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے شمار غلط فہمیاں اس وقت پیدا ہوتی ہیں کہ جب ہم جناب کے عہدے کو controversial بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو انہوں نے پھر اس سے ابتدا کی ہے تو میں ان سے بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب کے عہدے کو controversial نہ بنایا جائے اور ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلنے دیا جائے۔ وہ جتنی دیر چاہیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی بات سنیں گے اور اس کے بعد اپنا موقف بیان کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پہلے question hour ہو

جاتا ہے اس کے بعد تحاریک استحقاقات وغیرہ ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں راجہ بشارت صاحب کو یہ کہنا چاہوں گا جیسا کہ کل بزنس کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا اور میں ہاؤس میں اس بات کا بھی اعتراف کرنا چاہوں گا کہ ہمیں خوشی ہوئی کہ راجہ بشارت صاحب اچانک ہمارے پاس چیمبر میں آئے، وہ ان کا ایک مثبت قدم تھا اور ان کے اس مثبت قدم کو دیکھتے ہوئے ہم نے آپ سے گزارش ضرور کی کہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہی رولز کی suspension بھی ہوتی ہے لیکن اگر راجہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہاؤس کو ہم چلنے دیں یا ہم نے پہلے بھی ہاؤس کو روکنے کی کوشش کی تھی تو میں سمجھتا ہوں یہ بات غلط ہے۔ ہم نے نہ آپ کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی بلکہ جب ہم تحریک استحقاق پر بات کریں گے تو تمام حالات و واقعات سب کے سامنے آئیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر راجہ صاحب اور آپ کی یہ مرضی ہے کہ ہم پہلے قواعد و ضوابط کے مطابق آج question hour سے لیں تو ہم ہاؤس کی پارلیمانی روایت کو آگے چلاتے ہوئے جمہوریت کی خاطر یہ کرنے کو تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صحت کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وقفہ سوالات پر ہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: اچھا بتائیں۔

Rana Aftab Ahmad Khan: I shall draw your attention to rule 60

60. "**No publicity of answers to Questions in advance.-**

Answers to questions which Ministers propose to give in the

Assembly shall not be released for publication until the answers have actually been given on the floor of the Assembly or laid on the Table."

جناب سپیکر! اب آپ دیکھیں کہ آج کے اخبار "خبریں" میں تمام سوالات کے جوابات already چھپ چکے ہیں This is against the principles اور آپ کے رولز کے خلاف ہے۔ اب قانون کی بات ہے جو answers already چھپ جائیں which are against the rules. جناب! میرا خیال ہے کہ That is malafide of the department or Secretary. اس پر آپ رولنگ دیں۔ یہ خلاف قانون اخبار میں چھپ گئے ہیں کیونکہ This has become controversial اس پر آپ اپنی رولنگ دیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ question hour غلط چلے گا۔

جناب سپیکر: پہلے منسٹر صاحب سے رائے لے لیتے ہیں۔ منسٹر ہیلتھ! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ ---- لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جس رول کا حوالہ دیا ہے وہ درست بات ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اخبارات نے یہ in advance چھاپے ہیں تو کیا منسٹر صاحب نے انہیں دیئے ہیں یا کسی اور نے دیئے ہیں۔ میرے خیال میں منسٹر صاحب کی طرف سے تو دو مہینے پرانے بھی سوالات کے جوابات آئے ہیں' ڈیڑھ مہینہ پہلے بھی آئے ہیں اور پندرہ دن پہلے بھی ان کی طرف سے جوابات آئے ہوں گے جو کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں آ جاتے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ میں آ کر یہ پرنٹ ہوتے ہیں' پرنٹنگ کے دوران leakage ہو سکتی ہے لیکن اس سب کچھ کا ذمہ دار محکمے' وزیر یا سیکرٹری صاحب کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ انہوں نے تو دو مہینے پہلے کے بھی جوابات بھیجے ہوئے ہیں لہذا میں جناب سے یہ استدعا کرنا چاہوں گا کہ رانا صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے آپ اس کا ضرور نوٹس لیں لیکن آپ اس سٹیج کا تعین کر لیں جس سٹیج پر یہ leakage ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ یہ نہیں ہے کہ یہ رولز کے مطابق نہیں آئے ہیں۔ یہ پہلے release ہو گئے ہیں یا چھپ گئے ہیں۔ کیا اس کے بعد انہیں discuss

کر سکتے ہیں؛ اس کے تئے تو آپ رول۔ 60 پڑھیں تا can't be discussed اسے آپ ہاؤس میں لانے سے پہلے discuss کر ہی نہیں سکتے ہیں تو اس پر آپ رولنگ دیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! تشہیر اخبار نے کی ہو اور question invalid اس ہاؤس کا ہو جائے' جواب invalid department کا ہو جائے۔ ہم نے تو نہیں تشہیر کی' ہم تو categorically اس بات کو deny کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اخبارات کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے وہ اپنے source سے خبر چھاپتے ہیں۔ ابھی بجٹ آنے والا ہے۔ ہمیشہ بجٹ سے پہلے اخبارات اندازے چھاپنا شروع کرتے ہیں لیکن اگر کوئی اندازہ درست ثابت ہو جائے تو کیا ہم اسے یہ تصور کر لیں گے کہ بجٹ leak out ہو گیا ہے اس طرح قطعی طور پر نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس میں کوئی محکمے کی کوتاہی ہے اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ invalid question اس وقت ہوتا ہے جس وقت محکمے کی طرف سے leak یا قبل از وقت جواب اخبارات کو دے دیا جائے۔ ایسا قطعاً نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ہیلتھ منسٹر کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان: میرا question یہ نہیں ہے کہ یہ کہاں سے چلے گئے ہیں اور منسٹر کو پتا ہی نہیں ہے یا ان کے سیکرٹری کو پتا ہی نہیں ہے۔ میرا question یہ ہے کہ آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ یا کہیں سے جو question رولز کے مطابق ٹیبل ہونے سے پہلے نہیں چھپ سکتے ہیں' وہ کیسے چھپے ہیں؛ کیا ہم انہیں یہاں discuss آج کر سکتے ہیں یا نہیں؛ اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: جی' ہیلتھ منسٹر!

وزیر صحت: میں simple clarification دوں گا اور وہ یہ ہے کہ میں نے یا میرے محکمے نے کسی اخبار میں پریس کانفرنس کے ذریعے یا کسی طور پر یہ سوالات یا جوابات discuss نہیں کئے۔ اگر کوئی اخبار اپنے ذرائع سے یا کوئی اخبار اپنی تجزیہ نگاری کرتا ہے تو اس میں محکمہ یا منسٹر ذمہ دار نہیں ہے۔ questions کی invalidity کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ہم نے خود سوالات یا جوابات کو بالکل confidential طریقے سے process کیا ہے۔ confidential

طریقے سے ان کے جواب دیئے ہیں۔ اس طرح سوالات کے جوابات valid ہی رہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ رول۔ 60 انہیں ذرا پڑھائیں۔ میں نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ طیریے کی دوائی لینی ہے۔ ان سے میں پوچھ رہا ہوں کہ رول۔ 60 میں یہ کیسے چھپ سکتے ہیں؟ یہ کیسے پرنٹ ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ سن لیا ہے سب نے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو پوائنٹ آپ نے raise کیا ہے' پوائنٹ تو آپ کا valid ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اسے لاء منسٹر صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اسے میں inquire کروالوں گا اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن جہاں تک محکمے کا تعلق ہے انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں question hour شروع کرنا چاہئے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے آپ سے پچھلے اجلاس میں Patriot والے اپنے دوستوں کے seating arrangement کے بارے میں ایک رولنگ چاہی تھی کہ آپ نے ان کی seating arrangement کی ہوئی ہے اور سیکرٹری صاحب نے کہا تھا کہ ان کی کوئی درخواست نہیں آئی۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں رولنگ دوں گا۔ اس حوالے سے آپ ذرا مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: وہ میں انشاء اللہ دوں گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آج ماشاء اللہ آپ کا موڈ خوشگوار ہے۔ آج آپ نہ پینڈ نگ کریں۔ کل پھر آپ نے پابندی لگا دینی ہے تو اس لئے مہربانی کریں کہ آج اس پر جواب دیں۔

جناب سپیکر: شیخ امجد عزیز صاحب کا سوال ہے۔

شیخ امجد عزیز: سوال نمبر 11

حلقہ 155 اور 156 لاہور کے رہائشیوں کے علاج کے لئے ہسپتال کی تعمیر

*11- شیخ امجد عزیز، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ کی آبادی تقریباً دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور اس میں پی پی 155 اور پی پی 156 صوبائی حلقہ جات ہیں؟

(ب) کیا حکومت کی طرف سے ان علاقوں کے رہائشیوں کے لئے کوئی ہسپتال ہے، اگر ہے تو کہاں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان علاقوں کے عوام کے لئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کہاں کہاں اور کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ پی پی 156،155 صوبائی حلقہ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ میں واقع ہے اور اس کی آبادی دس لاکھ نفوس کے قریب ہے۔

(ب) لاہور کنٹونمنٹ بورڈ ایریا میں لاہور کینٹ، جنرل ہسپتال 50 بستروں پر مشتمل ہے اور کینٹ کے علاقے میں 4 ڈسپنسریاں مندرجہ ذیل جگہ پر واقع ہیں۔

1- 28۔ عابد مجید روڈ، لاہور کینٹ

2- آر۔اے بازار، لاہور کینٹ

3- نادر آباد، لاہور کینٹ

4- گوہاوہ، لاہور کینٹ

(ج) مندرجہ بالا ہسپتال اور ڈسپنسریاں محکمہ کنٹونمنٹ بورڈ کے تحت کام کر رہی ہیں اور محکمہ صحت کا کینٹ ایریا کے ساتھ تعلق نہ ہے۔ مزید ہسپتال یا ڈسپنسریاں محکمہ کنٹونمنٹ بورڈ کے دائرہ اختیار میں ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

شیخ امجد عزیز: میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ بطور احتجاج میں پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات کہہ چکا ہوں اور آج اسمبلی کا نواں اجلاس ہے۔ اس اجلاس میں میرے جتنے بھی سوالات ہیں' تمام کے جوابات غلط آئے ہیں۔ منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ لاہور کنٹونمنٹ ایریا میں لاہور کینٹ جنرل ہسپتال پچاس بستروں پر مشتمل ہے۔ میں اپوزیشن کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پچاس کیا یہ پچیس بستر' پچیس کیا یہ پندرہ بستر' پندرہ کیا یہ پانچ بستروں کا ہسپتال لاہور کینٹ جنرل ہسپتال کے نام سے بھی دکھا دیں تو میں اپنی جیب سے ایک لاکھ روپے کا گولڈ میڈل سب کے سامنے انھیں پہناؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ہماری معلومات کے مطابق لاہور کینٹ جنرل ہسپتال محکمہ صحت کے under نہیں آتا۔ issue یہ ہے کہ کیا یہ محکمہ صحت کے under آتا ہے یا لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کے under آتا ہے۔ اس میں اگر آج پچاس بستر ہیں' کل وہ ساٹھ کرتے ہیں اور پرسوں سو کرتے ہیں تو یہ ان کے فیصلے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ ہمارے دائرہ کار میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! آپ کے سامنے ہے کہ منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے اور پچاس بستروں کا لکھا ہوا ہے۔ میری گزارش آپ سے یہی ہے کہ آپ تمام محکمہ جات کو اس بات پر رولنگ دیں۔ ڈاکٹر صاحب جو بات کر رہے ہیں تو پھر یہ جواب ہونا چاہیے تھا کہ یہ ہمارے under نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جو محکمہ بھی سوالات کے جواب دے تو وہ اسمبلی کی supremacy کو قائم رکھتے ہوئے صحیح جواب دے۔ میں ہر سوال کے جواب میں

تحریک استحقاق نہیں لانا چاہتا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا جواب مکمل غلط ہے اور ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کنٹونمنٹ کا علاقہ محکمہ صحت کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ پنجاب گورنمنٹ کی پولیس وہاں پر کام کرتی ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب گورنمنٹ کا وہاں پر کام کرتا ہے۔ مجسٹریسی نظام پنجاب گورنمنٹ کا وہاں پر کام کرتا ہے۔ کیا لوکل گورنمنٹ کے لوگ کنٹونمنٹ بورڈ سے ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ رجسٹری کے سارے اخراجات پنجاب گورنمنٹ کو نہیں جاتے۔ جو روڈ ٹیکس ہے وہ پنجاب گورنمنٹ کو نہیں جاتا۔ سب چیزیں جاتی ہیں۔ کیا وزیر صحت صاحب کا محکمہ ہی صرف وہاں پر کام نہیں کرتا۔ ان کی اسی بات کو غلط کرتے ہوئے کہ وہاں پر پنجاب میں دیہی مراکز محکمہ صحت کے دو تین جگہوں پر قائم ہیں۔ یہ بھی ان کا غلط جواب ہے۔ دس لاکھ نفوس کی آبادی پر ہم چاہتے ہیں کہ ایک ہسپتال پنجاب گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے جو وہاں پر بنایا جائے اور دو تین ڈسپنسریاں بنائی جائیں۔ اگر منسٹر صاحب یقین دہانی کراتے ہیں کہ اس بجٹ میں ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں لے آئیں گے تو ان کی بڑی نوازش ہوگی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر صحت صاحب! وہ کہتے ہیں کہ یہ ہسپتال محکمہ صحت کے under آتا ہے یا نہیں آتا؟ آپ نے یہ تو لکھ کر دیا ہے کہ یہ ہسپتال پچاس بستروں پر مشتمل ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ پچاس بستروں کی بجائے یہ پانچ پر بھی مشتمل نہیں ہے۔ اس کا آپ جواب دے دیں۔

وزیر صحت: اگر تو سوال یہ ہے کہ اس علاقے میں صحت کے حوالے سے زیادہ بستروں کا ہسپتال چاہیے تو محکمہ صحت اس معاملے پر غور کر سکتا ہے۔ لیکن جو ایک ہسپتال میرے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ اب سی ایم ایچ بھی کینٹ میں ہے۔ اگر آپ مجھ سے اس کے متعلق سوال پوچھیں گے کہ وہاں پر کتنے بستر ہیں اور کتنے ہونے چاہئیں تو اس کا جواب دینا مجھ پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ اسی طرح ہم نے جو معلومات ان کو دی ہیں' وہ ہمارے پاس معلومات آئیں

تھیں۔ اس کے مطابق ہم نے volunteer کر کے ان کو دی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ لاہور جنرل کینٹ ہسپتال کا محکمہ صحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' رانا مشہود احمد!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! ابھی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے اور محکمہ صحت کو take up کیا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جس طرح محترم رانا آفتاب صاحب نے بات کی کہ محکمہ صحت کے تمام سوالات کے جوابات آج اخبار میں چھپ گئے ہیں۔ وزیر صحت صاحب نے جو جواب یہاں پر دیا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ یہاں پر یہ بات کہتے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کیونکہ یہ کنٹونمنٹ بورڈ کے اختیار میں آتا ہے۔ ہمیں اس بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ ایک تو سوال کا غلط جواب دیا گیا۔ مانا کہ منسٹر صاحب کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ائیر کنڈیشنڈ کمرے سے نکل کر جائیں اور جا کر وہاں پر معائنہ کریں لیکن ان کو اپنے عملے کو' اپنے محکمے کو' اپنے سیکرٹری صاحب کو اور باقی سب کو کھینچنا چاہیے کہ غلط جوابات دے کر نہ صرف یہ حکومت کی یہاں پر بے عزتی کروا رہے ہیں بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا جا رہا ہے۔ میری جناب سے گزارش ہے کہ ان معاملات کو اسی طرح سے نہ چھوڑا جائے۔ جناب بھی اس کا نوٹس لیں اور منسٹر صاحب بھی اپنے لیول پر خود اپنے محکمے کی کھچائی کریں۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز "ج" میں ہے کہ،

> کیا حکومت ان علاقوں کے عوام کے لئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کہاں کہاں اور کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس کا جواب سن لیں کہ،

منذرجہ بالا ہسپتال اور ڈسپنسریاں محکمہ کنٹونمنٹ بورڈ کے تحت کام کر رہی ہیں اور محکمہ صحت کا کینٹ ایریا کے ساتھ تعلق نہ ہے۔ مزید ہسپتال یا ڈسپنسریاں محکمہ کنٹونمنٹ بورڈ کے دائرہ اختیار میں ہیں۔

یہ سوال اور اس کا جواب میں صرف آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ خود فیصلہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہماری بات بڑی clear ہے۔ میرے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ لاہور کینٹ کے جنرل ہسپتال کی انسپیکشن کروں۔ وہ میری ڈیوٹی میں شامل ہی نہیں ہے۔ آپ مجھ سے کس طرح پوچھتے ہیں کہ میں وہاں پر جا کر صحیح طور پر تعین کروں کہ آج 49 بستر ہیں یا 50 بستر ہیں۔ یہ معلومات ہم نے ان کی سہولت کے لئے حاصل کی تھیں اور وہ ہم نے ان کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ اگر یہ سوال میو ہسپتال کے بارے میں یا سر وسنز ہسپتال کے بارے میں ہو تو اس کا میں جوابدہ ہوں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔ آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن ہر اجلاس میں ہم آپ کو یہ کہتے ہیں کہ وزراء حضرات تیاری کر کے نہیں آتے۔ ان کے سیکرٹری صاحبان' ان کے بلانے پر یہاں اجلاس میں نہیں آتے۔ ان کے دفتروں میں نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وزراء اگر افسران کے منہ پر تھپڑ ماریں گے تو ان کو سوالوں کا کوئی صحیح جواب نہیں دے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد وقاص، وزیر صحت نے بات کی ہے۔ میں clear کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ کینٹ بورڈ کے ہسپتال کی میں انسپیکشن نہیں کر سکتا۔ پنجاب میں بہت سارے کینٹ

بورڈ ہیں۔ میرا تعلق بھی جس صوبائی حلقے سے ہے وہ کینٹ بورڈ پر مشتمل ہے تو پھر ہمیں اس صوبائی اسمبلی میں بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ کے تحت کینٹ بورڈ نہیں آتے اور وہاں کے حلقے نہیں آتے۔ یعنی کینٹ بورڈ اگر آپ کے اختیار میں نہیں آتا تو پھر آپ صوبہ پنجاب کے منسٹر کیسے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ ایک لاہور کینٹ جنرل ہسپتال کی بات کر رہے ہیں۔ پنجاب میں میرے نیچے پانچ ہزار میڈیکل انسٹی ٹیوشنز ہیں۔ تقریباً دو ہزار نوے ڈی ایچ کیوز ہیں۔ گیارہ ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔ آپ ان کے بارے میں بات کریں اگر جواب نہ ملے تو جو کچھ مرضی کہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب اگلا سوال ٹیک اپ کرتے ہیں۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ارشد محمود بگو، on his behalf سوال نمبر 96۔(سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر معزز رکن نے دریافت کیا)

ڈاکٹرز کی Contract پر بھرتی کے لئے قواعد و شرائط

*96۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں گزشتہ تین سال میں کتنے ڈاکٹرز کو ہسپتالوں میں کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا ہے' یہ کنٹریکٹ کتنے عرصے کے لئے ہے اور اس میں ڈاکٹرز کو کیا مراعات دی جاتی ہیں اور کنٹریکٹ پر بھرتی کے معیار کا تعین کیسے کیا جاتا ہے؟

(ب) ڈاکٹرز کی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کب سے بند ہے اور پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقرری نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) ہسپتالوں میں پرنسپل ایگزیکٹو آفیسرز کے تقرر کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے۔ ان کو کیا مراعات و سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) صوبے میں گزشتہ تین سال میں 2508 خالی اسامیوں میں سے 1467 ڈاکٹرز اور 139 لیڈی ڈاکٹرز کو مختلف ضلعوں کے بنیادی مراکز صحت اور گورنمنٹ دیہی ڈسپنسریوں میں contract کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا ہے اور اسی طرح 350 ڈاکٹرز اور 270 لیڈی ڈاکٹرز کو تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور دیہی مراکز صحت میں contract کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا ہے۔ contract کی تعیناتی کا عرصہ پانچ سال ہے۔ جو ڈاکٹرز بہتر کارکردگی اور لگن سے کام کریں گے۔ ان کو مزید پانچ سال کے لئے تعینات کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر حضرات کی تنخواہ کا ایک پرکشش package بنایا گیا ہے۔ جو ڈاکٹرز بنیادی مراکز صحت اور دیہی ڈسپنسریوں میں تعینات کئے جاتے ہیں ان کے لئے تنخواہ -/12000 روپے ماہانہ مقرر کی گئی ہے اور جو ڈاکٹرز تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور دیہی مراکز صحت میں تعینات کئے جاتے ہیں۔ ان کے لئے تنخواہ -/8000 روپے مقرر کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مفت رہائشی سہولیات دی گئی ہیں۔

contract پر بھرتی کرنے کے لئے پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ جسے District Recruitment Committee کا نام دیا گیا ہے۔ جس کا سربراہ ضلعی رابطہ آفیسر ہوتا ہے۔ دیگر ممبران میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، E D O (Health)، ضلعی ناظم کا نمائندہ شامل ہے۔

ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے موقر قومی اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی امیدواروں کا تفصیلی انٹرویو کرنے کے بعد اپنی سفارشات محکمہ صحت کو بھیجتی ہے اور محکمہ صحت ان سفارشات کی روشنی میں ڈاکٹر حضرات کی تعیناتی کے احکامات جاری کرتے ہیں۔

(ب) ڈاکٹرز کی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی آخری مرتبہ 1996 میں ہوئی۔ پبلک سروس کمیشن سے بھرتی کے بعد ڈاکٹر حضرات اثرورسوخ استعمال کرتے ہوئے اپنی تبدیلیاں بڑے شہروں میں کروا لیتے تھے۔ جس کی وجہ سے چھوٹے شہر اور دور دراز کے دیہات بنیادی طبی سہولیات سے محروم رہتے تھے۔ اس کے

علاوہ مستقل ڈاکٹرز اپنی ملازمت مستقل سمجھتے ہوئے اپنے فرائض منصبی سے بھی اکثر غفلت برتتے تھے اور غیر حاضر رہتے تھے۔ عوام کو بہتر طبی سہولیات کی بروقت فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے ڈاکٹر حضرات کو contract پر بھرتی کرنے کا پروگرام بنایا جو کہ فی الوقت عوام کے بہترین مفاد میں ہے۔

(ج) ہسپتالوں میں پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر کی تعیناتی آرڈیننس 2002 کے تحت بورڈ آف گورنرز کرتے ہیں۔ تاہم ان کی تقرری کی اہلیت و معیار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی! ضمنی سوال۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ فیڈرل منسٹری اور ڈیفنس کے نیچے آتے ہیں اس کا صوبائی حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ فیڈرل محکمہ ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، ارشد محمود صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے۔ جی، رانا مشہود صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! سوال کے جز "ب" میں ہے کہ ڈاکٹرز کی پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھرتی کب سے بند ہے اور پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ تقرری نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ اب یہ بڑا ہی اہم سوال تھا اور اس کا جو جواب آ رہا ہے۔ اگر منسٹر صاحب پڑھ دیتے تو بہتر تھا۔ لیکن میں پڑھ دیتا ہوں کہ ڈاکٹرز کی پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھرتی آخری مرتبہ 1996 میں ہوئی۔ پبلک سروس کمیشن سے بھرتی کے بعد ڈاکٹر حضرات اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے اپنی تبدیلیاں بڑے شہروں میں کروا لیتے تھے جس کی وجہ سے چھوٹے شہر اور دوردراز کے دیہات بنیادی طبی سہولیات سے محروم رہتے تھے۔ اس کے علاوہ مستقل ڈاکٹرز اپنی ملازمت مستقل سمجھتے ہوئے اپنے فرائض منصبی سے بھی اکثر غفلت برتتے تھے اور غیر حاضر رہتے تھے۔ عوام کو بہتر طبی سہولیات کی بروقت فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے ڈاکٹر حضرات کو contract پر بھرتی کرنے کا پروگرام

بنایا جو کہ فی الوقت عوام کے بہترین مفاد میں ہے۔

اب جناب والا! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1996 تک، جب تک پبلک سروس کمیشن کے ذریعے appointments ہوتی رہیں۔ اب اس سوال کے جواب سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ جتنی appointments ہوتی ہیں وہ ساری غلط ہیں اور پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو بندے آتے ہیں وہ من مانیاں کرتے ہیں اور وہ منسٹرز کی یا حکومت کی بات کو نہیں مانتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے اس پر میں منسٹر صاحب سے اس کی وضاحت چاہوں گا کہ وہ جو contract پر بھرتیاں کر رہے ہیں اُن کے لئے انہوں نے کیا میرٹ رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور میں اپنے ساتھی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پوائنٹ اٹھایا۔ 1996 کے بعد پبلک سروس کمیشن کی بھرتیاں صحت کے حوالے سے کم از کم نہیں ہوئیں اور contract basis employments کی طرف ہماری توجہ زیادہ رہی ہے۔ لیکن میں اس فلور پر یہ بھی عرض کر دوں کہ 1993 میں بھی اور 1985 میں بھی ڈاکٹرز، میڈیکل کالجوں کے fresh گریجوایٹس، فائنل ایئر اور فورتھ ایئر کے میڈیکل سٹوڈنٹس نے ہڑتالیں کی تھیں۔ شاید ان کو یاد ہو اور ہڑتالیں اس بنیاد پر کی گئی تھیں کہ جو پبلک سروس کمیشن کے ممبران ڈاکٹرز کے انٹرویو لیتے ہیں وہ ٹیکنیکلی qualified نہیں ہوتے اور بجائے اس کے کہ ایک نیورو سرجن سے یا ایک cardiac سرجن سے اس کے شعبے کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں، ان سے کوئی دعائے قنوت پڑھنے کو کہتا ہے، کوئی پوچھتا ہے کہ پشاور سے کراچی تک کی ریلوے پٹڑی کا کتنا فاصلہ ہے؟ جس کی وجہ سے ڈاکٹرز میں discontentment تھی۔ ہم نے ابھی جو پچھلے سیشن میں نیا بل پاس کیا ہے۔ میری خواہش تھی کہ اس پر non partisan discussion ہو اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر کوئی discussion نہیں کی گئی۔ اس بل میں اب ہم نے سپیشل سروس بورڈ تشکیل دیئے ہیں جو ڈاکٹرز کے انٹرویو کریں گے۔ کم از کم ٹیچنگ انسٹی ٹیوشنز

میں جہاں سے ہمارے پورے ملک کے لئے ڈاکٹر نکلتے ہیں اور ان سپیشل سروس بورڈ کے اندر جو interviewing authorities ہوں گی وہ ڈاکٹر اور ان کے PAs ہوں گے۔ یعنی کہ اگر cardiac سرجن کا انٹرویو لینا ہے تو cardiac سرجری کا پروفیسر ہے گا۔ اگر نیورو سرجری کا انٹرویو لینا ہے تو نیورو سرجری کا پروفیسر ہے گا۔ یہ سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سارے ڈاکٹرز پبلک سروس کمیشن کے انٹرویو process سے خوش نہیں تھے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور: سب سے پہلے میں جناب وزیر صحت صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے جو سلیکشن بورڈ بنائے ہیں کیا اس میں صرف سرکاری ملازمین جو ایم ایس یا ای ڈی اوز یا دوسرے ہوں گے یا اس میں آپ نے سیاسی آدمیوں کو بھی شامل کر کے سیاسی بھرتیوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے؟

دوسرے نمبر پر جو ڈاکٹرز انہوں نے سلیکشن بورڈ کے ذریعے بھرتی کرنے ہیں، کیا ان کی مدت ملازمت پانچ برس رکھی ہے کہ ہم پانچ سال کے لئے کنٹریکٹ دے سکیں، کیا وہ بچے جو اتنی محنت کر کے یہاں ڈاکٹر بنتے ہیں کیا ان کا مستقبل یہی ہے کہ وہ پانچ سال کے لئے اپنی نوکری عارضی طور پر کریں؟ کیا ان کے لئے پبلک سروس کمیشن کا سسٹم مستقل تھا کہ وہ ڈاکٹرز گورنمنٹ کے as a servant بننے کے نوٹ ہوتے تھے؟ اب یہ جو ہمارا نیا ڈسٹرکٹ سسٹم آیا ہے اس کے تحت انہوں نے ڈسٹرکٹ لیول پر سلیکشن بورڈ بنا کر ان لوگوں کو سیاسی رشوت دینے کا ایک طریقہ اختیار کیا ہے۔ ساتھ ہی میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ہم نے جو شعبۂ صحت بنایا ہے جو پنجاب لیول پر اتنا بڑا صحت کا شعبہ ہے۔ خاص طور پر میں اپنے ضلع کے بارے میں ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارا ضلع اس میں تمام B H U جن کی انہوں نے supervision کرنی ہے۔ یہ ہمارے وزیر صحت ہیں انہوں نے سیاسی رشوت کے طور پر ہمارے ایک ایم این اے جہانگیر ترین صاحب ہیں جو ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب کے مشیر بھی ہیں۔ ان کی این جی اوز کو انہوں نے ٹھیکے پر دے دیا ہے۔ اسی طریقے سے پورے پنجاب کو ٹھیکے پر دے دیں۔ میں حسنین دریشک صاحب کو بھی

مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس وقت اس کی مخالفت کی تھی کہ یہ این جی اوز کو ہمارے ہسپتال نہیں دینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

چودھری محمد شفیق انور: یہ جو بھرتی کا سلسلہ ہے یہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ ہمارے نئے ایسٹ انڈیا کمپنی بنا رہے ہیں کہ ہمارے پورے ہسپتال B.H.U اور R.H.C کسی این جی اوز کو دے کر اس کو پاس کرلیں۔ وہ ڈاکٹر کہاں سے لائے گا؟ وہ اپنی بھرتی کرے گا۔ تمام ملازم آپ نے ان کے حوالے کر دئیے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! کافی لمبا سوال ہے میں اس کا مختصر سا جواب دوں گا۔ یہ جو پرانا سسٹم تھا جس کے تحت life long employment کی گارنٹی دی جاتی تھی۔ کیا اس سے عوام مطمئن تھے؟ اس کا جواب نہیں ہے۔ آپ پوری دنیا میں چلے جائیں' امریکہ' برطانیہ' ویسٹ یورپ چلے جائیں' انڈیا چلے جائیں تو وہاں پر contract basis employment کا رواج عام ہے اور کنٹریکٹ جو پانچ سال کا ہوتا ہے تو اس میں provision ہوتی ہے کہ جو اپنی سروس بہتر طریقے سے ادا کرے گا اس کا automatically مزید پانچ سال کے لئے contract renew کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے جو پوائنٹ raise کیا ہے' رحیم یار خان میں پراجیکٹ کے بارے میں' میں عرض کروں کہ ہماری حکومت نے یہ B.H.U نہیں بنائے تھے۔ ہمارے پاس پنجاب میں تقریباً 2490 B.H.U ہیں جن میں سٹاف صرف 65 سے 70 فیصد B.H.U میں ہے۔ تقریباً 30 سے 35 فیصد B.H.U میں ڈاکٹر ہی نہیں ہیں۔ ہمارے محدود وسائل ہیں۔ اس وقت ان B.H.U کی تعمیر پر 25 سے 30،40 لاکھ روپیہ لگایا گیا تھا اس میں زمین شامل نہیں ہے۔ آپ اگر تمام پنجاب کے اوپر سے گھومیں تو ہر یونین کونسل میں آپ کو ایک red brick building نظر آتی ہے جسے ہم B.H.U کہتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے اندر کوئی سٹاف نہیں ہے تو اس بلڈنگ کا کیا فائدہ ہے؟ ہم نے re-engineering of resources کا concept introduce کیا ہے کہ اپنے ہی وسائل

کے ذریعے ہم اس سسٹم کو بہتر کریں تو وہاں پر پائلٹ پراجیکٹ ہے اگر وہ پراجیکٹ کامیاب ہوتا ہے تو اس کو extend کیا جائے گا۔ اگر وہ پراجیکٹ ناکام ہو جاتا ہے تو اس کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ ہماری آپ کے ساتھ گارنٹی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ جو District level پر District Recruitment Committee بنائی گئی ہے جس کے سربراہ DCO، EDO (Health) اور Medical Superintendents ہیں They recommend for the recruitment with final authority in Secretary Punjab Government کیا وہ پانچ رکنی کمیٹی جو انٹرویو لیتی ہے، assess کرتی ہے اس behalf پر سلیکشن ہوتی ہے یا wholly solly معاملات سیکرٹری کے ذمہ ہیں کہ انہوں نے ان کی recommendation کرنی ہے؟ اب جب کہ devolution plan کے تحت تمام معاملات مرکز اور صوبوں سے ضلعی سطح پر چلے گئے ہیں تو recruitment policy میں پانچ رکنی کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی کو اختیار کیوں نہیں دیا جاتا؟ اس میں سیکرٹری کا رول کیوں رکھا گیا ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ جو District Recruitment Committees یا Provincial Recruitment Committees بنائی گئی ہیں یہ اس لئے بنائی گئی ہیں کہ ان میں political influence نہ ہو اس کو ختم کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ اس میں ہمیں اعتراضات ملے ہیں۔ پہلے بھی آتے رہے ہیں کہ جناب اس میں سیاسی influence ہے۔ جناب یہ پرانا سسٹم ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں متعلقہ محکمہ کے جو بھی ٹیکنیکل لوگ ہیں وہ اس میں شامل ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صوبائی سطح پر بھی اور ضلع کی سطح پر بھی میرٹ کی بناء پر کی recruitment کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرے خیال میں وزیر صاحب کو بھی نیند آ رہی ہے۔ He is not interested in the answer تو آپ اس طرح کریں میرے خیال میں کافی سوالات ہو گئے ہیں اس لئے اب ہمیں privilege motions کو لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، شکریہ' جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 111 ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں ڈسپنسرز کی کلاسز کا اجراء

*111-بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈسپنسرز کی کلاسیں لاہور میں کس کس ہسپتال میں' کس تاریخ سے شروع ہوئی ہیں؟

(ب) داخلے کا میرٹ کیا ہے۔ ڈسپنسر کا کورس کتنے سال کا ہے۔ سال 1999 تا اکتوبر 2002 کتنے طالب علموں نے ڈسپنسر کے داخلے کے لئے درخواست کس کس ادارے کو دی۔ کتنے ڈسپنسروں نے امتحان پاس کیا۔ کتنے فیل ہوئے۔ تعداد نام اور ادارے کا نام بیان فرمائیں؟

وزیر صحت،

(الف) ڈسپنسرز کورس کی کلاسیں لاہور کے مندرجہ ذیل ہسپتالوں میں منعقد کی جاتی ہیں۔

1۔ میو ہسپتال 2۔ لاہور جنرل ہسپتال 3۔ جناح ہسپتال

4۔ سر گنگارام ہسپتال 5۔ سروسز ہسپتال 6۔ شیخ زید ہسپتال

7۔ سوشل سیکورٹی ہسپتال 8۔ ACE انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ سائینسز

ڈسپنسرز کی کلاسیں ہر سال عموماً ماہ ستمبر میں شروع ہوتی ہیں۔

(ب) داخلے کا میرٹ، میٹرک سائنس مضامین کے ساتھ کم از کم نمبر 425/850 جس میں Physics ' Chemistry اور Biology میں 150/300 نمبر ہونا لازمی ہیں۔ عمر کی حد 17 سے 23 سال تک ہوتی ہے۔ کورس کا دورانیہ ایک سال ہے۔ بقیہ

سوال کا جواب مع ریکارڈ اعداد و شمار کے ساتھ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

بیگم ریحانہ جمیل: جی، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ شہلا راٹھور کا ہے۔

محترمہ شہلا راٹھور: میرے سوال کا نمبر 167 ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں غیر قانونی میڈیکل سٹور اور پریکٹیشنرز

*167۔محترمہ شہلا راٹھور: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے غیر قانونی میڈیکل سٹور اور غیر رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز بغیر لائسنس ادویات فروخت کرتے ہیں: نیز سال 1997 سے 2002 تک کتنے ایسے میڈیکل سٹور اور پریکٹیشنرز کے چالان کئے گئے اور ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے۔

(ب) تحصیل ڈسکہ اورتحصیل پسرور میں کتنے نان کوالیفائیڈ ڈسپنسر، ڈاکٹرز، کمپاؤنڈرز اور جعلی حکیم ہیں جو غیر قانونی میڈیسن کا کاروبار اور پریکٹس کرتے ہیں۔ ان کے خلاف 1997 سے 2002 تک محکمہ صحت سیالکوٹ نے کیا کارروائی کی ہے۔ کتنے دکانداروں کو چیک کرنے کے بعد دکانیں سیل کی گئی ہیں؟ ان کی مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(ج) تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں کتنے ایسے نان کوالیفائیڈ لوگ ہیں جو ادویات کا کام کرتے ہیں۔ اور جن کے چالان کر کے دکانیں سیل کی گئیں لیکن اس کے باوجود وہ اس غیر قانونی کاروبار اور پریکٹس سے باز نہ آئے ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 830 قانونی رجسٹرڈ میڈیکل سٹور کام کر رہے ہیں۔ محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے سال 1997 سے 2002 تک 935 میڈیکل سٹورز اور میڈیکل پریکٹیشنرز کے ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت چالان کئے۔ جن میں 539 کو بوجہ ڈرگ

سیل لائسنس نہ ہونے کے سیل کر دیا گیا جو کہ غیر قانونی تھے۔ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی اور ڈرگ کورٹ گوجرانوالہ نے 839 کیسوں کے فیصلے کئے۔ جن میں مجموعی طور پر -/88,53,000 روپے جرمانہ کیا گیا۔

(ب) تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں 369 رجسٹرڈ میڈیکل سٹورز کام کر رہے ہیں۔ محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے 1997 سے 2002 تک اپنی محکمانہ کارروائی کے دوران مختلف وجوہ کی بناء پر 447 دکانداروں کے چالان کئے۔ ان میں 180 دکانیں غیر قانونی پائی گئیں اور ان کو سیل کر دیا گیا۔ اس ضمن میں عدالت نے ان دکانداروں کو مجموعی طور پر -/42,00,000 روپے جرمانہ کیا۔

(ج) تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے اپنی کارروائی کے دوران 180 نان کوالیفائیڈ دکانداروں کو ادویات کا غیر قانونی کاروبار کرتے ہوئے پایا اور ان کی دکانیں سیل کر دیں۔ ان میں سے بیشتر نے ادویات کا کاروبار چھوڑ دیا اور بقایا لوگوں نے کاروبار کرنے کے لئے قانونی طور پر لائسنس حاصل کر لئے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

محترمہ شہلا راٹھور: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز "ب" میں یہ پوچھا ہے کہ نان کوالیفائیڈ ڈسپنسرز، ڈاکٹرز، کمپاؤنڈرز اور جعلی حکیم کتنے ہیں۔ لیکن اس کا کوئی جواب نظر نہیں آ رہا۔ میڈیکل سٹورز کا تو بتایا ہے لیکن ان چیزوں کے بارے میں نہیں بیان کیا جو میں نے عرض کی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میرے محکمہ میں جو employees ہیں ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ یہ صرف محکمے کے employees ہیں۔ اب جو لوگ un-registered ہیں۔ ایک شخص جو بغیر کسی لائسنس اور کسی process سے دکان کھول لیتا ہے تو اس پر اس وقت پورے پاکستان میں کوئی law کوئی regulation نہیں ہے۔ میں اپنی بہن کو ان کی satisfaction کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تقریباً ہم وہ ڈرافٹ

مکمل کر چکے ہیں' ہم اسی اسمبلی میں Registration of Private Laboratories and Private Hospitals Act لا رہے ہیں جس کے تحت ان لوگوں کی یہ جو جعلی حکیم ہیں' جعلی ہیلتھ سنٹرز کی identification ہو گی اور ہمیں اتھارٹی ہو گی کہ وہاں جا کر ان کو inspect کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ یہ ایکٹ انشاء اللہ تعالیٰ دو تین ماہ کے اندر اسمبلی میں لائیں گے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ وزیر موصوف تیاری کر کے نہیں آتے ہیں اور وقت ضائع کر رہے ہیں مہربانی کر کے اس کو ختم کر دیں اور آگے چلیں۔

جناب سپیکر: بڑے اچھے جواب دے رہے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: نہیں جناب! کہاں اچھے جواب دے رہے ہیں؟ آپ مہربانی کریں------

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر! اسی ضمن میں میں معزز وزیر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ عمومی طور پر ہماری medical and dental quackery جو ہے اس کی eradication کے لئے کیا عملی اقدامات ہو رہے ہیں؟ کیونکہ یہ ایک documented چیز ہے کہ ہیپاٹائٹس کو promote کرنے میں medical and dental quackery کا سب سے بڑا ہاتھ ہے تو اس سلسلے میں ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کیا عملی طور پر اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے بڑا اہم سوال raise کیا ہے۔ یہاں پر میرے معزز ارکان بار بار اٹھ کر کہتے ہیں کہ وقت ضائع ہو رہا ہے اصل میں لیجسلیشن ہی ہمارا کام ہے۔ جناب سپیکر! یہ جو اعداد و شمار ان کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں یہ اسی سسٹم کو بہتر بنانے کے لئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی زبردست بات کی ہے کہ quackery اس وقت ہمارے لئے بڑا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں اگر آپ

نے CNG پمپ کھونا ہو تو کم از کم سات سے نو NOC چاہئیں۔ لیکن کوئی unqualified شخص اگر ہسپتال بناتا ہے تو اس کے بارے میں کوئی قانون سازی کسی لیول پر نہیں کی گئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہمارا یہ ایکٹ Regulation of Laboratories and Private Hospitals آئے گا تو quackery کے خلاف اس جہاد میں سب سے بڑا قدم انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شہلا راٹھور: سوال نمبر 168

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شہلا راٹھور: جی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

خواتین کے لئے میڈیکل کالج کا قیام

*168-محترمہ شہلا راٹھور: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت صرف خواتین کے لئے نئے میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا حکومت گوجرانوالہ ڈویژن HQ پر خواتین کے لئے علیحدہ میڈیکل کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ہر ضلع اور تحصیل HQ ہسپتال میں آگ لگنے اور بدن جھلس جانے کے علاج معالجہ کے لئے **Burn Unit** کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے اور آگ لگنے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل خواتین کو مفت علاج اور ادویات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں، نیز تحصیل اورضلعی HQ ہسپتال میں **Burn Unit** کے لئے سالانہ بجٹ کتنا مختص کیا جاتا ہے اور کیا سارا بجٹ استعمال ہو جاتا ہے؟

وزیر صحت،

(الف) حکومت بلا تخصیص میڈیکل تعلیم کو فروغ دے رہی ہے تاہم ایک میڈیکل کالج برائے خواتین مخصوص ہے۔ اس وقت خواتین کے لئے میڈیکل کالج کھولنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ کیونکہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے بعد مخلوط میڈیکل کالجز میں کوٹہ سسٹم ختم کر دیا گیا ہے۔ نتیجتاً مخلوط میڈیکل کالجز میں پہلے ہی خواتین کی فیصد تعداد بڑھ چکی ہے اور اس طرح خواتین کافی تعداد میں طب کے شعبہ میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ب) نہیں۔

(ج) متعدد ضلعی ہسپتالوں میں Burn Unit کی سہولیات موجود ہیں۔ یہ سہولتیں دیگر ضلعی اور تحصیل ہسپتالوں میں بھی ہونی چاہئیں۔ تاہم نئے ضلعی نظام کے تحت ضلع اور تحصیل ہسپتال ضلعی حکومتوں کے دائرہ اختیار میں آ گئے ہیں۔ ضلعی حکومتوں کو ہدایات جاری کی جا رہی ہیں کہ وہ تمام ضلعی اور تحصیل ہسپتالوں میں Burn Unit کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ Burn Unit کے لئے الگ سے بجٹ مختص نہیں کیا جاتا' بلکہ یہ صحت کے مجموعی بجٹ میں سے خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ بجٹ بھی اب محکمہ خزانہ ضلعی حکومتوں کو براہ راست منتقل کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر، جی' آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گی؟

محترمہ شہلا راٹھور، اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز"(الف)" میں جواب دیا ہے کہ خواتین کی کافی تعداد بڑھ چکی ہے جو میڈیکل کالجز میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ تو جناب وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ تعداد کتنی ہے؟ ابھی یہ بتا رہے ہیں کہ 20 فیصد Basic Health Units ہیں جہاں پر ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں تو اس لحاظ سے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے جو ڈاکٹرز ہیں اور نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس میں صورتحال یہ ہے اور میں اپنے معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ figures سن لیں۔ پاکستان میں اور بالخصوص پنجاب میں ڈاکٹروں اور

مریضوں کی اوسط تقریباً three thousand to one ہے۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے ہمارے پاس واقعی ڈاکٹرز کی کمی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ڈاکٹروں میں male and female کی ratio کیا ہونی چاہیے؟ 98-1997 میں سپریم کورٹ کی رولنگ تھی اس کے تحت medical schoolsکے ایڈمشن میں discrimination based on gender ختم کر دیا گیا تھا۔ جب میں 1982 میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں طالب علم تھا اس وقت تقریباً 80 فیصد male تھے اور 15 سے 20 فیصد تعداد female تھی۔ اس وقت زیادہ تر میڈیکل کالجوں میں ratio جو ہے وہ 60 فیصد بچیاں ہیں اور 40 فیصد لڑکے ہیں۔ اس لحاظ سے ایک نیا میڈیکل کالج کھولنا ہمارے خیال میں ضروری نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ اب مجھے محسوس ہو گیا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے فیصل آباد کا ڈومیسائل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ملتان والوں کی باری بھی آ سکتی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب آپ تھوڑا سا rules relax کروا کر کسی کو بھی appoint کروا سکتے ہیں۔ جب چیف منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ایس ایچ او کو ایس پی لگانا ہے تو rules relaxed and appointed فلاں-----

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کیا یہ ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جی ہاں! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے کہا تھا کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو بندے contract کے ذریعے آتے ہیں اگر پبلک سروس کمیشن نہ ہو تو نتائج بہت اچھے آتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر اس طرح نتائج اچھے آتے ہیں تو میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے لئے سب سے محترم اور قابل احترام ادارہ پاک فوج کا ہے۔ آپ تین سال کے لئے اسے contract پر دے دیں پھر اس کے بعد عدلیہ کو دو سال کے لئے contract پر دے دیں۔ اور خاص طور پر DMG گروپ کو بھی پانچ سال کے

کے لئے contract پر دے دیں ہم تو ویسے بھی چند مہینوں کے مہمان ہیں ہمارا تو contract پانچ سال کا ہوتا ہے تین سال میں بھیج دیتے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا ایک سپلیمنٹری سوال ہے۔ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے اگلے سوال کا نمبر بول دیا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 257

لاہور کے ہیلتھ سنٹرز اور ان کے فنڈ

*257۔**بیگم ریحانہ جمیل**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1999 سے تا حال لاہور میں کتنے ہیلتھ سنٹر بنائے گئے؛

(ب) PP-145 میں کتنے ہیلتھ سنٹر ہیں۔ کتنے سرکاری ہسپتال ہیں۔ کتنی سرکاری ڈسپنسریاں ہیں۔ ان سنٹروں اور ڈسپنسریوں سے ہر سال کتنے مریضوں کو فری علاج کی سہولت فراہم کی گئی؛

(ج) کتنے فنڈز حکومت کی طرف سے ایک سال میں ہر ہیلتھ سنٹر اور ڈسپنسری کو فراہم کئے جاتے ہیں۔ تفصیل بیان فرمائیں؛

وزیر صحت،

(الف) سال 1999 سے آج تک لاہور میں کوئی نیا سنٹر نہیں بنایا گیا۔

(ب) PP-145 میں چار ہیلتھ سنٹر اور تین ڈسپنسریاں ہیں۔ ان ڈسپنسریوں اور سنٹروں میں تقریباً تین ہزار مریضوں کو فری علاج کی سہولت میسر ہے۔

(ج) ہیلتھ سنٹر اور ڈسپنسریوں میں حکومت کی طرف سے ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ جن کی مالیت -/80,000 روپے فی سنٹر بنتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: پچھلے سیشن میں بھی یہ سوال کیا تھا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ حکومت فیصل آباد میں کوئی ڈینٹل کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

بیگم ریحانہ جمیل: شکریہ جناب سپیکر! سوال نمبر 257 ' جز (ب) پڑھ دیا جائے ۔ جناب سپیکر! چونکہ 145 پی پی میرا حلقہ ہے میں نے حلقے سے رابطہ کیا ہے ۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہاں کوئی ہیلتھ سنٹر موجود نہیں جبکہ یہاں کہا گیا ہے کہ چار ہیلتھ سنٹر موجود ہیں ۔ اگر موجود ہیں تو کون سے موضع میں اور کہاں پر موجود ہیں ' وہاں کتنا عملہ کام کر رہا ہے ' کتنے مریضوں کو دیکھا جاتا ہے اور کتنے لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر: جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! پی پی 145 میں چار ہیلتھ سنٹر اور تین ڈسپنسریاں ہیں جہاں تقریباً 3000 مریضوں کو فری علاج معالجہ کی سہولتیں دستیاب ہیں ۔

بیگم ریحانہ جمیل: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے گزارش کر رہی ہوں کہ مجھے ان سنٹروں کے نام بتائے جائیں کہ کہاں کہاں اور کس کس موضع میں واقع ہیں اور کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ یہ fresh question ہے ۔

بیگم ریحانہ جمیل: جناب سپیکر! سوال ابھی کیا جا رہا ہے لہذا جواب بھی ابھی دیا جائے ۔

رانا آفتاب احمد خان: وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پاکستان میں تین ہزار آدمیوں کے لئے ایک ڈاکٹر ہے تو ان کے علم میں اضافہ کے لئے عرض کر دوں کہ دس ہزار آدمی ہر روز پاکستان میں below poverty line جا رہے ہیں۔ آپ نے بجٹ دیکھ لیا ہے کہ یہ غریب آدمی کے لئے نہیں کیونکہ اس نے سائیکل لینا ہے مرسڈیز نہیں لینی اور اسے اپنی روٹی کی بھی فکر ہے۔ وزیر موصوف مجھے بتائیں کہ نئی ہیلتھ پالیسی میں عوام کو طبی سہولتوں کی فراہمی کے متعلق کیا proposal لا رہے ہیں۔

راجہ ریاض احمد :جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ پی پی 145 میں چار ہیلتھ سنٹر اور تین ڈسپنسریوں کے متعلق بتایا جائے کہ وہ کس جگہ پر ہیں؟

جناب سپیکر: یہ fresh question ہے۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں ہے ۔ میں نے پہلے عرض کی ہے کہ آپ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں ۔ خدا کے لئے ان نالائقوں کا ساتھ نہ دیا کریں یہ آپ کو فریق بنا لیتے ہیں جس سے آپ کی پوزیشن خراب ہوتی ہے ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ہے سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی' محترمہ ریحانہ جمیل صاحبہ آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے ؟

بیگم ریحانہ جمیل: یہ جوابات جھوٹ پر مبنی ہیں ہمیں ٹرخایا جا رہا ہے ۔ ہربار یہی کہا جاتا ہے کہ یہ ہے وہ ہے ۔ انہیں اپنے اختیارات استعمال کرنے نہیں آتے ۔

جناب سپیکر: عبدالغفور خان صاحب !

محترمہ نشاط افزا: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی' محترمہ فرمائیں!

محترمہ نشاط افزا: جناب سپیکر! پچھلے چھ سات ماہ سے ہم یہ ایوان سجائے ہوئے ہیں۔ وزیر صحت سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا ہے تو یہ دو اور دو چار کی بجائے پانچ کرتے ہیں ۔ سوال گندم ہوتا ہے اور ان کا جواب چنا ہوتا ہے ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ preparation کرکے آیا کریں ۔ تاکہ ہمارا قیمتی وقت ضائع نہ ہو ۔ اگر ان کے علم میں نہ ہو تو اپنے سیکرٹری کو ساتھ لایا کریں تاکہ انہیں پتا ہو کہ سوال کا کیا جواب دینا ہے کیونکہ ان کا کوئی بھی جواب صحیح نہیں ہوتا ۔

جناب سپیکر: شکریہ محترمہ ۔ جی' چودھری عبدالغفور خان صاحب!

چودھری عبدالغفور خان: بہت شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی' خان صاحب اپنے سوال کا نمبر پکاریں ۔

چودھری عبدالغفور خان، جناب سپیکر! میں موقع اور وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوال سے پہلے ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، پہلے آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

چودھری عبدالغفور خان، 357 سوال ہے جی۔ جناب سپیکر! جواب کے بارے میں بتاتا ہوں۔ لیکن پہلے ایک سوال ہے کہ آپ جب ہال کے اندر تشریف لائے تو آپ کو انتہائی خوشگوار موڈ میں دیکھ کر یہ بات سوچ رہا تھا کہ آپ اتنے اچھے موڈ میں ہیں اور آج ہمارے تمام ممبر بھی بڑے اچھے موڈ میں تشریف فرما ہیں اور بڑے اچھے طریقے سے ایوان چل رہا ہے تو میں یہ بات سوچ رہا تھا کہ کیوں نا آپ کی وساطت سے ایک بات اوپر تک پہنچاؤں۔ آجکل جو اصل "رولا" پڑا ہوا ہے اور لوگ بھی ہم سے وردی اور ایل ایف او کے بارے میں سوال کرتے ہیں لیکن میں اس وقت ایل ایف او کی بات نہیں کروں گا۔ وردی کی بات کرنا چاہتا ہوں اور اس حوالے سے میں آپ کو کہنا چاہوں گا [*************]

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ پلیز! آپ کوئی ضمنی سوال کریں۔ آرڈر پلیز۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری عبدالغفور خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف ایوان میں سوالوں کے جواب دے رہے تھے اور ان کے جواب کا ایک حصہ سب نے سنا۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اندر جو ممبرز ہیں وہ انٹرویو کے دوران دعائے قنوت سنتے ہیں یا ریلوے کی پٹڑی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن پنجاب کا ایک اہم ادارہ ہے جہاں سے ہمارے یہ تمام آفیسر نکل کے آتے ہیں تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے بارے میں انہوں نے جو comments دیئے ہیں۔ It is not good یہ بات صحیح نہیں ہے تو اب میں اپنے سوال کی طرف آتا ہوں سوال نمبر 357۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

خواتین سٹاف نرسز کے ڈیوٹی کے مسائل

*357۔چودھری عبدالغفور خان، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام گورنمنٹ ہسپتالوں میں وؤمن سٹاف نرسز کو ہر تیسرے ماہ رات کی ڈیوٹی کرنی پڑتی ہے جو کہ شام سات بجے سے لے کر صبح تقریباً ساڑھے سات بجے تک ساڑھے بارہ گھنٹے بنتی ہے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبے بھر کے تمام سرکاری اداروں میں ڈیوٹی صرف آٹھ گھنٹے ہے اور ان میں اکثریت مردوں کی ہے ؟
(ج) کیا ساڑھے بارہ گھنٹے رات کی مسلسل ڈیوٹی، قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی نہیں ہے؟
(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں وؤمن سٹاف نرسز کی ڈیوٹی بھی آٹھ گھنٹے اور نائٹ ڈیوٹی چھ ماہ بعد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ جی، منسٹر فار ہیلتھ !

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس میں جو حقیقت ہے کہ 99 99 فیصد نرسز خواتین female ہوتی ہیں اگر ہم ان کی آٹھ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کر دیں جس طرح میرے معزز رکن فرما رہے ہیں تو پھر جو بچی چار بجے ڈیوٹی شروع کرے گی وہ رات 12 بجے فارغ ہوگی۔ ایک لڑکی کے لئے 12 بجے ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنا اور کہیں جانا بے انتہا مشکل ہو گا جو 12 بجے ڈیوٹی شروع کرے گی اگر وہ صبح سات بجے نکلتی ہے تو اس کے لئے بھی problem ہے ۔ یہ جو تین تین مہینے کی rotation ہے یہ تمام نرسوں کے لئے ہے۔ سوائے جنرل ہسپتال باقی تمام ہسپتالوں میں جہاں تین ماہ کی rotation ہے eventually جب آپ total time calculate کرتے ہیں تو سب کا وقت برابر ہوتا ہے۔

چودھری عبدالغفور خان : جناب سپیکر ! میں وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ باقی تمام ہسپتالوں میں نرسیں ہی ڈیوٹی کرتی ہیں اور وہ اپنے گھر بھی جا سکتی ہیں جبکہ جنرل ہسپتال میں دوہرا معیار کیوں ہے؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! جنرل ہسپتال میں بھی ایسا ہی طریقہ کار ہے۔ البتہ وہاں rotation تین مہینے کی بجائے چھ مہینوں کی ہے۔ ڈیوٹی hours وہی ہیں' فرق کوئی نہیں ہے۔ باقی ہسپتالوں میں ہر نرس کی تین مہینے بعد اس شفٹ کی باری آتی ہے جبکہ جنرل ہسپتال میں چھ مہینے کے بعد باری آتی ہے۔ total hours اتنے ہی بنتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیں!

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ " قانون کے مطابق ساڑھے بارہ گھنٹے ڈیوٹی نہیں ہے لیکن نرسیں رات کی 12 گھنٹے کی ڈیوٹی سے مطمئن ہیں " کیا ان سے 12 گھنٹے کی جو ڈیوٹی لی جا رہی ہے یہ غیر قانونی طور پر لی جا رہی ہے؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ overall چونکہ یہ rotation basis پر ہوتا ہے۔ اگر آج نرس "A" کی اس طرح کی ڈیوٹی ہے تو کل نرس "B" کی ہوگی اور "A" کو relief مل جائے گا۔ overall time hours ایک جیسے ہی بنتے ہیں۔ یہ نظام صرف پاکستان میں نہیں ہے بلکہ تقریباً ہر ملک میں نرسوں کی سہولت کے لئے اسی طرح کا ہی نظام ہے۔ ورنہ جب 12 بجے یہ بچیاں جائیں گی تو ان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! وزیر صاحب 12 گھنٹے کی ڈیوٹی کے بارے میں دوسرے ممالک کا حوالہ دے رہے ہیں۔ جناب والا! وہاں پر تو انہیں over time دیا جاتا ہے۔ کیا وزیر موصوف بھی اس بابت سوچیں گے کہ اگر وہ 8 گھنٹے کی بجائے 12 گھنٹے ڈیوٹی کرتی ہیں تو انہیں 4 گھنٹے کا over time دیا جائے؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! میرا خیال ہے کہ میرے معزز ساتھی میری بات کو سمجھ نہیں سکے۔ overall total hours اتنے ہی بنتے ہیں۔ جب آپ total working hours

calculate کریں گے تو وہ سب کے برابر بنتے ہیں لہذا over time کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔
رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف ہر سوال کے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ دوسرے ممالک میں ایسے ہوتا ہے۔شاید انھیں باہر جانے کا موقع ملا ہو گا' ہم نہیں جا سکتے یا ہم نہیں گئے ہوں گے۔ کیا وزیر صاحب اپنے محکمے میں باقی کام بھی دوسرے ممالک کی طرح سر انجام دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر : آپ کا ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہے۔تشریف رکھیں۔جی' امتیاز گل صاحب !

جناب جہانزیب امتیاز گل : کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ یہاں پر working week کتنے hours کا ہوتا ہے اور U.S.A میں جہاں سے وزیر صاحب تشریف لائے ہیں وہاں پر ایک week میں کتنے working hours ہوتے ہیں؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ' وہاں پر جو under training لوگ ہیں ان کی 36/36 گھنٹے کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ U S A میں جو qualified لوگ ہیں ان کے لئے forty hours per week ہوتے ہیں لیکن جو under training لوگ ہیں وہ 36/36 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ پاکستان میں تقریباً 80 فیصد طالب علم نرسیں ہسپتالوں میں ڈیوٹی دیتی ہیں۔ انھیں ہم stipend دیتے ہیں' رہائش دیتے ہیں اور یہ ان کی ٹریننگ کا بھی حصہ ہے۔ جس طرح ڈاکٹرز کے لئے house job ان کی training کا حصہ ہے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل : جناب سپیکر ! میں نے تو working hours پوچھے تھے جبکہ وزیر صاحب طالب علموں اور stipend کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ یہ صرف simply میرے سوال کا جواب دیں کہ یہاں پر ایک week میں کتنے working hours ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر : آپ کے سوال کا جواب وزیر صحت نے دے دیا ہے۔

جناب مشتاق احمد(ایڈووکیٹ)جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیں!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پاکستان میں تعلیم کے حوالے سے کئی طبقات بن چکے ہیں۔ ایک وہ طبقہ ہے جو انگریزی سکولوں میں پڑھتا ہے اور ایک وہ طبقہ ہے جو دیہات کے پرائمری سکولوں میں پڑھ کر آتا ہے۔ وہ compete نہیں کر سکتے۔ اب حکومت نے ایک نئے نظام کے تحت میڈیکل کالجز میں 90 سیٹیں create کی ہیں۔ ایک بچے کے لئے اڑھائی لاکھ روپے سالانہ فیس رکھی گئی ہے۔ اگر اس میں اضافی اخراجات بھی شامل کئے جائیں تو تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے سالانہ خرچ آتا ہے۔ تو پانچ سال میں ڈاکٹر بننے والا بچہ تقریباً اٹھارہ لاکھ روپے خرچ کرے گا۔ اتنے اخراجات کرنے کے بعد وہ قوم یا عوام کے لئے کیا خدمات سر انجام دے گا؟ دوسرے میڈیکل کالجز کی فیس تقریباً سات ہزار روپے ماہانہ ہے۔ لہذا جو بچے تین یا ساڑھے تین لاکھ روپے سالانہ خرچ کر کے ڈاکٹر بنیں گے وہ عوام کی کوئی خدمت نہیں کریں گے۔ تو میں حکومت اور وزیر صحت سے یہ کہوں گا کہ اتنی زیادہ فیس کو کم کر کے دوسرے میڈیکل کالجز کے برابر کیا جائے تاکہ ڈاکٹروں سے امید کی جا سکے کہ وہ دیہات میں بھی جا کر خدمات انجام دیں گے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے وہ اس پر غور کریں گے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تبدیلی گردہ کی بابت خدشات

*289-سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں متعدد ہسپتال گردوں کی تبدیلی transplantation کے اپریشن کے موقع پر گردوں کی خریدوفروخت کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔

(ب) صوبائی وزارت صحت نے گردوں کی خریدوفروخت کا کاروبار کرنے والے کتنے کڈنی سنٹرز اور ہسپتالوں کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی ہے اور آئندہ اس انسانیت سوز کاروبار کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات تجویز کئے ہیں۔ تفصیل درکار ہے؟

(ج) کیا گردہ کے ٹرانسپلانٹ (transplant) کی اجازت دینے کے لئے کڈنی سنٹرز اور ہسپتال کو کچھ مخصوص شرائط کے تحت کام کرنے کی اجازت دی جاتی ہے؟ یا ہر شہری یہ ہسپتال / کڈنی سنٹر قائم کر سکتا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) گردے کے فیل ہونے کی صورت میں ان کا مستقل علاج گردوں کی پیوند کاری (transplantation) ہے۔ پنجاب کے تقریباً تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کے یورالوجی و کڈنی ٹرانسپلانٹیشن ڈیپارٹمنٹس میں گردوں کی پیوند کاری ہو رہی ہے۔ یہ تاثر درست نہیں ہے کہ یہ ہسپتال گردوں کی خریدوفروخت میں ملوث ہیں۔ تاہم کچھ پرائیویٹ ہسپتالوں میں گردوں کی خریدوفروخت کی رپورٹیں منظرعام پر آئی ہیں۔ جن پر حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔

(ب) صوبائی محکمہ صحت گردوں کی خریدوفروخت کرنے والے سنٹرز کے خلاف موثر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں ماہرین کی ایک کمیٹی کی گردوں اور دیگر اعضا کے عطیہ اور پیوند کاری کے متعلق سفارشات قانون سازی کے لئے صوبائی محکمہ صحت کے زیرغور ہیں۔ یہاں یہ بتانا بھی بے جا نہ ہو گا کہ انسانی جسم کے مختلف اعضا کی عطیہ اور پیوند کاری (transplant) کا بل 1980 کی دہائی سے قومی اسمبلی اور سینٹ (پارلیمنٹ) میں زیرالتوا ہے۔ اس پر فوری قانون سازی کی ضرورت ہے۔ تاکہ گردوں کی خریدوفروخت کے خلاف موثر اقدام ہو سکے۔

(ج) گردوں کی پیوند کاری کے لئے گردوں کے ماہر سرجنز' تربیت یافتہ پیرامیڈیکل سٹاف اور مناسب آلات سے آراستہ آپریشن تھیٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت تمام تدریسی ہسپتالوں کے یورالوجی و کڈنی ٹرانسپلانٹیشن ڈیپارٹمنٹس میں متعلقہ سہولیات موجود ہیں اور حکومت انہیں مزید بہتر بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔
اس وقت کچھ پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی گردوں کی پیوند کاری ہو رہی ہے۔ جن کے لئے قواعدوضوابط بنانے کی ضرورت ہے اور صوبائی حکومت اس کے لئے قانون سازی پر غور کر رہی ہے۔ تاہم ملکی سطح پر گردوں کی پیوند کاری کے لئے قانون سازی اور قواعدوضوابط بنانے کی اشد ضرورت ہے اور پارلیمنٹ میں التواء میں پڑے ہوئے بل کی منظوری اس کی بہتری میں سنگ میل ثابت ہو گی؛

سول ہسپتال حویلی لکھا کے مسائل

*414-جناب بلال یاسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول ہسپتال حویلی لکھا اوکاڑہ میں میٹرنٹی وارڈ اور لیڈی ڈاکٹر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کے آپریشن تھیٹر کے آلات ناکارہ ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ غریب اور نادار لوگوں کو ہسپتال کی طرف سے دوائیاں نہیں دی جاتیں اور وہ دوائیاں ڈسپنسر حضرات اپنے پرائیویٹ کلینکس پر لے جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت سول ہسپتال حویلی لکھا اوکاڑہ کو سالانہ فنڈز بھی کم دیتی ہے۔ کیا ان فنڈز کا آڈٹ کروایا جاتا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) دیہی مرکز صحت حویلی لکھا میں میٹرنٹی وارڈ موجود ہے اور دو لیڈی ہیلتھ وزیٹرز تعینات ہیں جو میٹرنٹی وارڈ کا کام دیکھتی ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔ اس کی بھرتی کے لئے پوسٹ مشتہر کی گئی ہے۔

(ب) آپریشن تھیٹر کے آلات درست حالت میں ہیں۔ یہاں پر آنکھوں اور جنرل سرجری کا کام تسلی بخش ہوتا ہے۔

(ج) غریب اور نادار لوگوں کو ہسپتال کی طرف سے ہسپتال کے سٹاک میں موجود دوائیاں مہیا کی جاتی ہیں۔ ہسپتال کی ادویات نشان زدہ ہوتی ہیں۔ لہذا ان کا پرائیویٹ کلینکس پر استعمال ممکن نہ ہے۔

(د) ہسپتال حویلی لکھا کو سالانہ فنڈز ضلع کے دوسرے R.H.Cs کے مساوی مہیا کئے گئے ہیں اور ان کا باقاعدہ آڈٹ بھی ہوتا ہے۔

(ہ) تمام مسائل و سائل کے اندر رہتے ہوئے حل کئے جاتے ہیں۔ ہسپتال کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔

بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹر کی تعیناتی

*471۔ چودھری عبدالغفور خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع بڑا گھر تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے بنیادی مرکز صحت میں کافی عرصہ سے کوئی ڈاکٹر تعینات نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹر کی جگہ ڈسپنسر علاج معالجہ کر رہا ہے اور لوگوں سے پرچی کی مد میں زائد پیسے وصول کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسر کو مریضوں کو چیک اپ کرنے کا اختیار نہ ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ جگہ پر ڈاکٹر تعینات کرنے اور ڈسپنسر کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو

کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ موضع بڑا گھر تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے مرکز صحت میں فی الوقت ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ مرکز صحت میں ڈاکٹر تعینات نہ ہونے کی بناء پر ڈسپنسر مریضوں کا علاج معالجہ کر رہا ہے۔ البتہ وہ لوگوں سے پرچی کی مد میں زائد پیسے وصول نہ کر رہا ہے؟

(ج) پنجاب بھر میں جن مراکز صحت پر ڈاکٹر تعینات نہ ہیں۔ وہاں پر ڈسپنسر ہی مریضوں کا چیک اپ کرتے ہیں۔ اسی لئے مذکورہ مرکز صحت میں بھی (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے) ڈسپنسر ہی مریضوں کا چیک اپ کرتا ہے۔

(د) ڈاکٹروں کی contract کی اساس پر تعیناتی کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے اور جلد ہی مذکورہ مرکز صحت میں ڈاکٹر تعینات کر دیا جائے گا۔

میاں منشی ہسپتال لاہور میں گاڑیوں اور ایمبولینس کی تفصیلات

*518-جناب بلال یاسین: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میاں منشی ہسپتال لاہور کے پاس کتنی گاڑیاں اور ایمبولینس ہیں۔ یہ کب کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟

(ب) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟

(ج) کیا اس ہسپتال میں موجود ایمبولینس اس ہسپتال کی ضروریات اور مریضوں کی demand پوری کر رہی ہیں؟

(د) اگر یہ ایمبولینس اس ہسپتال کی ضروریات پوری نہیں کر رہی ہیں تو حکومت کب تک اور کتنی مزید ایمبولینس اس ہسپتال کو فراہم کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) منثی ہسپتال کے پاس دو ایمبولینس اور تین دوسری گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- ایمبولینس LOG-3753 ماڈل 1991

2- ایمبولینس LOG-3754 ماڈل 1991

3- مزدا فورڈ پک اپ LOT-5117 ماڈل 1995

4- سوزوکی لوڈر LHN-8604 ماڈل 1998

5- سوزوکی کیری ڈبہ LHX-904 ماڈل 1988

دونوں ایمبولینسز محکمہ صحت نے مبلغ گیارہ لاکھ ستر ہزار روپے (Rs.11,70,000) کی لاگت سے خرید کر ہسپتال ہذا کو فراہم کیں۔

سوزوکی کیری ڈبہ اور سوزوکی لوڈر مبلغ ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے (Rs.1,95,000/-) کی لاگت سے خرید کر ہسپتال ہذا کو فراہم کیں۔

مزدا پک اپ مئی 2001 میں سیکنڈ فیملی ہیلتھ پراجیکٹ نے donate کیا۔

(ب) تمام گاڑیاں چالو حالت میں ہیں اور کوئی بھی گاڑی خراب نہیں ہے۔

(ج) چونکہ یہ ایمبولینسز out dated ہو چکی ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اور ایمبولینس کی ڈیمانڈ کی گئی تھی اور چند روز میں ہسپتال کو ملنے والی ہے۔

(د) اس کا جواب اوپر پیرا "ج" میں دے دیا گیا ہے۔

بامہ بالا ہسپتال اوکاڑہ میں اسامیوں کی تفصیل

*529-رائے فاروق عمر خان کھرل: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بامہ بالا ہسپتال اوکاڑہ کتنے بیڈ کا ہے اور اس کی تعمیر کب اور کتنی لاگت سے مکمل ہوئی تھی؟

(ب) 1999 سے آج تک اس ہسپتال کو کتنی مالیت کی ادویات اور رقم فراہم کی گئی اور کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا؟

(ج) اس ہسپتال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد مع گریڈ اور عہدہ بیان فرمائیں؟

(د) اس وقت ان اسامیوں پر تعینات ڈاکٹروں اور دیگر عملے کے نام و پتا جات عہدہ و گریڈ کیا ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز و عملہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے جس کی وجہ سے مریضوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ کیا حکومت ڈیوٹی سے غیر حاضر رہنے والے ملازمین کے خلاف کارروائی کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) 1999 سے آج تک محکمہ کے کن کن افسران نے اس ہسپتال کا معائنہ کیا ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ کیا ہیں۔ نیز معائنہ کے دوران کون کون سے ملازمین غیر حاضر پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر صحت:

(الف) بامہ بالا ہسپتال 20بستر کا ہے اور اس کی تعمیر مبلغ -/31,68,000 روپے کی لاگت سے سال 91-1990 میں مکمل ہوئی۔

(ب) 1999 سے آج تک اس ہسپتال میں مبلغ -/10,46,278روپے کی ادویات فراہم کی گئیں اور 58,790مریضوں کا علاج کیا گیا۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اکثر عملہ حاضر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اور ایمبولینس ڈرائیور اور ٹیوب ویل آپریٹر کے بارے میں غیر حاضری کی شکایت سے ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

(و) درج ذیل آفیسران ہسپتال بامہ بالا کا اکثر معائنہ کرتے رہتے ہیں اور جو ملازم غیر حاضر ہوتا ہے۔ اس کے خلاف حسب ضابطہ مناسب کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

1۔ ڈاکٹر محمد مشتاق احمد، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر، اوکاڑہ

2۔ ڈاکٹر ولی محمد' ڈسٹرکٹ آفیسر' ہیلتھ' اوکاڑہ

3۔ ڈاکٹر محمد ایوب زاہد' ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر' ہیلتھ' اوکاڑہ

4۔ محمد اصغر' سی۔ڈی۔سی آفیسر' اوکاڑہ

5۔ محمد اقبال محمود' انیٹامالوجسٹ اسسسٹنٹ' اوکاڑہ

6۔ کرامت حسین' ڈی۔ای۔او' اوکاڑہ

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نور پور تھل کی تفصیلات

*535۔جناب محمد وارث کلو : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نور پور تھل خوشاب میں ڈاکٹرز و دیگر سٹاف اکثر اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں سٹاف کی کمی ہے۔ کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ کیٹیگری وائز تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال کی تمام مشینری و آلات ناکارہ ہو چکے ہیں اور لیبارٹری کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے ہسپتال میں ڈاکٹرز اور بیڈز کی کمی ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نور پور تھل میں ایمرجنسی کی صورت میں کوئی ڈاکٹر و دیگر سٹاف نہیں ہوتا؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نور پور تھل تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال خوشاب کے مسائل کو حل کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تمام سٹاف اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہتا ہے۔

(ب) تفصیل لف ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ مورخہ 14 دسمبر 2002 کو نیا ایکسرے پلانٹ لگ چکا ہے اور اس نے 14 دسمبر 2002 سے کام شروع کر دیا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نور پور تھل 40 بستروں پر مشتمل ہے۔ جو آبادی کے لحاظ سے کافی ہے اور منظور شدہ پوسٹوں کے حساب سے ڈاکٹرز تعینات ہیں۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ ایمرجنسی ڈیوٹی کے لئے ڈاکٹر اور سٹاف 24 گھنٹے اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوتا ہے۔

(و) حکومت پنجاب، محکمہ خزانہ نے ضلع خوشاب کے لئے اضافی اسامیوں کی منظوری دے دی ہے۔ عنقریب اسامیوں پر بھرتی ہو جانے سے سٹاف کی کمی دور ہو جائے گی۔

SANCTIONED STRENGTH OF THQ HOSPITAL NOORPUR TAHL DISTRICT KHUSHAB

SR. NO.	NAME OF POST	SANCTIONED	FILED	VACANT
1.	A. P. M.O	3	-	3
2.	A. P. W. M. O	1	-	1
3	Surgeon	1	1	-
4.	Gynaecologist	1	-	1
5.	Pediatrician	1	-	1
6.	Dental Surgeon	1	-	1
7.	Senior Medical Officer	1	-	1
8.	Women Medical Officer	2	1	1
9.	M. O / C. M. O	5	2	3
10.	Pharmacist	1	-	1
11.	Hakeem	1	-	1
12.	Homeo: Dr.	1	-	1
13.	Staff Nurse / Charge Nurse	1	1	-
14.	Dispenser / Dresser	5	4	1
15.	Homeo: Dispenser	1	1	-
16.	Dawasaz	1	1	-
17.	Radiographer	1	1	-
18.	Lab: Assistant	2	2	-

19.	Dai	1	1	-
20.	Water Carrier	1	1	-
21	Naib Qasid / Gate Keeper	2	2	-
22.	Chowkidar	1	1	-
23.	Warder cleaner	2	2	-
24	Dawakob	1	1	-

محکمہ صحت ضلع گجرات میں بھرتی کی تفصیل

*597۔محترمہ ماریہ طارق، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک محکمہ صحت ضلع گجرات میں کتنے افراد کو کس کس پوسٹ پر کس کس گریڈ میں کس کس کی جگہ بھرتی کیا ہے؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، موجودہ پتا، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ان افراد کو بھرتی کرنے سے قبل اخبار میں بھرتی کا اشتہار دیا گیا تھا، تو اس اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں۔ نیز کیا بھرتی سے قبل بھرتی پر پابندی اٹھالی گئی تھی، تو اس کی تاریخ بیان فرمائیں؟

(د) جز(الف) میں بیان کردہ بھرتی کے لئے جن جن افراد نے درخواستیں جمع کروائیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور پتا کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے، نیز میرٹ لسٹ تیار کرنے والے افراد کا نام، عہدہ و گریڈ موجودہ تعیناتی کی تفصیل نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان کریں؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ ہیلتھ سنٹر برنالی (گجرات) میں سینیٹری ورکر کی اسامی پر دور دراز کے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جگہ سینیٹری ورکر کی بھرتی کے لئے گاؤں کے چند افراد نے بھی بھرتی کے لئے درخواستیں دی تھیں جب کہ حکومت کی پالیسی کے

مطابق ان افراد کو بھرتی نہیں کیا گیا؟

(ی) کیا حکومت مقامی افراد کو ترجیح نہ دینے پر دور دراز کے افراد کو بھرتی کرنے پر اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) مذکورہ مدت کے دوران محکمہ صحت گجرات نے کل 112 افراد کو بذریعہ مجوزہ District Recruitment Committee دو سال کے contract پر بھرتی کیا تھا۔ جن میں سے 30 میڈیکل آفیسر سکیل نمبر 17' 10 وومن میڈیکل آفیسر سکیل نمبر 17' 2 ڈینٹل سرجن سکیل نمبر 17' 15 لیڈی ہیلتھ وزیٹرز سکیل نمبر 9' 2 ڈینٹل ٹیکنیشن سکیل نمبر 9' 22 ڈسپنسرز سکیل نمبر 6' 2 او۔ٹی۔اے سکیل نمبر 6' 2 لیبارٹری اسسٹنٹ سکیل نمبر 5' 2 ڈرائیور سکیل نمبر 4' 2 وارڈ کلینر سکیل نمبر 1 اور 24 سینیٹری ورکر سکیل نمبر 1۔

(ب) مطلوبہ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بھرتی کرنے سے پہلے اخبار "جذبہ" میں مورخہ 9-3-2002 مورخہ 17-4-2002 مورخہ 9-10-2002 اور مورخہ 10-11-2002 میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اشتہارات کی فوٹو کاپیاں Annex-B ساتھ لف ہے۔ بھرتی contract پر کی گئی تھی۔ جس کی اجازت حکومت پنجاب محکمہ صحت نے گورنر پنجاب کی منظوری سے بذریعہ چٹھی نمبری PA/ASA/INDUCTION OF DOCTORS/2001 مورخہ 4-1-2002 اور چٹھی نمبری SO(GIII)1-61/98 مورخہ 22-5-2001 اور چٹھی نمبری SO G-III.45.29/2002 مورخہ 28-8-2002 دی تھی۔ فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ (Annex'B')

(د) اس ضمن میں مطلوبہ لسٹوں کی فوٹو کاپیاں Annex-C بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) تمام منتخب کردہ افراد کو بمطابق میرٹ دو سال کے contract پر بھرتی کیا گیا تھا۔ میرٹ لسٹوں کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ میرٹ لسٹ تیار کرنے میں District Recruitment Committee گجرات کی ہدایت کے مطابق مندرجہ ذیل دفتری اہلکاران نے حصہ لیا تھا۔

1۔ ڈاکٹر ذوالفقار علی چودھری (ایکس، پروگرام ڈائریکٹر D.H.D.C (گجرات)

2۔ ڈاکٹر ذوالفقار ایوب (پرسنل سٹاف آفیسر (E.D.O(H) Gujrat

3۔ مشتاق احمد D.M.O, D.H.D.C, Gujrat

4۔ عبدالرشید، اسسٹنٹ ریٹائرڈ، E.D.O(H),Gujrat

5۔ محمد اسلم وڑائچ، ہیڈ کلرک، E.D.O(H), Gujrat

6۔ خالد محمود، سٹینو گرافر، E.D.O(H),Gujrat

7۔ محمد شریف، سینئر کلرک E.D.O(H), Gujrat

8۔ یوسف الماس، جونیئر کلرک E.D.O(H), Gujrat

پیرا میڈیکل سٹاف کے لئے میرٹ بمطابق گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی نمبری S.O.-G-IV.5.22/9 مورخہ 7-1-2002 تیار کیا گیا تھا۔ جس پر recruitment committee نے سختی سے عمل کیا تھا۔ ڈاکٹروں کی بھرتی کا میرٹ بمطابق گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی نمبری PA/ASA/INDUCTION OF DOCTORS'S/2001 مورخہ 4-1-2002 تیار کیا گیا تھا۔

(و) یہ درست نہ ہے کہ صرف برنالی میں سینیٹری ورکر کی اسامی خالی تھی اور یہ بھی درست نہ ہے کہ برنالی سے چند لوگوں نے درخواستیں دی تھیں۔ درست یہ ہے کہ برنالی کے علاوہ بھی بہت سے سنٹروں میں سینیٹری ورکروں کی اسامیاں خالی تھیں۔ صرف 24 افراد جن کی منظوری گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبری SO.G.III.45.29/2002 مورخہ 28-8-2002 دی تھی۔ سلیکٹ کئے گئے تھے۔ جن میں سے 15 سلیکٹ افراد کو مزید تعیناتی کے لئے

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات کی disposal پر بھیجا گیا تھا اور باقی 9 افراد کو سلیکٹ کرنے کے بعد مزید تعیناتی کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ کی dispoal پر بھیجا گیا تھا۔

(ن) یہ درست نہ ہے کہ برنالی گاؤں سے چند افراد نے برائے ملازمت سینیٹری ورکر درخواست دی تھی۔ بلکہ درست یہ ہے کہ برنالی گاؤں سے صرف ایک فرد محمد صدیق ولد رحمت خاں نے سینیٹری ورکر کے لئے درخواست دی تھی۔ مذکورہ شخص کی عمر بمطابق شناختی کارڈ 36 سال بنتی تھی۔ اس لئے ریکروٹمنٹ کمیٹی نے مذکورہ فرد کو سلیکٹ نہیں کیا تھا۔ لہذا مجوزہ ریکروٹمنٹ کمیٹی گجرات نے جن افراد کو سلیکٹ کیا ہے، وہ ضلع گجرات کے سکونتی ہیں اور ان میں ایک فرد کو برنالی میں لگایا گیا تھا۔ متعلقہ امیدوار میرٹ کے مطابق سلیکٹ ہوا تھا۔

(ی) مجوزہ District Recruitment Committee گجرات نے گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی جاری کردہ ہدایات کے عین مطابق بھرتی میرٹ پر کی تھی۔

منڈی بہاؤالدین کے B.H.U میں M.B.B.S ڈاکٹرز کی تعیناتی

*612-میجر (ریٹائرڈ) احسان الہٰی چودھری، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے کسی بھی B.H.U میں M.B.B.S ڈاکٹر تعینات نہیں ہے اگر کوئی تعینات کیا بھی گیا ہے تو اس نے اپنی ذمہ داری نہیں سنبھالی؛

(ب) اگر مذکورہ بالا جز کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تمام B.H.U میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے کسی بھی B.H.U میں M.B.B.S ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔ ضلع منڈی بہاؤالدین کے پچاس بنیادی مراکز صحت میں سے پندرہ (15) ڈاکٹرز بنیادی مراکز صحت میں تعینات ہیں اور وہ تسلی بخش طور پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹروں کی تعیناتی تسلسل سے جاری ہے۔ ہر ماہ District Recruitment Committee ڈاکٹرز کے انٹرویو کر کے ان کی تعیناتی کی سفارشات سیکرٹری صحت (اتھارٹی) کو بھیجتی ہے۔ جس کے مطابق ڈاکٹروں کی تعیناتی کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔
باقی ماندہ جونہی District Recruitment Committee کی سفارشات موصول ہوں گی احکامات جاری کر دیئے جائیں گے۔

اپ گریڈڈ R H C کے لئے سٹاف کی فراھمی

*643۔چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) چک90 جنوبی R.H.C کو کب اپ گریڈ کیا گیا تھا۔ برائے تحصیل ہیڈ کوارٹر اس کی بلڈنگ پر کل کتنا خرچ آیا ہے۔ کب سے محکمہ نے بلڈنگ اپنے قبضہ میں لی ہوئی ہے اور E.D.O ہیلتھ سرگودھا نے کب اور کس تاریخ کو سٹاف مہیا کرنے کے لئے سیکرٹری ہیلتھ کو کیس بھیجا ہے؛

(ب) R.H.C میں اب تک سٹاف نہ ملنے کی وجہ بتائیں۔ حکومت کب تک عملہ مہیا کر دے گی؛

وزیر صحت:

(الف) چک نمبر 90 جنوبی R.H.C کو 1996-97 میں تحصیل سول ہسپتال اپ گریڈ کیا گیا اور ابتدائی طور پر بلڈنگ پر مبلغ -/1,02,27,000 روپے خرچ ہوئے۔ بلڈنگ 2000 میں مکمل ہوئی اور محکمہ نے اپنے قبضہ میں لی اور E.D.O ہیلتھ نے یہ

کیس مورخہ 13جنوری 2003 کو ارسال کیا ہے۔

(ب) محکمہ صحت نے محکمہ خزانہ کو مورخہ17 فروری2003 کو سٹاف مہیا کرنے کی استدعا کی ہے۔ لہذا محکمہ خزانہ پنجاب کی منظوری کے بعد متعلقہ سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چک 90 جنوبی سرگودھا کی عمارت کی مرمت

*644-چودھری فیصل فاروق چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چک 90 جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا کی پرانی عمارت کب مرمت ہوئی تھی اور اس کی خستہ حالی کی کیا وجوہات ہیں اور اب اس کی مرمت پر کل کتنا خرچہ مع چار دیواری آئے گا' حکومت کب تک اس کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

عمارت کی مرمت پچھلے مالی سال 2001-02 میں ہوئی۔ مرمت پر مبلغ -/2,04,000 روپے خرچ ہوئے۔ چک 90 جنوبی کلر اور سیم زدہ علاقہ ہے۔ اب رواں مالی سال 2002-03 میں بھی مبلغ -/1,66,200 روپے مہیا کئے جا چکے ہیں۔ جس میں چار دیواری کی مرمت اورتعمیر مکمل ہو جائے گی۔ محکمہ بلڈنگ سرگودھا نے ضروری کارروائی کرتے ہوئے ٹینڈر بذریعہ اشتہار طلب کر لئے ہیں اور انشاء اللہ اسی رواں مالی سال کے دوران مرمت وغیرہ کا کام مکمل ہو جائے گا۔

میڈیکل ٹیکنیشن کے لئے ڈرگ سیل لائسنس اور پریکٹس کی سہولت

*651-رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت پنجاب نے کوالیفائیڈ ڈسپنسرز کو ڈرگ سیل لائسنس اور پریکٹس کی اجازت دے رکھی ہے۔ لیکن مساوی کوالیفکیشن کے حامل میڈیکل ٹیکنیشن کلاس کو یہ اجازت حاصل نہ ہے؛

(ب) کیا حکومت اس غیر مساوی پوزیشن کو دور کرنے اور میڈیکل کلاس کو ڈرگ سیل لائسنس اور پریکٹس کی اجازت دینے کو تیار ہے' اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) محکمہ صحت پنجاب نے کوالیفائیڈ ڈسپنسرز کو ڈرگ سیل لائسنس کی اجازت ہائی کورٹ لاہور کی ہدایات کے پیش نظر دی ہے لیکن میڈیکل ٹیکنیشن کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ ایلوپیتھک سسٹم (پریونیشن آف مس یوز) آرڈیننس 1962 کے تحت صرف رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز جو پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے رجسٹر شدہ ہیں' کو پریکٹس کی اجازت ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور کلاس کو اس کی اجازت نہ ہے۔ ڈرگ ایکٹ 1976 اور ڈرگ سیل رولز 1988 کے تحت صرف درج ذیل افراد ڈرگ سیل لائسنس کے اہل ہیں۔

1۔ فارماسسٹ ("اے" کیٹیگری)

2۔ اسسٹنٹ فارماسسٹ ("بی" کیٹیگری)

(ب) ڈرگ سیل رولز کے تحت میڈیکل ٹیکنیشن کو ڈرگ سیل لائسنس کی اجازت نہیں ہے۔ حکومت پنجاب ڈرگ رولز میں ترمیم کرنے پر غور کر رہی ہے تاکہ اس ابہام کو دور کر دیا جائے؟

ضلع پاکپتن شریف میں ادویات کی خرید کیے لئے فنڈز کی فراھمی

*676۔چودھری جاوید احمد: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی حکومت ضلعوں میں ادویات کی خریداری کے لئے فنڈز کس بنیاد پر مہیا کرتی ہے۔ معیار سے آگاہ فرمائیں؛

(ب) ضلع پاکپتن شریف میں 1999 سے آج تک کتنا فنڈ برائے ادویات فراہم کیا گیا۔ بالخصوص D.H.Q پاکپتن کے لئے کتنا فنڈ دیا گیا۔ کیا حکومت اس ہسپتال کی اپ گریڈیشن اور اس ہسپتال کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سطح پر کارڈیالوجسٹ / یورالوجسٹ / ریڈیالوجسٹ کی اسامیاں کب تک مہیا کر دی جائیں گی؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) 1۔ ضلع حکومت کا قیام مورخہ 14-8-2001 کو ہوا۔ اس سے پہلے صوبائی حکومت بذریعہ M.S.D ادویات مہیا کرتی تھی۔ یہ ادویات صوبائی حکومت ہی خریدا کرتی تھی۔ جس میں rate contract مختلف کمپنیوں کے ذریعے منظور ہوا کرتے تھے۔ ادویات کی فراہمی ہسپتال میں موجود بستروں کی تعداد بمطابق اس کے فنڈز اسی لحاظ سے دیئے جاتے تھے۔ طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ M S D لاہور تمام ہسپتال کے انچارج آفیسرز صاحبان سے ہر سال کے شروع ہونے سے پہلے ایڈوانس ڈیمانڈ یا انڈنٹ لیا کرتی تھی کہ اس ہسپتال کو کتنی اور کون کون سی ادویات چاہئے ہوتی تھیں۔ انچارج صاحبان یہ ڈیمانڈ / انڈنٹ ان کے پاس موجودہ بجٹ M.S D جو گورنمنٹ بستروں کی تعداد کے مطابق دیتی تھی' کے عین مطابق ہوتا تھا۔ M S D ہر سال انچارج صاحبان کو دستیاب ادویات گاہے بگاہے مختلف مقدار میں مہیا کرتی رہتی تھی اور سال کے آخر میں بجٹ کے مطابق پوری کر دی جاتی تھیں۔

2۔ ضلعی حکومت کے سیٹ اپ کے بعد ضلعی ہیڈ کوارٹر پر rate contract منظور کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد تمام ڈی۔ڈی۔اوز جس میں ڈی۔او۔ایچ' ایم۔ایس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پاکپتن' ایم۔ایس تحصیل ہیڈ کوراٹر ہسپتال عارف والا' انچارج صاحبان رورل ہیلتھ سنٹرز ادویات اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق کمپنیوں سے ڈائریکٹ (براہ راست) خرید رہے ہیں۔ امسال بجٹ بھی ان ہسپتالوں کو بستروں کی تعداد کے مطابق مختص کئے گئے ہیں' جو کہ گورنمنٹ رولز کے مطابق ہیں۔

(ب) اس معاملے میں عرض ہے کہ:-

1- 1999 سے درج ذیل فنڈ برائے ادویات مہیا کیا گیا۔

	1999-2000	2000-01	2001-02	2002-03
1۔ڈی۔او۔ایچ(تمام بنیادی مراکز صحت)	5576000	5197000	6668000	7500000
2۔ایم۔ایس DIIQ ہسپتال پاکپتن	720000	918000	2400000	1500000
3۔ایم۔ایس THQ ہسپتال عارف والا	613000	692100	602931	1400000
4۔رورل ہیلتھ سنٹر بنگہ حیات	245000	300000	516050	550000
5۔رورل ہیلتھ سنٹر ملکہ ہانس	245000	300000	516050	550000
6۔رورل ہیلتھ سنٹر 163/EB	245000	300000	516050	550000
7۔رورل ہیلتھ سنٹر قبولہ	245000	300000	516050	550000
8۔ٹی۔بی کلینک پاکپتن	500000	500000	500000	500000
9۔ایم۔سی۔ایچ سنٹرز	70000	80000	90000	180000
10۔ گورنمنٹ رورل ڈسپنسریز	0	0	0	300000
کل	8459000	8587100	13500000	12325131

(موجودہ ہسپتال) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پاکپتن ساٹھ بستروں کا ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے معیار کے مطابق ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال (125) ایک سو پچیس بستروں کا ہوتا ہے۔ مورخہ 5-4-2001 کو جناب گورنر صاحب نے موجودہ ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا اعلان کیا۔ محکمہ صحت پنجاب نے اس پر کام شروع کیا اور سکیم کا PC-I تیار کر لیا گیا ہے۔ اس سکیم کو منظوری کے لئے 28-02-2003 کو D.D.S.C کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ہسپتال کو شہر سے باہر منتقل کرنا ہے تو اس سلسلے میں کوئی تجویز قابل غور نہ ہے۔

(ج) اس سلسلے میں عرض ہے کہ:-

1- موجودہ ہسپتال ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں کارڈیالوجسٹ کی اسامی پہلے ہی سے موجود ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب نے حال ہی میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی بھرتی ڈسٹرکٹ لیول پر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ چند دنوں میں یہ اسامی پر ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پاکپتن نے امسال 2002-03 میں اس ہسپتال میں آئی۔سی۔یو یونٹ کے قیام کے لئے مبلغ 28 لاکھ روپے دے دیئے ہیں اور اس یونٹ کے لئے طبی آلات دو ماہ میں خرید لئے جائیں گے۔ اس مد میں تمام کارروائی پوری ہو چکی ہے۔

2۔ ریا مسند یورالوجسٹ اور ریڈیالوجسٹ کا' تو اس اپ گریڈیشن کے سلسلے میں جو PC-I بنایا گیا ہے اور جب اس کی اپ گریڈیشن ہو گی تو یہ درج بالا اسامیاں خود بخود منظور ہو جائیں گی۔

پاکپتن شریف میں ہیلتھ سنٹرز کی تفصیل

*690۔چوہدری جاوید احمد: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پاکپتن شریف میں 1999 سے آج تک کتنے ہیلتھ سنٹر قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) پی۔پی 228 پاکپتن میں کتنے ہیلتھ سنٹر ہیں' کتنے سرکاری ہسپتال ہیں۔ کتنی سرکاری ڈسپنسریاں ہیں۔ ان سنٹروں اور ڈسپنسریوں سے ہر سال کتنے مریضوں کو فری علاج کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ج) کتنے فنڈز حکومت کی طرف سے ایک سال میں ہر ہیلتھ سنٹر اور ڈسپنسری کو فراہم کئے جاتے ہیں؟ آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) کوئی نہیں۔

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لسٹ لف ہذا ہے۔

فنڈز

سال	1999-2000	2000-01	2001-02
ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال	720000	918000	2400000
ہیلتھ سنٹرز	5576000	5197000	6668000

تعداد مریض جن کا فری علاج کیا گیا۔

سال	1999	2000	2001	2002
ہیلتھ سنٹر (D.H.Q/T.H.Q/R.H.C/B.H.U)	520000	524103	692365	532537

بہادر نگر فارم اوکاڑہ میں ہیلتھ سنٹر کا قیام

*713-**میاں محمد اصغر:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہادر نگر فارم ضلع اوکاڑہ جو ایشیاء کا سب سے بڑا فارم ہے' کی آبادی کے لئے حکومت کی طرف سے ہیلتھ سنٹر ابھی تک نہیں کھولا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس 10 ہزار نفوس کی آبادی کو صحت کے سلسلے میں دور دراز کے ہیلتھ سنٹر میں جانا پڑتا ہے۔

(ج) کیا حکومت اس آبادی میں کوئی ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) بہادر نگر فارم اوکاڑہ یونین کونسل 24 جے۔ڈی میں واقع ہے۔ جس میں ایک بنیادی مرکز صحت 24 جے۔ڈی میں موجود ہے جو کہ کام کر رہا ہے۔ بہادر نگر فارم اوکاڑہ کے اندر ایک رورل ڈسپنسری اور ایک M.C.H سنٹر پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس گاؤں اور بہادر نگر فارم اوکاڑہ کی آبادی تقریباً چھ ہزار کے قریب ہے اور بنیادی مرکز صحت 24 جے۔ڈی یہاں سے تقریباً 4 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(ج) بہادر نگر فارم اوکاڑہ جس یونین کونسل (24 جے۔ڈی) میں واقع ہے۔ اس میں پہلے ہی ایک بنیادی مرکز صحت کام کر رہا ہے اور یہی حکومت کی پالیسی ہے۔

شوکت خانم میموریل ہسپتال کو دی گئی سرکاری گرانٹ کا استعمال

*760-**جناب عامر فدا پراچہ:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ 5 سالوں میں شوکت خانم میموریل ہسپتال کو حکومت پنجاب کی طرف سے کتنی گرانٹ ان ایڈ دی گئی؟

(ب) محکمہ زکوٰۃ اور بیت المال کی طرف سے کتنی مالی امداد دی گئی؟

(ج) کیا حکومت نے گرانٹ دینے کے بعد اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ ان کی فراہم کردہ امداد صحیح طور پر خرچ ہوئی ہے کہ نہیں؟

(د) اگر حکومت کی طرف سے گرانٹ دی گئی اور بعد میں اس کے استعمال کو چیک کیا گیا تو اس کی رپورٹ کیا ہے۔ کہ اسکا استعمال صحیح ہے یا غلط؟

(ر) اگر کسی قسم کا حساب کتاب نہیں لیا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت اس کا حساب لینے کو تیار ہے؟

وزیر صحت:

(الف) حکومت پنجاب نے شوکت خانم میموریل ہسپتال کو صرف دوران مالی سال 2001-02 میں 2 کروڑ روپے (وفاقی حکومت کی جانب سے) اور ایک کروڑ روپے (صوبائی حکومت کی جانب سے) بطور one time grant برائے endowment fund جاری کئے۔

(ب) زکوٰۃ اور بیت المال سے امداد کا معاملہ "وزارت مذہبی امور" وفاقی حکومت کے تحت ہے۔ لہذا محکمہ صحت حکومت پنجاب کے پاس اس سوال سے متعلقہ معلومات نہ ہیں۔

(ج) ہسپتال کی بہتر خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے، صدر پاکستان نے اپنے دورہ ہسپتال کے دوران اس گرانٹ کو منظور کیا اور فنڈز جاری کر دیئے گئے۔ تاہم اس مالی سال کے دوران شوکت خانم ہسپتال کی طرف سے utilization رپورٹ موصول نہ ہوئی۔

(د) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مذکورہ ادارے کو گرانٹ فراہم کی۔ مگر اب یہ ادارہ گرانٹ کے استعمال سے متعلقہ ضروری معلومات فراہم کرنے سے گریزاں ہے۔

(ر) شوکت خانم ہسپتال ایک نجی خیراتی ادارہ ہے۔ معلومات کی عدم فراہمی پر محکمہ صحت کے پاس اس کے خلاف کارروائی کے اختیارات نہ ہیں۔

لیڈیز ہیلتھ ورکرز کے تنخواہ کے مسائل اور بھرتی کا میرٹ

*768-چودھری محمد شفیق انور، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نیشنل پرو گرام برائے خاندانی منصوبہ بندی اور بنیادی صحت کے تحت کام کرنے والی کتنی لیڈیز ہیلتھ ور کرز کی پچھلے برس کی تنخواہیں ابھی ادا نہ کی گئی ہیں۔

(ب) ان کی تفصیلات بیان کریں کہ ضلع رحیم یار خان کے ساتھ ایسا کیوں؟

(ج) نئی بھرتی ہونے والی ہیلتھ وزیٹر supervisor کا معیار پسند / ناپسند یا میرٹ پر ہے؟

وزیر صحت:

(الف) نیشنل پرو گرام برائے خاندانی منصوبہ بندی و بنیادی مرکز صحت کے تحت کام کرنے والی لیڈی ہیلتھ ور کرز کی تنخواہیں ضلع آفیسر صحت کی طرف سے "پے رول" (pay roll) مہیا کئے جانے پر ماہانہ بنیادوں پر ادا کی جاتی ہیں۔

دسمبر 2002 تک تمام اضلاع میں کام کرنے والی L.H.Vs' کو تنخواہیں ادا کر دی گئی ہیں سوائے 7 اضلاع کے جن کے پے رول متعلقہ ضلعی آفیسر صحت کے دفاتر سے فروری 2003 میں موصول ہوئے ہیں۔ جو under process ہیں اور چند روز میں یہ بھی ادا ہو جائینگی۔ جبکہ 16 اضلاع میں کام کرنے والی L.H.Ws' کو ماہ جنوری 2003 تک کی تنخواہیں ادا کی جا چکی ہیں۔

(ب) ضلع رحیم یار خان میں کام کرنے والی L.H.Ws' کو تنخواہیں دسمبر 2002 تک ادا کی جا چکی ہیں۔

(ج) لیڈی ہیلتھ سپروائزرز کی بھرتی خالصتاً میرٹ پر کی جاتی ہے۔ بھرتی ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ کی سربراہی میں قائم 4رکنی کمیٹی کرتی ہے۔ جس میں ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ کے علاوہ ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ ڈسٹرکٹ، کوارڈینیٹر نیشنل پرو گرام اور صوبائی کوارڈینیٹر کے دفتر کا نمائندہ شامل ہوتے ہیں۔

لیڈی ہیلتھ سپروائزر کی بھرتی کے لئے اہلیت درج ذیل ہے۔

1۔ تعلیم' ایف۔اے مگر L.H.V یا گریجوایٹ کو ترجیح دی جاتی ہے۔
2۔ عمر 22تا 45سال
3۔ متعلقہ علاقہ کی رہائش ہونا ضروری ہے۔
4۔ شادی شدہ خواتین کو ترجیح دی جاتی ہے۔

پسماندہ علاقوں کے لئے میڈیکل کالجز میں کوٹہ کی بحالی

*814۔صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Tribal Area راجن پور اور بہاولپور دو سیٹیں الاٹ تھیں اور دوسرے پسماندہ علاقوں کا بھی میڈیکل کالجز میں داخلے کے لئے کوٹہ مخصوص تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اب یہ کوٹہ ختم کر کے میرٹ صوبہ لیول پر کر دیا گیا ہے۔ جس سے backward علاقہ جات کے بچوں کو داخلے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ میڈیکل کالجز کے تعلیم یافتہ ڈاکٹرز دور دراز کے علاقوں میں ملازمت کرنے نہیں جاتے ہیں۔ جس سے پسماندہ علاقوں کے لوگ علاج معالجے کی بہتر سہولت سے محروم رہتے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فاٹا کے لئے اب بھی میڈیکل کالجز میں کوٹہ مختص ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پسماندہ علاقوں کے لئے میڈیکل کالجز میں کوٹہ مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور ساتھ ہی سیٹوں کی تقسیم ریجنل لیول پر کئے جانے کے احکامات بھی صادر فرمائے جائیں؟

وزیر صحت،

الف) یہ درست ہے کہ ٹرائیبل ایریا راجن پور کے لئے دو نشستیں میڈیکل کالجز میں داخلے کے لئے مخصوص تھیں اور اسی طرح بہاولپور کے لئے چھ نشستیں مخصوص تھیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ کوٹہ ختم کر کے میرٹ صوبائی لیول پر اوپن کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ درست نہ ہے کہ پسماندہ علاقہ جات کے بچوں کو داخلہ کا موقع نہیں ملتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ میڈیکل کی تعلیم کے دوران شہری سہولتوں کے عادی نوجوان ڈاکٹرز دور دراز کے علاقوں میں ملازمت کرنے کو ترجیح نہیں دیتے اور عرصہ دراز سے رکھے گئے مخصوص کوٹہ کا فائدہ بہتر علاج معالجہ کے لئے ان علاقوں کے عوام کو نہیں پہنچ سکا۔ لہذا موجودہ نظام میں ضلعی و مقامی حکومتوں کی شمولیت سے دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں مخصوص طبی سہولتوں کے لئے خاص بہتر تنخواہ کے پیکج(بارہ ہزار روپے ماہوار) پر contract کی بنیاد پر ڈاکٹروں کی تعیناتی کی جا رہی ہے۔ یہ اسامیاں انہی مراکز صحت کے لئے مخصوص ہیں اور non-transferable ہیں۔ اس پالیسی کے البتہ بہتر نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ فاٹا کے لئے میڈیکل کالجوں میں کوٹہ مختص ہے۔ مزید بیان کیا جاتا ہے کہ فاٹا کے علاقہ جات براہ راست وفاقی حکومت کے ماتحت ہیں اور ان کے اپنے علاقوں میں کوئی میڈیکل کالج نہ ہے۔

(ر) پنجاب کے تمام علاقوں میں لڑکے اور لڑکیوں کی بنیادی و ثانوی تعلیم کی مناسب سہولتیں موجود ہیں اور ان کا فاٹا کے علاقہ جات سے کوئی موازنہ نہ ہے۔ مزید برآں معزز ایوان کے معزز ارکان کی اطلاع کے لئے صوبے کے میڈیکل کالجوں میں ضلع وار داخلہ حاصل کرنے والوں کی تعداد لف ہذا ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کوئی ایسا ضلع نہ ہے جس سے طلباء و طالبات کی مناسب تعداد میڈیکل کالجوں میں داخلہ نہ لیتی ہو۔ لہذا ایسی تخصیص کا جواز نہ ہے۔

DISTRICTWISE ADMISSIONS IN MEDICAL COLLEGES (2002-03) VERSUS POPULATION (ESTIMATES 2002)

DISTRICT	TOTAL POPULATION	TOTAL ADMISSIONS ON OPEN MERIT
ATTOCK	1,404,000	11
BHAKKAR	1,182,000	16
BAHWALNAGAR	2,287,000	19
BAHAWALPUR	2,778,000	53
CHAKWAL	1,181,000	15
D. G. KHAN	1,895,000	36
FAISALABAD	6,015,000	110
GUJRAT	2,254,000	29
GUJRANWALA	3,846,000	41
HAFIZABAD	919,000	10
ISLAMABAD	-	31
JHANG	3,112,000	41
JHELUM	1,025,000	20
KHUSHAB	990,000	12
KASUR	2,661,000	14
KHANEWAL	2,229,000	20
LODHRAN	1,319,000	9
LAHORE	7,334,000	326
LAYYAH	1,281,000	38
MANDI BAHA-UD-DIN	1,258,000	10
MUZAFFAR GARH	3,049,000	70
MULTAN	3,506,000	99
MIANWALI	1,169,000	15
NAROWAL	1,377,000	10
OKARA	2,479,000	24
PAKPATTAN	1,434,000	11
RAJAN PUR	1,270,000	11
RAWALPINDI	3,788,000	71
RAHIM YAR KHAN	3,604,000	41
SARGODHA	2,903,000	39
SIALKOT	3,028,000	41
SHEIKHUPURA	3,731,000	21
SAHIWAL	2,023,000	26
TOBA TEK SINGH	1,777,000	41
VEHARI	2,349,000	31
GRAND TOTAL	**82,563,000**	**1412**

موضع کھرک تحصیل نوشہرہ میں B.H.U کا قیام

*835: رانا تجمل حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ضلع گوجرانوالہ سے 10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جس کی آبادی تقریباً 3500 سو افراد کے قریب ہے؛
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع کھرک میں ڈسپنسری یا ہسپتال نہیں ہے اور اگر کوئی فرد بیمار ہو جائے تو اسے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں لانا پڑتا ہے اور ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے صبح ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے؛
(ج) اگر جز (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع کھرک تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں ڈسپنسری یا B.H.U بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔
(ب) موضع کھرک تحصیل کامونکی میں کوئی B.H.U یا ڈسپنسری نہ ہے۔
(ج) جز (الف) و (ب) کے متعلق تحریر ہے کہ موضع کھرک یونین کونسل ہر دو کلیوال میں واقع ہے۔ حکومتی پالیسی کے مطابق ہر U.C میں B.H.U ہوتا ہے۔ یونین کونسل ہر دو کلیوال میں B.H.U کام کر رہا ہے۔ موضع کھرک سے B.H.U ہر دو کلیوال چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ B.H.U درگاہ پور بھی موضع کھرک سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ نیز تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کامونکی چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ لہذا محکمہ صحت کا موضع کھرک میں B.H.U یا ڈسپنسری بنانے کا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

صوبائی سلیکشن بورڈ کے لئے محکمہ صحت کے کیسوں کی ترسیل

*912۔ڈاکٹر سامیہ امجد، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ستمبر 2001 کے بعد محکمہ صحت میں گریڈ 18 سے گریڈ 19 کا کوئی نیا کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کے پاس نہیں بھیجا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ 18 ماہ میں مسلسل پرانے کیس consider کئے جا رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پرانے کیسوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

(د) اگر ان سب کا جواب ہاں میں ہے۔ تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کب تک نئے کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھیج دے گا؟

وزیر صحت:

(الف) ستمبر 2001 کے بعد ڈینٹل کیڈر کے گریڈ 18 سے گریڈ 19 کے 48 کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھیجے گئے جو کہ بورڈ نے منظور کئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ پرانے کیسوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے' جب تک یہ لوگ اگلے گریڈ میں ترقی نہیں پائیں گے۔ تب تک اگلے افراد کی ترقی کے کیس نہیں بھجوائے جا سکتے۔

(د) یہاں یہ امر بیان کرنا ضروری ہے کہ افسران کی ترقی اسامیوں کی دستیابی سے مشروط ہے۔ جتنی اسامیاں خالی ہونگی اتنے ہی افسران کو ترقی دی جا سکے گی۔ اس کے علاوہ افسران کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ ان کی ترقی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ محکمہ صحت کے بیشتر ڈاکٹر تبادلہ کے خوف سے اپنی رپورٹ نہیں لکھواتے۔ نتیجتاً ان کی ترقی ممکن نہیں رہتی۔ صوبائی سلیکشن بورڈ کے اجلاس مورخہ 7 جون 2002

میں محکمہ صحت نے 44 لیڈی ڈاکٹرز کے ترقی کے کیس پیش کئے۔ جن میں سے صرف 8 کا ریکارڈ مکمل تھا۔ صوبائی سلیکشن بورڈ نے اس اعتراض کے ساتھ سب کیس واپس کر دیئے کہ پہلے سب کا ریکارڈ مکمل کروائیں۔ اس سلسلے میں محکمہ صحت نے تمام ڈاکٹروں' ایم۔ایس اور ای۔ڈی۔او (ہیلتھ) کو متعدد بار لکھا ہے کہ وہ اپنی زیر نگرانی کام کرنے والے تمام ڈاکٹروں کا ریکارڈ مکمل کریں۔ امید ہے کہ جلد یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

اس کے بعد مورخہ 14 نومبر 2002 میں محکمہ صحت نے 154 ڈاکٹروں کے کیس بھجوائے۔ جن میں سے 66 کو اگلے گریڈ میں ترقی دے دی گئی۔ محکمہ صحت مزید کیس جلد صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھجوائے گا۔

D.G.Khan کے قبائلی علاقہ بارتھی کے R.H.C کے لئے ایمبولینس کی فراہمی

*922۔سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ کے R.H.C بارتھی کے ایمرجنسی میں مریضوں کی سہولت کے لئے کوئی ایمبولینس موجود نہیں ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت اس ضروری مطالبہ کو پورا کرے گی کہ ایک F.W.D ایمبولینس فوری مہیا کی جائے تاکہ مریض کو ہسپتال آنے جانے میں سہولت رہے؟

(ج) اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو اس کی وجہ بیان کرے؟

وزیر صحت:

(الف) ایک عدد ایمبولینس R.H.C بارتھی کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے مہیا کی گئی ہے۔ جو کہ دو ویل ڈرائیو ہے۔ اس گاڑی کا R.H.C بارتھی کے علاقے میں چلنا ناممکن تھا۔ اس لئے یہ ایمبولینس D.H.Q ڈیرہ غازی خان میں استعمال ہو رہی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ صحت R.H.C بارتھی کو F.W.D ایمبولینس مہیا کرنے کے لئے اقدام کر رہی ہے اور جتنا جلدی ہو سکے گا R.H.C بارتھی کو F.W.D ایمبولینس مہیا کر دی جائے گی۔

قبائلی علاقے میں ڈسپنسریوں کی تعداد اور دستیاب سہولیات

*923۔سردار فتح محمد خان بزدار، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے میں ڈسپنسریوں کی تعداد کتنی ہے اور ان میں مریضوں کے لئے کیا سہولتیں موجود ہیں۔

(ب) کیا ان ڈسپنسریوں میں علاج معالجے کے لئے ڈسپنسر موجود ہیں۔ دوائیوں کی فراہمی کے بارے میں بتایا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) ڈیرہ غازی خان میں قبائلی علاقوں میں چودہ ڈسپنسریاں موجود ہیں۔ (تفصیل لف ہے) اور ان ڈسپنسریوں میں مریضوں کے علاج کے لئے ڈسپنسر اور دائی تعینات ہیں۔

(ب) ان ڈسپنسریوں میں علاج معالجے کے لئے ڈسپنسر موجود ہیں اور حکومت پنجاب سالانہ -/5,63,550 روپے ادویات کے لئے مہیا کرتی ہے۔

Names of Dispensaries in Tribal Areas of D.G.Khan District.

1. Civil Dispensary Gagan Thal.

2. Civil Dispensary Thokh Shumali.

3. Civil Dispensary Mubarki.

4. Civil Dispensary Mangloon Katch.

5. Civil Dispensary Basti Ghaus Bakhsh

6. Civil Dispensary Basti Mir Muhammad Jan.

7. Civil Dispensary Basti Berg.

8. Civil Dispensary Theker.

9. Civil Dispensary Zain

10. Civil Dispensary Methwan.

11. Civil Dispensary Chitar Watta.

12. Civil Dispensary Lakhi Bir

13. Civil Dispensary Pugla

14. Civil Dispensary Kuranji

سروسز ہسپتال لاہور میں پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ کی تفصیل

*934۔جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 30 دسمبر 2002 کی رات کو سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی وارڈ میں موجود ڈاکٹر نے ایک سینئر صحافی کے ساتھ بدتمیزی کی اور ایمرجنسی وارڈ کے گیٹ کے علاوہ مرکزی گیٹ بھی بند کروا دیا۔ جس سے زیر علاج اور داخل ہونے والے مریضوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی انکوائری کروائی گئی تھی۔ اس انکوائری کی رپورٹ پیش کی جائے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن ڈاکٹروں کو قصور وار ٹھہرایا گیا ہے۔ تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔ کیا ان کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) 30-دسمبر 2002 کی رات کو ایک مریض بنام نذیر احمد کو P.M 9:10 پر ایمرجنسی میں لایا گیا۔ مریض کا صحیح طریقے سے علاج معالجہ کیا گیا۔ اس مریض کے ساتھ چند لوگ تھے۔ (جو بعد میں پتہ چلا کہ صحافی تھے) ہسپتال کے ڈسپلن کے مطابق ہسپتال کے گارڈ نے مریض کے لواحقین کو باہر جانے کا کہا۔ کیونکہ وارڈ میں مریض کے ساتھ صرف ایک اٹینڈنٹ کو ساتھ رہنے کی اجازت ہے۔ اس مسئلہ پر مریض کے لواحقین اور ڈاکٹرز صاحبان میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ جو اس حد تک بڑھ گیا کہ ایریا پولیس کو بلوانا پڑا۔ اس دوران ہسپتال کا گیٹ بند نہیں کیا گیا اور ایمرجنسی مریضوں کو کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

(ب) اس ناخوشگوار واقعے کی انکوائری ہسپتال کی انکوائری کمیٹی نے کی۔ جس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) انکوائری رپورٹ کے مطابق یہ ناخوشگوار واقعہ صحافیوں اور ڈاکٹروں کے ego اور attitude کی وجہ سے رونما ہوا۔ اس انکوائری کی رپورٹ کو سیکرٹری صحت کو بذریعہ نمبری PEO/1173/SH مورخہ 3 دسمبر 2002 کو بھجوائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں ڈیوٹی D.M.S کو تبدیل کر کے اس کی جگہ ایک تجربہ کار ڈاکٹر لگایا گیا ہے۔ تا کہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ رونما نہ ہو۔

میو ہسپتال لاہور میں ضروری مشینری اور آلات کی تفصیل

*935-جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میو ہسپتال کے بچہ سرجری وارڈ میں زیر علاج بچے جو Hypothermia کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کو بچانے کے لئے Water Blanket مشینری استعمال ہوتی ہے جو خراب ہے۔ یہ کتنے عرصے سے خراب ہے اور اس کو درست نہ کروانے میں کون سے اہلکاران /افسران شامل ہیں۔ ان کی

تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میو ہسپتال میں اکثر وارڈ میں قیمتی مشینری خراب حالت میں ہے اور ابھی تک یہ مشینری درست نہیں کروائی گئی۔ کیا ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور تمام وارڈ میں لگی ہوئی مشینری کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ میو ہسپتال بچہ سرجری وارڈ کی (Water Blanket) مشینری خراب ہے۔ بچہ سرجری وارڈ کے انچارج پروفیسر نے بتایا ہے کہ بچہ سرجری وارڈ میں Hypothermia سے بچاؤ کے لئے تین عدد مشینیں نصب ہیں۔ جو کہ بالکل ٹھیک کام کر رہی ہیں۔ جس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میو ہسپتال ملک کا سب سے بڑا ہسپتال ہے جہاں روزانہ ہزاروں مریضوں کو چیک کیا جاتا ہے اور کئی اپریشن کئے جاتے ہیں۔ یہاں سے روزانہ کئی مریض شفایاب ہو کر جاتے ہیں۔ دوران استعمال جو مشینری خراب ہو جاتی ہے۔ اس کو بروقت ٹھیک کروایا جاتا ہے اور جو مشینری ہسپتال میں ٹھیک نہ ہو اس کو فراہم کردہ کمپنیوں سے قواعد و ضوابط کے مطابق ٹھیک کروایا جاتا ہے۔

سال 2002-03 میں 81 (اکیاسی) مشینوں کو بذریعہ اشتہار ٹھیک کروانے کے لئے مختلف کمپنیوں کو آرڈر دیئے گئے۔ جن میں سے 75% مشینری ٹھیک ہو چکی ہے اور باقی کام کروایا جا رہا ہے۔

علاوہ ازیں مختلف مشینری کی خریداری کے لئے مبلغ 6 کروڑ (چھ کروڑ) کے ٹینڈر کئے جا چکے ہیں جو کہ مکمل ہونے کے آخری مراحل میں ہیں۔

میو ہسپتال میں بائیو میڈیکل انجینئرنگ کا ایک اپنا شعبہ ہے۔ جس میں کوالیفائیڈ ٹیم موجود ہے۔ جو تمام مشینری کی مکمل / مسلسل دیکھ بھال اور نگرانی کرتی ہے۔ مشینوں کی دیکھ بھال اور مرمت ایک مسلسل عمل ہے۔

یہ تاثر غلط ہے کہ ہسپتال میں مشینیں خراب ہیں۔ ہسپتال کی انتظامیہ انتہائی کوشش کے ساتھ تمام آلات کو فوری مرمت کروانے کا بندوبست کرتی ہے۔ اس میں کسی آفیسر / ملازم کی کوتاہی شامل نہیں۔

میو ہسپتال میں موجود مشینری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل لیہ کے ہیلتھ سنٹرز کے لئے عمارات کی تعمیر

*941۔مہر اعجاز احمد اچلانہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لیہ میں واقع سب ہیلتھ سنٹر شیرن والہ' کر کن' بھٹے والا اور گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری چک نمبر 150/T shelterless ہیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سول ڈسپنسری صدیق روڈ کی عمارت عرصہ دراز سے زیر تعمیر ہے؛

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک شیلٹر لیس سنٹرز کی عمارتیں بنائی جائیں گی اور کب تک مذکورہ ڈسپنسری کی عمارت مکمل کی جائے گی۔ اگر ایسا ممکن نہیں تو کیا وجوہات ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) یہ واقعی درست ہے کہ تحصیل لیہ میں واقع ہیلتھ سنٹرز شیرن والا' کر کن' بھٹے والا اور گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری چک نمبر 150-A/TDA shelterless ہیں۔

(ب) سول ڈسپنسری صدیق روڈ ختم شدہ ضلع کونسل کے تحت کام کر رہی ہے۔ ضلع کونسل کا نظام سال 2001 سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے (take over) کیا تھا۔ مذکورہ بالا ڈسپنسری کی عمارت کے لئے 1999 میں منظوری ہوئی تھی۔ مگر ٹھیکیدار نے کام نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ اب ٹھیکیدار متعلقہ کو کام مکمل کرنے کے لئے چٹھی تحریر کر دی گئی ہے۔

(ج) shelterless سب ہیلتھ سنٹرز اور گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری کی تعمیر عمارات کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لیہ کو رپورٹ کر دی گئی ہے۔ تعمیر کے لئے فنڈز مختص ہوتے ہی مذکورہ بالا shelterless centres اور گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری کی عمارات کی تعمیر کا کام شروع کرا دیا جائے گا۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیہ میں Dialysis اور C.T.Scan کی سہولت

*942۔مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کون سے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ایسے ہیں جہاں dialysis اور C.T.Scan کی سہولت میسر نہ ہیں؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لیہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں dialysis اور C.T.Scan کی سہولیات میسر نہ ہیں؛

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیہ میں یہ سہولیات مہیا کر دی جائیں گی؛ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ضلعی سطح پر بالعموم یہ سہولت میسر نہ ہے لیکن چند اضلاع مثلاً سرگودھا، گوجرانوالہ، ڈی۔جی۔خان اور گجرات میں dialysis کی سہولت موجود ہے۔ زیادہ تر جگہوں پر یہ سہولت مخیر حضرات کے عطیات کے ذریعے بہم پہنچائی گئی ہیں۔ صرف ضلع سرگودھا کے D.H.Q ہسپتال میں C.T. Scan کی سہولت موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہ سہولت ان اضلاع میں دی گئی ہے۔ جہاں پر میڈیکل کالج موجود ہے۔

(ب) ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد ان تمام سہولیات کو مہیا کرنا ضلعی حکومت کا کام ہے۔ تاہم حکومت ضلعی حکومتوں کے ایسے اقدامات میں مدد کرنے کو تیار ہے۔ جس میں یہ سہولتیں مہیا کرنے کی منصوبہ بندی ہو۔

(ج) جیسا کہ جز "ب" میں بتایا گیا ہے۔

ضلع خوشاب کے ہسپتالوں کے لئے ادویات کی خرید کے لئے بجٹ کی تفصیل

*954۔ **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع خوشاب میں واقع ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے لئے مالی سال 2002-03 کے دوران ادویات کی خریداری کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے؟

(ب) D.H.Q ہسپتال خوشاب کے لئے جولائی 2002 تا جنوری 2003 ادویات خرید نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

(ج) ضلع خوشاب کے ہسپتال میں جولائی 2002 سے آج تک لوکل پرچیز کتنی اور کس کس کے لئے کی گئی ہے۔ جب کہ غریبوں کو اس عرصہ کے دوران disprine بھی نہیں دی گئی؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع خوشاب میں واقع تمام ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے لئے مالی سال 2002-03 کے دوران ادویات کی خریداری کے لئے مبلغ -/1,36,89,000 روپے بجٹ رکھا گیا ہے۔

(ب) D.H.Q ہسپتال خوشاب کے لئے آج تک ادویت خرید نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کی ہدایات کے مطابق ادویات خریدنے کے لئے پہلے اخبار میں اشتہار دینا پڑتا ہے۔ پھر فرموں کی جانب سے ٹینڈر موصول ہوتے ہیں۔ مختلف فرموں کے ٹینڈر آنے پر مقرر کردہ کمیٹی کے سامنے کھولے جاتے ہیں اور پھر اس طرح پرچیز کا یہ طریقہ کار مختلف مراحل سے گزرتا ہوا مکمل ہوتا ہے۔ جس کے لئے کم از کم چار سے چھ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اب ضلع خوشاب میں ادویات کی خریداری کے لئے تمام کارروائی مکمل ہو چکی ہے اور فرموں کو سپلائی آرڈر جا

چکے ہیں۔ ادویات بھی سپلائی ہونی شروع ہو گئی ہیں۔ لیبارٹری سے ٹیسٹ کروانے کے بعد ہسپتالوں کو سپلائی کر دی جائیں گی۔

(ج) اس جز کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

ضلع خوشاب میں محکمہ صحت کے ملازمین کی ٹرانسفر پالیسی

*954-A؛**ملک محمد جاوید اقبال اعوان**؛ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں واقع ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سٹاف کو دور دراز علاقوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے؛

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو یکم اکتوبر 2002 سے آج تک ہونے والے تبادلوں کی تفصیل فراہم کی جائے' نیز کیا یہ تبادلے انتقامی بنیاد پر کئے گئے ہیں یا ان کی کوئی اور وجہ ہے۔ تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ غلط ہے۔ ضلع خوشاب میں واقع ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سٹاف کو دور دراز علاقوں میں تبدیل نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب نے گورنر کی ہدایت پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جوہر آباد اور تحصیل ہیڈ کوارٹر خوشاب کا نوٹیفکیشن مورخہ 15-10-2002 کو کیا اور دونوں ہسپتالوں کے لئے سٹاف کی منظوری دیگر علیحدہ علیحدہ چلانے کی ہدایت کی۔ چونکہ نئی تقرریوں پر پابندی تھی۔ اس لئے عوام کے مفاد کی خاطر ضلع کے مختلف ہسپتالوں سے سٹاف کو تبدیل کر کے D.H.Q ہسپتال جوہر آباد اور T.H.Q ہسپتال خوشاب لگایا گیا۔ کسی ملازم کا تبادلہ انتقامی بنیاد پر نہیں کیا گیا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یکم اکتوبر 2002 سے آج تک تبدیل کئے جانے والے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈسپنسر	7
ریڈیو گرافر	5
لیبارٹری اسسٹنٹ	6
سٹاف نرس	4
ہیلتھ ٹیکنیشن	5
دائی	3
درجہ چہارم	22

جنڈ ہسپتال اٹک میں فراہمی ادویات کی تفصیل

*962سید عباس محی الدین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال جنڈ اٹک میں 02-1999 سے 03-2002 تک حکومت کی طرف سے کون کون سی ادویات کتنی مالیت کی فراہم کی گئیں۔ نیز ادویات کی خریداری کے لئے مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی مالیت کی گرانٹ فراہم کی گئی۔

(ب) کیا فراہم کردہ ادویات اور گرانٹ ہسپتال کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔ کیا حکومت اس میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت،

(الف) نمبر1۔ 2000-1999 کی ادویات اور اس کی گرانٹ-/15,81,666 روپے ہے۔
نمبر2۔ 01-2000 کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور اس کی گرانٹ -/5,92,278 روپے ہے۔

نمبر3۔ 02-2001 کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کی گرانٹ -/4,71,415 روپے ہے۔

نمبر4۔ 03-2002 کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کی گرانٹ -/24,16,800 روپے ہے۔

(ب) اس سال 03-2002 کے لئے دی گئی گرانٹ کافی ہے اور حکومت اس میں اور بھی اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ متعلقہ کاغذات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ صحت میں ہونے والے تبادلوں کی تفصیل

39۔**شیخ تنویر احمد**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم دسمبر 2002 سے آج تک محکمہ ہذا میں گریڈ 16 سے اوپر کے کتنے ملازمین کے تبادلے کئے گئے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، سابقہ تعیناتی اور موجودہ تعیناتی مع ٹرانسفر کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) ان تبادلہ جات میں سے کتنے تبادلے وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو پر کئے گئے ہیں اور کتنے تبادلے انتظامی اور سیاسی وجوہات کی بنیاد پر کئے گئے ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین کے تبادلے تین سال کا عرصہ مکمل نہ ہونے کے باوجود کئے گئے ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے تبادلے ان کی request پر اور کتنے تبادلے بغیر request کے کئے گئے ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم دسمبر 2002 سے تاحال گریڈ 16 سے اوپر کے 81 تبادلے ہوئے۔

(ب) ان میں سے 05 تبادلے وزیر اعلیٰ صاحب کے ڈائریکٹو پر کئے گئے اور باقی تمام تبادلے انتظامی اور سیاسی وجوہات پر کئے گئے۔

(ج) 25 ملازمین کا تبادلہ تین سال تعیناتی کی مدت پوری ہونے بغیر ہوا۔

(د) 30 تبادلے ملازمین کی request پر کئے گئے۔ جب کہ 51 تبادلے انتظامی و سیاسی وجوہات پر ہوئے۔

یرقان پر قابو پانے کے لئے ناقص سرنجوں کے استعمال کی روک تھام

47۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں یرقان کا مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یرقان کی سب سے بڑی وجہ ناقص اور استعمال شدہ سرنجوں کا استعمال ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 10% سے 15% عوام ناقص استعمال شدہ سرنجوں کے استعمال کے باعث ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض کا شکار ہو چکے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ناقص استعمال شدہ سرنجوں کا استعمال روکنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ یرقان کے بارے میں زیادہ آگاہی اور مختلف قسم کے ٹیسٹوں کی موجودگی کی وجہ سے یہ مسئلہ ابھر کر سامنے آ گیا ہے۔

(ب) یرقان کی دو قسموں Hepatitis B&C کے پھیلنے کی ایک وجہ، استعمال شدہ سرنجوں کا استعمال ہو سکتی ہے۔ لیکن یرقان کی زیادہ عام قسمیں یعنی Hepatitis A&E کھانے پینے کی اشیاء اور پانی کی آلودگی سے پھیلتی ہیں اور سرنجوں کے ذریعے یرقان عموماً نشہ کرنے والوں کو ہوتا ہے۔

(ج) Hepatitis B&C کے پھیلاؤ کا تناسب 7.8% تک ہے اور اس میں سے زیادہ دوسری وجوہات سے پھیلا ہوا پایا گیا ہے۔ مثلاً حجامت کے لئے استعمال ہونے

والے اُسترے اور بلیڈ' غیر محفوظ انتقال خون' غیر شرعی جسمانی تعلقات' حاملہ ماں سے بچے کو وغیرہ وغیرہ۔

(د) حکومت ناقص / استعمال شدہ سرنجوں کے بارے میں پوری طرح محتاط ہے اور ان کو ضائع کرنے کے لئے واضح احکامات تمام ہسپتالوں کے عملے کو دیئے گئے ہیں۔ تمام سرکاری ہسپتالوں کو سرنج کٹر بھی مہیا کئے گئے ہیں اور عملے کو تربیت برائے Safe Disposal of Hospital Waste بھی دی گئی ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے عوام کو ناقص اور استعمال شدہ سرنجوں کے مضرات سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن ایک قانونی سقم کی وجہ سے مناسب کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ اور ملحقہ آبادیوں میں قائم R.H.C، B.H.U سٹاف اور ادویات کے لئے فنڈز کی تفصیلات

59۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چند رائے' باگڑیاں اور گوالہ کالونی لاہور میں کتنے رورل ہیلتھ اور گرین ٹاؤن و ٹاؤن شپ میں کتنے بنیادی مراکز صحت' (B.H.U) موجود ہیں؟ ان میں سے کتنے کام کر رہے ہیں؟ ان مراکز صحت میں پارٹ اور فل ٹائم کام کرنے والے تمام ملازمین کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا ان بنیادی مراکز صحت اور رورل ہیلتھ سنٹر میں ایمبولینس مع ڈرائیور موجود ہے؟

(ج) جن R.H.C اور B.H.U میں ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں۔ کیا حکومت ان میں ڈاکٹر اور L.H.V تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں واقع بی۔ایچ۔یو کو 31جون 2002 سے یکم اپریل 2003 تک کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہر بی۔ایچ۔یو کی تفصیل الگ

الگ فراہم کی جائے؟

(ر) کیا کسی بی۔ایچ۔یو کی عمارت ایسی ہے' جسے سپیشل مرمت کی ضرورت ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ مرمت کب کی جائے گی؟

وزیر صحت:

(الف) رورل ہیلتھ سنٹرز اور بنیادی مراکز صحت رورل ایریاز میں یونین کونسل کی سطح پر بنائے جاتے ہیں۔ اربن ایریا میں رورل ہیلتھ سنٹر اور بنیادی مرکز صحت گورنمنٹ کی پالیسی میں شامل نہ ہیں۔ مزید یہ کہ تقریباً 5 کلو میٹر کے فاصلے پر لاہور کے دو بڑے ہسپتال L.G.H اور جناح ہسپتال عوام کو صحت کی تمام سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) موجودہ حکومت نے تمام خالی اسامیوں پر ڈاکٹر اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر تعینات کر دیئے ہیں۔

(د) گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں کوئی B.H.U نہیں ہے۔

(ر) ضلع لاہور میں B.H.U-37 کام کر رہے ہیں اور ضروری مرمت کے لئے مناسب انتظام کئے جا رہے ہیں۔

2003 کے لئے محکمہ صحت کے ترقیاتی فنڈز اور اخراجات کی تفصیل

73۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں مالی سال کے دوران اکاؤنٹنٹ جنرل کے ایک بیان کے مطابق ترقیاتی بجٹ میں 53 کروڑ روپے کی مختص کردہ رقم میں سے محکمہ صحت نے صرف 9 کروڑ روپے کی رقم خرچ کی؟

(ب) کیا حکومت متذکرہ 9 کروڑ روپے کے اخراجات کی تفصیل ایوان میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت وجوہات بتائے گی کہ 44 کروڑ روپے کی گرانٹ کیوں خرچ نہ کی گئی اور کیا یہ درست ہے کہ بقایا رقم استعمال میں لانے کے لئے بوگس سکیمیں تیار کی جا رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس لاپروائی اور غفلت کے مرتکب اہلکاروں اور افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ رواں مالی سال 2002-03 میں محکمہ صحت کے لئے ترقیاتی بجٹ میں 53 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس رقم سے صرف 9 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ دراصل موجودہ مالی سال میں ترقیاتی بجٹ میں 78 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ نظرثانی شدہ تخمینہ کے مطابق اب ترقیاتی بجٹ کا حجم 65.52 کروڑ روپے ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپریل 2003 تک 63.599 کروڑ روپے کے فنڈز جاری (release) کئے ہیں۔ جب کہ تاحال 19.20 کروڑ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔ آئندہ دو ماہ کے دوران کافی اخراجات کی توقع ہے۔

(ب) کیوں نہیں؛ متذکرہ بالا اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سکیم نمبر	سکیم کا نام	مختص شدہ رقم	اخراجات
345	راولپنڈی میڈیکل کالج کا قیام	6.00 کروڑ	0.583 کروڑ
346	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں سول ورکس کی امپروومنٹ	0.068 کروڑ	0.068 کروڑ
347	لاہور جنرل ہسپتال کے ماسٹر پلان کی عملداری	0.393 کروڑ	0.322 کروڑ
348	پیڈیاٹرک ہسپتال / انسٹی ٹیوٹ لاہور کا قیام	3.000 کروڑ	2.115 کروڑ
349	طالبات / سٹاف نرسز ہوسٹل چلڈرن ہسپتال لاہور کی تعمیر	1.000 کروڑ	0.468 کروڑ
350	لاہور جنرل ہسپتال میں پانی اور سیوریج کی فراہمی	0.690 کروڑ	0.529 کروڑ

351	گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور کی توسیع اور بہتری کرنا	1.059 کروڑ	0.039 کروڑ
354	ایڈز کنٹرول اور اس کا تدارک	0.228 کروڑ	0.162 کروڑ
355	وومن ہیلتھ پراجیکٹ پنجاب	14.200 کروڑ	3.097 کروڑ
356	پنجاب میں تحصیل ہسپتالوں کی اپ گریڈیشن	6.00 کروڑ	0.143 کروڑ
358	ورلڈ فوڈ پروگرام کے غذائی اجناس کی فراہمی	0.300 کروڑ	0.120 کروڑ
359	ملیریا کنٹرول پروگرام	0.552 کروڑ	0.376 کروڑ
360	پنجاب تپ دق T.B(Dots) پروگرام کا قیام	1.556 کروڑ	0.340 کروڑ
361	محکمہ صحت میں پروونشل نیوٹریشن سیل کا قیام	0.922 کروڑ	0.108 کروڑ
362	پنجاب میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا قیام	6.00 کروڑ	6.00 کروڑ
364	گنگارام ہسپتال لاہور کے آئی۔سی۔یو، سی یو اور آپریشن تھیٹر میں الیکٹرو میڈیکل آلات کی فراہمی	3.509 کروڑ	2.450 کروڑ
366	امپرومنٹ آف بی۔وی (B.V) ہسپتال بہاولپور	1.000 کروڑ	0.199 کروڑ
سیکرٹری	یورالوجی آپریشن تھیٹر سروسز ہسپتال کی ڈویلپمنٹ (گورنرز ڈائریکٹو)	1.520 کروڑ	1.470 کروڑ
"	انسٹی ٹیوٹ آف ڈینٹل سائنسز ڈینٹل ہسپتال لاہور	0.617 کروڑ	0.607 کروڑ

(ج) محکمہ صحت کا ترقیاتی پروگرام 2002-03' 28 سکیموں پر مشتمل ہے۔ جن میں غیرمنظور شدہ سکیموں کی تعداد 12 تھی اور ان کے لئے بجٹ میں 41.09 کروڑ روپے کی رقم مختص تھی۔

مختص شدہ بجٹ کے اخراجات میں کمی کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(i) پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز آرڈیننس 2002 کے تحت بورڈ آف گورنرز اور پرنسپل ایگزیکٹو آفیسرز کی تعیناتی/تقرری میں خاصا وقت گزر گیا۔ جس کی وجہ سے بورڈ آف گورنرز غیرمنظور شدہ سکیموں کی وقت پرمنظوری نہ دے سکا۔

(ii) خود مختار اداروں کے بورڈ آف گورنرز کے اختیارات کے تحت جن سکیموں کی منظوری دی گئی تھی۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اپنے مراسلہ مورخہ 15۔ نومبر 2002 کے تحت فنانس ڈیپارٹمنٹ کو پابند کر دیا کہ وہ خود مختار یا غیر خود مختار اداروں کی صرف ان سکیموں کے فنڈز جاری (release) کرے گا جن سکیموں کی

منظوری بااختیار فورم مثلاً C.D.W.P, P.D.W.P, D.D.S.C یا E.C.N.E.C کے مجوزہ اختیارات کے تحت ہوتی ہو۔ اس طرح بورڈ آف گورنرز کے ترقیاتی سکیموں کی منظوری کے غیر محدود اختیارات کو کم کر کے 2 کروڑ روپے مالیت کی سکیموں تک محدود کر دیئے گئے۔ لہذا بورڈ آف گورنرز کے تحت دوران سال منظور شدہ سکیموں کی منظوری کا کام نئے سرے سے طے شدہ طریق کار کے تحت کیا گیا۔ جس میں خاصا وقت صرف ہوا۔ سکیموں کی عملداری، روز افزوں پیش رفت، دفتری ضوابط کی تکمیل، آلات کی متوقع فراہمی کے پیش نظر جون 2003 کے آخر تک اخراجات میں کافی حد تک بہتری کا امکان ہے۔

یہ بات درست نہ ہے کہ بقایا رقم استعمال میں لانے کے لئے بوگس سکیمیں تیار کی جا رہی ہیں۔ بلکہ ترقیاتی پروگرام 03-2002 کے تحت شامل سکیموں کو طے شدہ طریق کار کے مطابق PC-I کی تیاری کے بعد بااختیار فورم کی منظوری کے بعد محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور محکمہ خزانہ کی اجازت سے رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

(د) متذکرہ بالا وجوہات کی بناء پر کوئی اہلکار اس کا ذمہ دار نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اس میں B.O.G کی تعیناتی اور P.E.Os کی تقرری اور دوسری ضابطہ کی کارروائی میں موجودہ مالی سال کا خاصا وقت صرف ہو گیا تھا۔ تاہم اس مالی سال کے اختتام پر اگر کسی اہلکار اور افسر کی نااہلی ثابت ہوئی تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

سردار پرویز حسن نکئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار پرویز حسن نکئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار پرویز حسن نکئی: جناب سپیکر، ہمارے معزز رکن رانا سرفراز صاحب کے والد رانا گلزار خان فوت ہو چکے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میاں عمران مسعود، وزیر تعلیم کی تائی وفات پا گئی ہیں۔ ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: بہتر ہے۔ سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

اسمبلی سیکرٹریٹ میں موصول ہونے والی 20 تحاریک استحقاق ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں جن میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ گزشتہ اجلاس کے دوران 27.28 اور 29-مئی،2003 کو بعض اراکین کو مختلف جگہوں سے گرفتار کیا گیا۔ انھیں مختلف تھانوں میں رکھا گیا اور چند گھنٹوں کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ اس طرح انھیں اسمبلی بلڈنگ میں آنے سے روکا گیا۔ اس کے علاوہ مذکورہ گرفتاری اور رہائی کی اطلاع بھی قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 77 اور 78 کے تحت سپیکر کو نہیں بھجوائی گئی۔ مذکورہ تحاریک استحقاقات کے نمبرز اور محرکین کے نام حسب ذیل ہیں۔

تحریک استحقاق نمبر 41، جناب پرویز رفیق۔ تحریک استحقاق نمبر 43، سید احسان اللہ وقاص۔ تحریک استحقاق نمبر 52، رانا ثناء اللہ خان، رانا آفتاب احمد خان اور راجہ ریاض احمد۔ تحریک استحقاق نمبر 53، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی۔ تحریک استحقاق نمبر 54، رانا آفتاب احمد خان، جناب جہانزیب امتیاز گل اور جناب فیض اللہ کموکا۔ تحریک استحقاق نمبر 55، رانا آفتاب احمد خان، جناب فیض اللہ کموکا، شیخ اعجاز احمد، شیخ امجد عزیز، جناب جہانزیب امتیاز گل، راجہ ریاض احمد، چودھری شجاعت حیدر گجر، جناب احد ملک، جناب سمیع اللہ خان اور رانا ثناء اللہ خان۔ تحریک استحقاق نمبر 56، جناب قاسم ضیاء صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 57، جناب سمیع اللہ خان۔ تحریک استحقاق نمبر60، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ صبا صادق، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ نیر مرتضیٰ لون اور محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ۔ تحریک استحقاق نمبر 62، شیخ امجد عزیزصاحب۔

تحریک استحقاق نمبر 63' شیخ امجد عزیز صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 64' شیخ امجد عزیز صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 65' رانا آفتاب احمد خان' جناب فیض اللہ کموکا' راجہ ریاض احمد' رانا ثناء اللہ خان' چودھری اعجاز احمد سماں' رانا مشہود احمدخان' ڈاکٹر اسد اشرف' جناب سمیع اللہ خان' شیخ تنویر احمد اور ڈاکٹر اسد معظم۔ تحریک استحقاق نمبر 66' رانا آفتاب احمد خان'جناب فیض اللہ کموکا' راجہ ریاض احمد'رانا ثناء اللہ خان' جناب طاہر اختر ملک' رانا مشہود احمد خان' جناب سمیع اللہ خان' شیخ تنویر احمد' ڈاکٹر اسد معظم اور جناب جہانزیب امتیاز گل صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 67' رانا آفتاب احمد خان' جناب فیض اللہ کموکا' راجہ ریاض احمد' جناب طاہر اختر ملک' شیخ تنویر احمد'رانا مشہود احمد خان'شیخ اعجاز احمد' ڈاکٹر اسد اشرف'چودھری اعجاز احمد سماں' رانا ثناء اللہ خان اور جناب نوید عامر صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 68' جناب نوید عامر صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 69' رانا آفتاب احمد خان' جناب فیض اللہ کموکا' راجہ ریاض احمد' رانا ثناء اللہ خان' ڈاکٹر اسد معظم' رانا مشہود احمد خان اور جناب سمیع اللہ خان۔ تحریک استحقاق نمبر 70' رانا آفتاب احمد خان' جناب فیض اللہ کموکا' راجہ ریاض احمد ' رانا ثناء اللہ خان' جناب سمیع اللہ خان' رانا مشہود احمد خان' شیخ اعجاز احمد' شیخ امجد عزیز' چودھری سجاد حیدر گجر اور جناب احد ملک صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 71 جناب طاہر اختر ملک' تحریک استحقاق نمبر72 رانا آفتاب احمد خان۔ پیشتر اس کے کہ میں جناب قاسم ضیاء صاحب کو دعوت دوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بقیہ تمام تحاریک استحقاق پیش کردہ سمجھی جائیں گی تاہم ان سے متعلق محرکین مختصر بیان دینا چاہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف، شکریہ جناب سپیکر!

وزیر تعلیم : Sorry, I am on a Point of Order Sir. I would like to ask you. کہ یہ جو تحاریک استحقاق نمبر 42,47 اور 48 That should be thought as disposed of

جناب سپیکر: میں بعد میں آپ کو بتا دوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی قاسم ضیاء صاحب!

قائد و اراکین حزب اختلاف کی غیر قانونی حراست

قائد حزب اختلاف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 27 مئی 2003 کو صبح آٹھ بج کر پانچ منٹ پر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسمبلی کی حدود میں داخل ہونے لگا تو پنجاب پولیس نے میری گاڑی کو آگے جانے سے روکا اور مجھے نیچے اترنے کو کہا۔ جب میں اپنی گاڑی سے باہر آیا تو مجھے حراست میں لے لیا۔ گرفتاری کی وجہ پوچھی تو بغیر وجہ بتائے تھانہ قلعہ گجر سنگھ لے گئے۔ اس کے بعد اپوزیشن کے دیگر 21 اراکین کو بھی ایک ایک کر کے تھانہ قلعہ گجر سنگھ میرے ساتھ غیر قانونی طور پر زیر حراست رکھا۔ تقریباً ایک بج کر پچیس منٹ پر ایس پی طاہر عالم نے مجھے پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے جاری ہونے والے حکم نامہ مورخہ 26 مئی 2003 کی نقل میرے حوالے کی اور کہا کہ آپ لوگ جا سکتے ہیں۔

جناب عالی! مجھے غیر قانونی طور پر گرفتار کرنے اور میرے ساتھیوں کو میرے ساتھ گرفتار کرنے، پانچ گھنٹے سے زیادہ حراست میں رکھنے اور اسمبلی کی بلڈنگ میں میرے سرکاری دفتر میں جانے سے روکنے نیز اسمبلی کی کارروائی کی انجام دہی میں رکاوٹ ڈالنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! آپ نے مجھے یہ تحریک ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ شکریہ! لیکن اس کو آگے استحقاقات کمیٹی یا سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب والا! یہ تو میری تحریک استحقاق تھی۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں لیکن افسوس سے کہوں گا کہ ان چار دنوں میں جو اخبارات میں دیکھنے میں آیا اور جو بیانات وزیر اعلیٰ سے لے کر وزیر قانون اور آپ کے اپنے ہم نے دیکھے۔ ان میں وزیراعلیٰ صاحب نے کہا کہ کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا کسی کو غیر قانونی حراست میں نہیں رکھا گیا۔ جب وزیر قانون سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے ایسا کوئی آرڈر نہیں دیا بلکہ انھوں نے کہا کہ ہم تو سپیکر کے آرڈرز پر عمل در آمد کروا رہے ہیں۔ تو میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ رولز آف پروسیجر کے تحت رول 77 میں ہے کہ:

77. Intimation to Speaker by Magistrate, and others of arrest, detention, etc. of Members.-

"When a member is arrested on a criminal charge or for a criminal offence or is sentenced to imprisonment by a court or is detained under an executive order, the committing judge, magistrate or executive authority, as the case may be, shall immediately intimate such fact to the Speaker indicating the reasons for the arrest, detention or conviction, as the case may be, as also the place of detention or imprisonment of the member in the appropriate form set out in the Fourth Schedule."

Next Rule 78 says

78: Intimation to the Speaker on release of Members:-

"When a member is released on bail before or after conviction or is otherwise released, such fact shall be intimated to the Speaker by the authority concerned in the appropriate form set out in the Fourth Schedule."

تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ intimation ملی تھی؟

جناب سپیکر، جی ملی تھی۔

قائد حزب اختلاف، ہمیں detain کرنا آپ کے علم میں تھا؛ اگر یہ علم میں تھا تو پھر یہ کس قانون اور کس اتھارٹی کے ذریعے تھا؛ چونکہ وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا' وزیر قانون کہتے ہیں ہمیں نہیں پتا۔ آپ نے اخبارات دیکھے' آپ نے ہماری تصاویر دیکھیں۔ جب

میرے ممبرز نے آ کر آپ سے کہا کہ آپ باہر آ کر دیکھیں کہ باہر گاڑی کو روکا گیا ہے لیکن آپ نے باہر آنے سے انکار کیا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ کو پتا نہیں ہے، وزیر قانون کو پتا نہیں ہے اور اگر آپ کو intimation دی جاتی ہے اور وہ illegal intimation ہے کیونکہ illegal detention تھی۔ آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور ہمیں تحفظ دینا آپ کا فرض ہے۔

جناب سپیکر، مجھے صرف ایک معزز رکن آجاسم شریف صاحب کے بارے میں intimation دی گئی تھی۔ باقی کسی معزز رکن کے بارے میں مجھے کوئی intimation نہیں دی گئی۔

قائد حزب اختلاف، جناب والا! وہ تو اسمبلی کے اجلاس کے بعد کی بات ہے۔ جناب سپیکر! میں تو بات کر رہا ہوں جو چار دن سیشن چلا۔ اگر اس حوالے سے آپ کو intimation نہیں دی گئی تو یہ کون سے لوگ ہیں؟ جب وزیراعلیٰ کہتے ہیں مجھے پتا نہیں، جب وزیر موصوف صاحب کہتے ہیں انھیں پتا نہیں تو یہاں پنجاب میں کون حکومت کر رہا ہے؟ میں آپ سے اور پورے ہاؤس سے پوچھنا چاہوں گا کہ اگر وزیراعلیٰ کو پتا نہیں، وزیر قانون کو پتا نہیں، سپیکر صاحب کو پتا نہیں، تو اس معزز ایوان کے اوپر کون ہے؟ یہاں پر رولنگ کون دے رہا ہے؟ پنجاب میں حکومت کون کر رہا ہے؟ ہمیں illegal detain کون کر رہا ہے؟ پھر اس کے بعد ہمیں آرڈر دیئے جاتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، شیم شیم

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف، مجھے تو اپنے ان بھائیوں اور بہنوں سے ایک گلہ ہے۔ میں نے تو اس دن بھی کہا تھا کہ ہمیں شرم آئی تھی اور ہمارے سر شرم سے جھک گئے تھے جب میرے موصوف وزیراعلیٰ صاحب نے وردی کی تعریفیں کیں۔ انھوں نے جو اس کے حق میں قرار داد پاس کی۔ میرے بھائیو! بات وردی یا قرار داد کی نہیں۔ بات اس صوبے کی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ایل ایف او صوبائی معاملہ نہیں ہے۔ کیسے صوبائی معاملہ نہیں؟ اگر آپ 2001 کا لوکل گورنمنٹ کا آرڈیننس دیکھیں تو وہ بھی اس زمرے میں آتا ہے۔ اس کے شیڈول VI میں

اس کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے کہ اگر اس کے فنڈز لوکل باڈیز کو دینے ہیں تو صوبہ پنجاب نے دینے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں کوئی معاملات ہیں تو صوبائی گورنمنٹ نے چلانے ہیں لیکن اگر آپ اس ہاؤس میں بیٹھ کر اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہیں تو جب تک آپ صدر سے اس کی اجازت نہیں لیں گے تب تک نہیں کر سکتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ [**********] اب ہم اس کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتے۔ تو میں اپنے دوستوں بہنوں اور بھائیوں سے بات کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بی بی آپ تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ جی قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میرا تو شرم سے سر جھک رہا ہے کہ ہم اس معزز ایوان میں بیٹھ کر اس کی بالا دستی کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ حکومت آپ کی ہے ہم آپ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں اور اس ہاؤس کی بالا دستی قائم کرنا چاہتے ہیں [**]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: میرے بھائیو اور دوستو! بات ہمارے استحقاق کی نہیں ہے۔ اگر مجھے یا باقی معزز ممبران کو باہر روکا گیا۔ کاش! ہمیں اندر آنے دیتے تو ہم اس وقت آپ کو سمجھا سکتے کہ آپ نے جو قرار داد بغیر پڑھے دیکھے اور بغیر سوچے سمجھے پاس کی ہے' اس میں صوبہ پنجاب کا نقصان ہے۔ آپ اس صوبہ پنجاب کے محافظ ہیں۔ لوگوں نے آپ کو منتخب کر کے اس لئے بھیجا ہے کہ آپ ان کے حقوق کا تحفظ کریں۔ آپ نے یہاں پر قانون اور آئین کی قسم کھائی ہے کہ ہم اس صوبے کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ اس صوبے میں بسنے والے لوگوں کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ جب عوام آپ کو مینڈیٹ دیتے ہیں کہ آپ اس صوبے کے عوام کے فیصلے کریں [********************************]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی' آپ فرمائیں!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! اس پر بہت سارے دوستوں نے بات کرنی ہے اس لئے میں زیادہ لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے بھائیوں سے یہ بھی کہنا چاہوں گا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک ممبر کے بارے میں پتا چلا کہ اس کے بارے میں آپ کو اطلاع دی گئی کہ پکڑا اور پھر چھوڑا۔ رانا آفتاب صاحب بیٹھے ہیں یہ خود ہاؤس میں بتائیں گے کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا تھا تو ان کی صلح کرا دی گئی تھی اس کے باوجود ان پر پرچہ کاٹا گیا۔ ان کو حراست میں لیا گیا بلکہ لاہور سے لے جا کر شاہ پور میں بند کیا گیا لیکن ہم نے اخباروں میں پڑھا کہ اس حکومت کے ایک وزیر موصوف پہلے تھانیدار سے لڑے تو تھانیدار سے معافی منگوائی گئی۔ آج پھر ایک وزیر موصوف سرکاری افسر کو تھپڑ مارتے ہیں۔ ان پر تو کسی نے پرچہ نہیں کاٹا۔ میں اس ہاؤس میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وزیر پر بھی پرچہ کاٹا جائے اور ان کے خلاف بھی وہی سلوک ہو جو ہمارے معزز رکن کے ساتھ ہوا ہے۔

جناب والا! ہمارے ممبران کے خلاف جعلی پرچے کئے جا رہے ہیں۔ میں جعلی پرچہ اس لئے کہتا ہوں کہ جس کو مدعی بنایا جاتا ہے وہ لکھ کر دیتا ہے وہ پریس کانفرنس کرتا ہے کہ مجھے زبردستی لے جا کر دستخط کروائے گئے ہیں۔ اگر اس حکومت نے ہمارے ساتھ اسی طرح چلنا ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی پرچہ نہیں کیا۔ مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ہمارے ممبران کے خلاف دو پرچے کئے گئے ہیں اور یہ ابھی چار دنوں کا واقعہ ہے جن میں آپ نے ہمارے خلاف یہ پرچہ کیا ہے۔ ہاؤس کے اندر آنے سے تو آپ نے ہمیں روکا اور پرچے انھوں نے باہر کر دیئے۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گا یہ جو ہمارے پاس چل کر آئے یہ بہت اچھی بات تھی۔ ہم جمہوریت چلانا چاہتے ہیں ہم ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں لیکن میں ان سے کہوں گا کہ آج جب یہ اپنی بات سمیٹیں تو اس پرچے کو واپس لینے کا اعلان کریں۔ اگر یہ پرچے واپس نہ ہوئے تو پھر شاید ہم وہیں کھڑے ہوں گے جہاں ادھر آنے سے پہلے کھڑے تھے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔ جناب پرویز رفیق صاحب! ذرا دو منٹ میں مختصر کر لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! 27 اور 28 کو جو واقعات ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صوبائی اسمبلی پنجاب ہے لیکن 27 اور 28 کو جو میں نے اسمبلی بلڈ نگ کے باہر ماحول دیکھا اس سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پی اے پی سے "پولیس اسمبلی پنجاب" لگ رہی تھی اور ہمارے جو ساتھی ہیں ہمارے معزز اراکین جو ہیں ان پر جس قسم کا تشدد ہوا اور جس طریقے سے ان کی گرفتاریاں ہوئیں یہ نہایت ہی غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر پارلیمانی روایت کے مطابق ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایل ایف او کی بات اس ایوان میں نہیں ہوگی، لیجسلیٹو پاؤسز میں نہیں ہوگی، تو کیا ایل ایف او پر بات جی ایچ کیو میں ہوگی؟ جناب سپیکر! ہمیں یہ پتا ہے کہ ایل ایف او جو ہے وہ Provincial matters بھی اس میں آتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ 26 کو ادھر ایوان میں بات ہوئی وہ پارلیمانی روایات کا حصہ ہے ہمارا احتجاج حق تھا لیکن جناب سپیکر! آپ پہلے بھی دیکھیں یہاں کچھ ایسے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے ساتھی حکومتی بنچز میں بیٹھے ہوئے۔ جناب سپیکر! ہم نے خبریں پڑھی ہیں، ہم نے ریکارڈ اٹھا کر دیکھا ہے کہ انہوں نے سپیکر پر کرسیاں بھی چلائی ہیں۔ لیکن ہم نے جو بھی کیا ہے وہ جمہوری روایت کی بحالی اور صوبے کے عوام کے لئے کیا ہے۔ ایک اور بات جناب سپیکر! کہ اس پر ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اور ترقیاتی فنڈز جو ہیں وہ صوبے کے عوام کے لئے ہیں۔ ہم نے اس سے اپنے ذاتی گھر نہیں بنانے ہیں اور یہ ہمارا فرض بنتا ہے کیونکہ ہم اپنے اپنے حلقے اور مختلف سیٹوں سے آئے ہوئے ہیں اور یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے عوام کے لئے اس ایوان میں بات کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ایک اور بات! ادھر ایک اور بھی بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ریاست میں چار ایسے ستون ہوتے ہیں اس میں عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ اور میڈیا پریس ہے۔ جناب سپیکر! اسی دن ہمارے صحافی بھائیوں پر بھی نہایت ہی تشدد کیا گیا۔ اور میں اس چیز کی مذمت کرتا ہوں اور میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسی دن سے دو تین دن پریس نے مسلسل بائیکاٹ کیا اور آپ یہ دیکھیں کہ اگر اس ایوان میں ان معزز اراکین

سے علاوہ اگر کوئی ہے تو وہ پریس ہے اگر آپ پریس کے ساتھ تشدد کریں گے تو جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے لئے، جمہوریت کے لئے اور عوام کے لئے کوئی کام نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ادھر پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کا کردار بتا دینا چاہیے کہ اپوزیشن کا کردار کیا ہے؟ آپ ضلع لیول پر دیکھ لیں کہ وہاں پر درجہ چہارم کا ملازم، ضلعی ناظم appoint کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کسی کی ٹرانسفر ہے تو وہ ضلعی ناظم کے حکم پر ہوتی ہے اور ادھر ہم جو آکر بیٹھے ہیں تو ادھر ہم صرف یہی کر سکتے ہیں کہ ہمارے سامنے جو غلط بات ہو ہم اس پر احتجاج کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ نے ہماری زبانیں بند کر دی ہیں۔ آپ نے ہم پر پولیس سے تشدد کرایا، تھانوں میں تشدد کرایا۔ ہمارا احتجاج بھی حق نہیں ہے تو اپوزیشن کو ویسے ہی ختم کر دینا چاہیے۔ آپ ہمیں نوٹس ہی نہ بھیجا کریں۔ ہم اس اسمبلی میں ہی نہیں آیا کریں گے۔

جناب سپیکر: جی تشریف رکھیں ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ Next سید احسان اللہ وقاص صاحب!

ملک خالد محمود وٹو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔ اسے بھی out of turn take up کر لیا جائے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! ان کے والد صاحب پر بھی پرچہ کیا گیا۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

جناب سپیکر! میں آپ کا از حد شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ نے موقع عنایت فرمایا۔ گزارش یہ ہے کہ اپوزیشن ہمیشہ اسمبلیوں کے اندر ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور اپوزیشن کے ممبران بھی اسی طرح عوام کے منتخب نمائندے ہوتے ہیں جس طرح دیگر لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں۔ یہاں اس اسمبلی کے اندر ایل ایف او کے حوالے سے گزشتہ اجلاس کے دوران جو ناخوشگوار واقعات پیش آئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اگر حکومت صبر، برداشت اور اس چیز کا مظاہرہ کرتی کہ ہمیں بھی بات کہنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا سرکاری بنچوں کے افراد کو حق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی کوئی بدمزگی پیدا نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! آج سے ساٹھ سال پہلے جب اقوام متحدہ قائم کی گئی تو اس میں چین کے ساٹھ کروڑ عوام کی نمائندگی کے لئے تائیوان کو چین کا نام دے کر سلامتی کونسل کا رکن بنا لیا گیا تھا اور تقریباً تیس چالیس سال وہ سلامتی کونسل کا رکن تائیوان چین کے نام پر وہاں بیٹھا رہا اور چین کے ساٹھ کروڑ عوام کی اس طرح وہاں توہین ہوتی رہی۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک کی بھی حالت یہی ہے کہ یہاں پر عوام جن کو منتخب کرتے ہیں، عوام جن کو ووٹ دیتے ہیں [************]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح چین کو بالآخر اقوام متحدہ میں ساٹھ کروڑ لوگوں کو ان کا حق ملا تھا ایک وقت ایسا ضرور آئے گا جب پاکستان کے بھی پندرہ کروڑ عوام کو حکومت کا اصل حق ضرور ملے گا، انشاء اللہ ضرور ملے گا۔ اس کے لئے ہماری جدوجہد جاری ہے اور کسی شخص کو، کسی فرد کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اس ملک کے آئین کے اندر، خواہ وہ کتنا powerfull ہو، خواہ اس کے پاس توپ ہو، خواہ اس کے پاس ٹینک ہو، خواہ اس کے پاس بندوقیں ہوں، وہ اس کے بل بوتے پر آئین کے اندر تبدیلیاں شروع کر دے۔ جناب سپیکر! یہ کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں طالبنائزیشن کا اسلام نہیں چلے گا۔ طالبان والا اسلام نہیں چلے گا۔ میں پہلے تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان طالبان کو طالبان بنایا کس نے تھا؟ وہاں ان کو اقتدار دلوایا کس نے تھا؟ ان کو وہاں کرسیوں پر بٹھایا کس نے تھا؟ کون ان کو

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

ساتھ لے کر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچانے والے تھے؟ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ آپ خود جانتے ہیں۔ آج کہا جاتا ہے کہ طالبان والا اسلام نہیں چلے گا۔ میں کہتا ہوں کہ کونسا اسلام چلے گا؟ کیا وہ اسلام چلے گا جس میں شراب حلال ہو جائے؟ کیا وہ اسلام چلے گا جس میں گانا بجانا اور اس طرح کی ساری چیزیں حلال ہو جائیں؟ یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام وہی چلے گا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے تھے۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس ہال کے کسٹوڈین ہیں۔ ہمارے ایک معزز ممبر جناب آجاسم شریف کے ساتھ یہاں پر ایک واقعہ ہوا۔ میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو کسٹوڈین کی حیثیت سے یہ چاہیے تھا کہ آپ ان دونوں کو بلواتے جناب آجاسم شریف کو بھی بلواتے جناب ڈاکٹر صاحب کو بھی بلواتے اگر کسی سے کوئی زیادتی ہوئی تھی تو اس سے معافی تلافی کروائی جاتی اس معاملے کو یہیں ختم کر دیا جاتا۔ جناب سپیکر! ان اسمبلیوں کا وقار بحال رکھنا اور ان کا وقار بنانا جہاں ہماری ذمہ داری ہے وہاں اس ہاؤس کے کسٹوڈین کی حیثیت سے آپ کی بھی بڑی ذمہ داری ہے کہ اس معاملے کو، اس چھوٹے سے معاملے کو اخبارات کی بھینٹ چڑھا دیا گیا، عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ ایک شخص جو لاہور سے منتخب ہوتا ہے اس کو اٹھا کر آپ شاہ پور تھانے میں بھیج دیتے ہیں یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔ اسمبلی کے ممبران کی عزت کیجیے، تکریم کیجیے۔ یہ آئینی ہاؤسز ہیں، یہ آئین کے تحت ہاؤس بنے ہوئے ہیں۔ آئین کے تحت جو ہاؤسز بنے ہوئے ہیں ان کا احترام نہ کیا جائے اور ایسے ہاؤسز جن کا آئین میں کوئی ذکر نہیں ہے ان کو آپ اپنے سر پر چڑھائے پھریں تو اس طرح ان اسمبلیوں کا وقار قائم نہیں ہو سکے گا۔ ہمارے اسمبلی کے ارکان جو پچھلی دفعہ ہاؤس کی مختلف چیزوں میں حصہ لینا چاہتے تھے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہمارے گروپ متحدہ مجلس عمل کے گروپ لیڈر جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب کو گرفتار کیا گیا دیگر میرے معزز بھائیوں کو گرفتار کیا گیا، میری محترم بہنوں کو گرفتار کیا گیا۔

راستے بند کئے دیتے ہو دیوانوں کے
شہر میں ڈھیر نہ لگ جائیں گریبانوں کے

میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں حکومت صبر سے کیجیے، حکومت برداشت سے کیجیے۔ جتنا

آپ صبر کریں گے، جتنا برداشت کریں گے، اتنی آپ کی حکومتیں smoothly چل سکیں گی۔ جن حکومتوں نے ظلم کے بازار گرم کئے جن حکومتوں کے حکمران جو ہیں جھپلنے کے چکر میں ہوتے ہیں ان پر کوئی اور جھپٹ پڑتا ہے۔ اگر اپنے آپ کو جھپٹنے سے بچانا ہے تو کسی اور پر نہ جھپٹیے۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔ بہت بہت شکریہ۔ و آخر دعونا عن الحمد اللہ رب العلمین۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

LT. COL (RETD.) SHUJAAT AHMAD KHAN: Mr Speaker

جناب سپیکر: جی۔

LT. COL (RETD.) SHUJAAT AHMAD KHAN: I want to bring to your notice and to the respectable Members of this House, how this culture of taking revenge from each other has been developed over a period of time

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے اور ایک دوسرے سے بدلہ لینے کا یہ جو culture develop ہوا ہے یہ ہمارے predecessors نے کیا ہے۔ میں اس وقت ہال میں تھا یا اس سے پہلے بھی تو میں نے Head of the States کو دیکھا ہے' ایک دو دفعہ ان کے جلسے سنے ہیں کہ (شیم شیم کی آوازیں) Please listen to me. please listen to me میں نے ان سے سنا ہے کہ فلاں آدمی کو اتنا مارو کہ اس کی آواز لاہور تک جائے۔ قتل کے کیسوں میں ملزموں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب دوسری پارٹی میں ملے تو وہ سٹیج پر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ مہربانی۔ ذرا مختصر کریں پلیز۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان: مختصر یہ ہے Let's understand کہ ہم تائیوان کی بات کرتے ہیں تو تائیوان کو جب نمائندہ بنایا گیا تو اس وقت چائنہ ترقی کر رہا تھا۔ ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں۔ ہم negative analysis کرتے ہیں۔ فرض کیا

آج ہیلتھ منسٹر بات کر رہے تھے It is just for the sake of criticism کہ آپ اس کو چلنے نہیں دے رہے۔ کوئی بات کرے آپ کہتے ہیں ایل ایف او۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کسی معزز رکن کو یہ اجازت ہے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی تقریر کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ موقع تو میں نے قاسم ضیاء صاحب کو بھی دیا تھا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! قاسم ضیاء صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انہیں یہ بھی بتائیں کہ جب بات ہو رہی ہو تو درمیان میں مداخلت نہ کریں ورنہ ہم کریں گے تو پھر یہ رونا شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اچھی proposal ہے آپ کی۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: قاسم ضیاء صاحب نے تحریک استحقاق پر بات کی۔ میں نے صرف پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی رولنگ مانگی ہے کہ حزب اقتدار کو یہ حق حاصل ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر وہ دس منٹ بول سکتے ہیں تو آپ اس کے اوپر رولنگ دے دیں۔ پھر ہمیں بھی یہ استحقاق دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میں رولنگ reserve کرتا ہوں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! فوجی صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر کافی لمبی تقریر کی۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ اپنی بات شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: اس کے جواب میں ناظم حسین شاہ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ جناب سپیکر! اس کے جواب میں جو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ موقع قاسم ضیاء صاحب کو بھی دیا تھا۔ یہ آپ کے منصب کے مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر باقاعدہ 15 منٹ speech ہوئی ہے۔ میں نے وہ سنی اور حکومتی بنچز نے بھی وہ سنی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ آپ کے منصب کے شایان شان نہیں کہ آپ اس بات کو اس بات کا جواب بنا کر دیں۔ آپ اس کو پینڈنگ کر دیں یا آپ اس کے اوپر رولنگ نہیں دینا چاہتے تو کہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا یا کہیں کہ میں اسے reserve کرتا ہوں۔ اس پر بعد میں رولنگ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پلیز اپنی بات شروع کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگر ہم بات سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں تو پھر انہیں بھی بات سننے کا حوصلہ رکھنا چاہیے۔ اگر ہم نے آج یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے کھلے دل سے اپوزیشن کی بات سننی ہے تو پھر انہیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے۔ میں آپ کی خدمت میں صرف ایک پوائنٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! ابھی آپ نے جو وقفہ کیا ہوا ہے اس میں آپ ان لوگوں کی شارٹ سٹیٹمنٹ سن رہے ہیں جن کا privilege breach ہوا ہے۔ جنہوں نے privilege motion move کی اور جن کا privilege breach ہوا۔ ظاہری بات ہے کہ جس معزز رکن نے شارٹ سٹیٹمنٹ دینی ہے اس نے اپنے privilege کے حوالے سے دینی ہے کہ میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی۔ آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں ابھی احسان اللہ وقاص نے اپنی بات میں کوئی ایک لفظ بھی کہا ہے کہ میرا یہ privilege breach ہوا ہے۔ بات طالبان پر

پہنچی' بات حکومت پر پہنچی۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! انہیں کھل کر بات کرنے دیں۔ میں اپنے بھائیوں سے استدعا کرنا چاہتا ہوں آپ کھل کر ان کو بات کرنے دیں ہم سنیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جواب سے انہیں مطمئن بھی کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں محترم راجہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری تقریر پر تبصرہ فرمایا۔ گزارش یہ ہے کہ ہاؤس کی کارروائی شروع ہو چکی تھی تو میں نے آ کر ایک معزز ممبر سے پوچھا کہ کیا کارروائی ہو رہی ہے؟ کیونکہ میں سیدھا کراچی سے آیا انہوں نے مجھے بتایا کہ تحریک استحقاق پر بات ہو رہی ہے تو میں نے تو آجاسم شریف صاحب کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ میں نے اس کا پورا پس منظر بھی بیان کیا اور آجاسم شریف صاحب کے حوالے سے بھی بات کی اور آپ سے بھی گزارش کی کہ آپ کو اس میں دخل دینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آج privilege motions پر جو بحث ہے وہ انہی واقعات کے حوالے سے ہے جو 26 تاریخ سے لے کر 30 تاریخ تک اس ہاؤس کے اندر اور باہر وقوع پذیر ہوتے رہے اور یہ ان واقعات سے بھی متعلق ہے کہ جن کی وجہ سے 26 تاریخ کے protest کی نوبت آئی۔ اس لئے میں محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب ان حوالوں سے بات ہوتی ہے تو پھر بات تو ہر طرف جاتی ہے۔ جس طرح وہ فرما رہے ہیں کہ ہم ہاؤس میں سے سنیں گے وہ ہاؤس میں سے سنیں اور اس کے بعد وہ relevant or irrelevant کے متعلق بات کریں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میں سب سے پہلے اپنے ان کارکنوں اور ان بہنوں کے لئے خراج تحسین کے الفاظ پیش کرنا چاہوں گا جنہیں پولیس نے موجودہ حکومت کے حکم پر' کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ کہا ہے کہ جو کچھ ہوا میرے حکم

سے ہوا' قوم کی بہنوں کو سڑک کے اوپر گھسیٹا' ان کے دوپٹے کھینچے' انہیں مارا گیا' اس کے بعد انہیں جیلوں میں بند کیا گیا اور پھر اس سارے معاملے کا سب سے شرم ناک پہلو یہ ہے کہ ان خواتین کو بعد میں جیلوں سے رات کے وقت گاڑیوں میں بند کر کے دوسرے اضلاع کی جیلوں میں صرف اس لئے بھیجا گیا کہ ان کے اوپر خوف و ہراس مسلط کیا جائے' انہیں اپنی سیاسی جدوجہد سے روکا جائے اور انہیں تنگ کیا جائے۔ میں ان حکمرانوں کے لئے حرف عبرت کہوں گا جو صرف اقتدار کی ہلکی سی لذت کے لئے جو صرف حرص اقتدار میں غرق ہو کر اس قسم کے اقدامات اٹھا رہے ہیں اور بعد میں ان کا دفاع بھی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس مرحلے پر ان تمام معزز اراکین کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے اس احتجاج میں اپوزیشن کے موقف کا ساتھ دیا خواہ ان کا تعلق اپوزیشن کے بنچوں سے تھا یا ان کا تعلق حزب اقتدار سے تھا' انہوں نے ہماری بات کو تسلیم کیا کہ ہمارا موقف درست ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی کیا' وہ ہمارے پاس آئے لیکن وہ علیحدہ بات ہے کہ یہاں پر حکمران ایک بات کو تسلیم کرتے ہیں اس کے بعد انہوں نے کہیں سے پوچھنے جانا ہوتا ہے' وہاں سے اجازت نہیں ملتی تو پھر وہ اس سے انحراف کر جاتے ہیں تو جناب سپیکر! میں ان تمام دوستوں اور ساتھیوں کا' جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے جن کا تعلق حزب اقتدار سے ہے جنہوں نے جمہوریت کی بات کی جنہوں نے انصاف کی بات کی' میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں ان واقعات کی طرف آتا ہوں۔ 26 تاریخ کو قاسم ضیاء صاحب نے بات کی۔ وزیر قانون اس کا جواب دینا چاہتے تھے۔ میں نے اٹھ کر آپ سے یہ عرض کیا کہ جناب! آپ میری بات بھی سن لیں۔ اس کے بعد اکٹھا جواب وزیر قانون صاحب دے دیں۔ اس بات پر احتجاج شروع ہو گیا' ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کر دیا۔ جب آپ واپس آئے تو دوبارہ یہی قرار داد میرے پاس تھی' میں نے آپ سے کہا کہ میں اسے out of turn پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس کے جواب میں آپ نے جس لہجے میں مجھے روکا اس سے بات تلخی میں چلی گئی۔

جناب سپیکر! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آخر اس resolution میں کونسا وہ معاملہ تھا کہ جس سے یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ اگر یہ عبارت یہاں پر پڑھ دی گئی تو اس سے پتا نہیں کونسا طوفان آ جانے گا یا پتا نہیں ہم نے اس میں کونسی چیز سمو لی ہے یا اس کے پڑھنے سے یہاں پر ہم کیا لانا چاہتے ہیں جس سے حزب اقتدار کے اقتدار میں خلل پڑ جائے گا۔ جناب سپیکر! یہ وہی قرار داد میرے ہاتھوں میں ہے اور میں آپ کی اجازت سے معزز ہاؤس کو اس کے بارے میں اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ اس میں کیا تھا۔

جناب سپیکر: قرار داد تو آ ہی نہیں سکتی۔

رانا ثناء اللہ خان: نہ آئے۔

جناب سپیکر: privilege motion پر آپ بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں اپنی speech کر رہا ہوں۔ privilege motion پر میں نے بات کرنی ہے، آپ نے تو نہیں کرنی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! privilege motion پر آپ قرار داد تو پیش نہیں کر سکتے۔ privilege motion پر آپ بات کریں، جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں privilege motion پر بات کر رہا ہوں اور اس حوالے سے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ 26 تاریخ کا جو احتجاج ہوا اس میں حزب اقتدار کی reservation بے معنی تھی، بلاجواز تھی۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے وہ اس بات کا بہانا بناتے۔ اس لئے میں وہ عبارت پڑھ رہا ہوں۔ آپ اس کو میری تقریر سمجھیں۔ میں وہ عبارت پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا privilege motion سے اس کا کوئی تعلق بنتا ہے؟ آپ short statement دے رہے ہیں اور حوالہ قرارداد کا دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس بات کو میں جس استدلال سے کرنا چاہتا ہوں وہ حق تو مجھے ہے۔ آپ نے آگے بہت سی باتیں حذف کروائی ہیں۔ وہ آپ کے پاس اختیار ہے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ یہ تو نہیں ہے کہ privilege motion پر آپ قرار داد لے آئیں۔ یہ آپ کس رول کے تحت کر رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، میں نے آپ سے کب کہا کہ میں قرار داد ٹیبل کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ نے یہ کہا ہے کہ میں اس دن جو قرار داد پیش کرنا چاہ رہا تھا' وہ میں پڑھ کے ایوان کو سنانا چاہتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں وہ پڑھ کے اس لئے سنانا چاہتا ہوں کہ ایوان کو اس بات پر اعتماد میں لوں کہ اس میں کچھ نہیں تھا۔

جناب سپیکر، ایوان کو پتا ہے آپ privilege motion پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، پھر آپ پڑھ دیں۔ اگر ایوان کو پتا ہے تو آپ پڑھ دیں۔

جناب سپیکر، آپ privilege motion پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں privilege motion پر بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر، میں معاملے کی بات نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ privilege motion پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں privilege motion پر بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں اس دن یہ تحریک پیش کرنا چاہتا تھا اور آپ سے یہ گزارش کرنی چاہتا تھا کہ آپ رولز relax کر دیں اور یہ درج ذیل جو قرار داد ہے اسے out of turn پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، اور میں نے اجازت نہیں دی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان، اور آپ نے اجازت نہیں دی تھی۔ آپ بلاوجہ اس بات سے خوف زدہ تھے اور حزب اقتدار بھی بلاوجہ خوف زدہ تھی ورنہ اس قرار داد میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس میں صرف یہ لکھا تھا یہ کہ "پاکستان کی ترقی اور خوشحالی۔۔۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب معزز رکن اپنے breach of privilege کی بات کر رہے ہیں تو وہ بات کریں۔ خوامخواہ ایسا انداز اختیار کرنا اس معزز ایوان کا وقت ضائع کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے کہا تھا کہ جتنے دوست بات کرنا چاہتے ہیں ان کو کھل کر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس بات کو میں نے اس لئے کہا تھا کہ تمام دوستوں کو موقع مل جائے۔ جناب سے میری استدعا ہو گی کہ ریکارڈ چیک کروالیں جتنی دیر معزز قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے اتنی دیر سب بولیں تو ٹھیک ہے۔ یہ نہیں کہ ایک رکن اٹھ کر بولتا رہے۔ قائد حزب اختلاف آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ بولنا چاہتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن ایک معزز رکن کے لئے اگر آپ پانچ منٹ مقرر کرلیں تو سب بول سکیں گے، اور بزنس میں لاء اینڈ آرڈر پر جنرل discussion بھی ہے۔ جناب سپیکر! وقت مقرر کریں اور سارے بولیں۔ یہ نہیں کہ ایک بندہ کھڑا ہو اور کاغذ ہاتھ میں اٹھائے اور مضحکہ خیز باتیں شروع کر دے، یہ غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کتنا ٹائم طے کرلیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! دیکھیں بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں جو ہیں، وہ میں نہیں کرنا چاہتا۔ کل راجہ صاحب جب ہمارے پاس گئے تو انہوں نے اپنی قمیض صحیح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں گیٹ پر آیا تو مجھے پتا چلا کہ آپ یہاں پر بیٹھے ہیں تو میں آپ کے پاس چلا آیا تو میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ اگر اسی طرح آپ قلعہ گجر سنگھ آجاتے تو کیا بات بنتی۔

جناب سپیکر: اچھا۔ آپ یہ فرمائیں کہ ٹائم کتنا لیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: بات یہ ہے کہ ہاؤس بزنس کمیٹی میں ----

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ goodwill gesture صرف ان لوگوں کے لئے کرنا چاہیے جن کے اندر realisation ہو۔ رانا صاحب! اگر میں نے کل goodwill gesture

کیا ہے تو صرف اور صرف قاسم ضیاء صاحب کے لئے کیا ہے۔ میں معزز وزیر اعلیٰ صاحب کے بعد اس ایوان میں اس وقت قائد ایوان کی جگہ میں حکومت کو represent کر رہا ہوں۔ اگر حکومت کی طرف سے یہ goodwill gesture آیا تھا۔ یہ قمیض ہلانے کی بات نہیں ہے۔ میں صرف اس شخص کی عزت اور احترام کی خاطر گیا تھا کہ جس کو اس بات کا احساس ہے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر رانا صاحب کو بات کرنے کا اتنا شوق ہے تو آج ریکوزیشن اجلاس انہوں نے کیا ہے' کورم پورا کرنا ان کی بات ہے ہم باہر جاتے ہیں تو اجلاس کرکے اپنی بات لمبی کریں اور تین دن آپ بات کرتے رہیں۔ آج اگر آپ یہاں پر بات کر رہے ہیں تو صرف اور صرف حکومتی بنچوں کے صدقے سے بات کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اگر ہم آپ سے تعاون نہ کریں اور ہم نے goodwill gesture اس لئے دیا تھا کہ ہم یہ چاہتے تھے کہ اس ایوان کو پرامن طریقے سے چلایا جائے۔

جناب سپیکر! ہم یہاں پر ڈرامہ بازی کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے۔ اگر اخلاقیات کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کی جائے گی تو ہم بات سننے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر خوامخواہ وقت ضائع کیا جائے گا اور dramatize کرنے کی کوشش کی جائے گی تو پھر یہ اپنا کورم پورا کریں اور ایوان کو چلائیں we don't want to participate

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے personal حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر قانون ویسے تو اس سارے معاملے میں جو 26 سے لے کر 30 تک چلا۔ اس میں یہ expose ہوگئے ہیں۔ ان کے متعلق جو کہا جاتا تھا کہ یہ بڑے مدبر ہیں۔ اب انہوں نے goodwill gesture اور عزت کرنے والی بات کی ہے۔ راجہ صاحب میں نہ آپ کی عزت کرنے کا طلب گار ہوں اور نہ مجھے goodwill gesture کی طلب ہے کہ آپ میرے لئے goodwill gesture رکھیں۔ آپ میرے لئے goodwill gesture نہ رکھیں۔ عزت اگر آپ کریں گے تو کروا لیں گے۔ اگر آپ عزت نہیں کرنا چاہتے تو مجھے اس میں

کسی قسم کی کوئی apprehension نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ short statement دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اب بات یہ ہے کہ ہاؤس بزنس کمیٹی کی میٹنگ میں آپ کے سامنے' آپ کی موجودگی میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ جب آپ privilege motion پر بات کریں گے تو میں نے واضح بات کی تھی کہ ہم ان تین items پر بات کریں گے جو 26 سے لے کر 30 تک breach of privileges اور دوسرے واقعات سے متعلق ہے۔ 26 تاریخ کو جہاں سے یہ معاملہ شروع ہوا' میں جو بات کر رہا ہوں' اس میں قرارداد کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس میں ایل ایف او کا بھی ذکر آتا ہے اور اس کے بعد ڈویلپمنٹ فنڈز کا معاملہ ہے۔ یہ تینوں issues ہیں اور انھوں نے خود کہا تھا کہ آپ بات کریں۔ ہم اجلاس کو چلنے دیں گے۔ ہم کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کریں گے۔ انھوں نے ہمیں خود یہ گارنٹی دی تھی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے نہیں کہا تھا۔ آپ موجود تھے' لودھی صاحب موجود تھے اور باقی اراکین بھی موجود تھے۔ آپ ان سے پوچھ لیں کہ ہم نے قطعی طور پر نہیں کہا تھا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کل جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جو اصول طے ہوئے تھے ان سے ایک قدم بھی آگے جانے کی کوشش کی گئی تو We don't want to participate

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ ریکارڈ کی درستی کے لئے ہے۔ جب راجہ صاحب تشریف لائے ان کا goodwill gesture تھا۔ It was for the whole of the Opposition. اگر کسی کے ذاتی تعلقات ہیں تو اس کے لئے علیحدہ چیز ہے۔ یہ آئے ہیں ہم نے ان کی بڑی عزت کی اور پھر جب ہم آپ کے چیمبر میں گئے تو آپ نے ہمیں بڑی اچھی طرح' بڑے cool ہو کر ہماری بات سنی۔ انہوں نے وہاں پر یہ فرمایا کہ ہم آپ کو بولنے کا موقع دیں گے اور ہمارے لوگ بھی اس پر بولیں گے۔ صرف دو تین ایشوز تھے کہ ایشو raise کیوں ہوا تھا؛ ایشو raise ہوا تھا کہ یہ resolution لانا چاہتے تھے۔ میرا موقف تھا کہ اگر

resolution آ جائے تو آپ کی majority ہے آپ kill کر سکتے تھے۔ آپ ایک resolution سے آئے ہیں ہم اس پر دوبارہ resolution نہیں لاتے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا موقف اس پر آ جائے وہ within the parliamentry language آئے گا اس پہ کچھ نہیں آئے گا۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ فنڈز پر identification کی سکیم پر بات کر لیں۔ آپ نے کہا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات کر لیں۔ breach of privilege پہ کر لیں اور راجہ صاحب نے کہا تھا کہ ایل ایف او والے مسئلے پر بات کرلیں۔ آپ اس کو حذف کرتے ہیں اور اس کو رول آؤٹ کرتے ہیں۔ یہ وہاں پر طے ہوا تھا اور minutes ریکارڈ ہوئے تھے۔ ابھی آپ minutes منگوا لیں۔ اگر اس پر یہ بات نہ ہوئی تو ہم اس پر بات نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جی' جناب ارشد خان لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! آپ خود موجود تھے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ جب سے یہ بات شروع ہوئی ہے میں نے آپ کے سامنے بھی کہا تھا کہ جب بھی بات شروع ہوئی اور جب بھی اس بات کو side track کیا گیا وہ ہمارے دوستوں نے کیا ہے۔ میں بھی موجود تھا' لاء منسٹر صاحب' آپ اور رانا صاحب بھی موجود تھے۔ اسی پر تو فیصلہ ہوا تھا کہ جو ان کا استحقاق infringe ہوا ہے اس پر بات کریں گے۔ اپوزیشن لیڈر کو یا دوسرے ساتھیوں کو داخل نہیں ہونے دیا وہ بات کریں گے۔ اگر یہ بات کریں گے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جو ان کا right infringe ہوا ہے اس پر بات کریں گے۔ ایل ایف او پر تو یہ بات ہوئی ہے کہ یہ بات نہیں دہرائی جائے گی۔ یہ کل کی بات ہے اور آج پھر میرے دوست کر رہے ہیں تو یہ قابل افسوس بات ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ارشد لودھی صاحب ہمارے سینئر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ

[**]

جناب سپیکر: ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

---

*بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ بات آپ کے چیمبر میں طے ہوئی تھی کہ ایل ایف او پر ہم اپنا موقف بیان کریں گے۔ اگر یہ بات طے نہیں ہوئی تو آپ اس پر رولنگ دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اب اتنی بڑی بات ہو گئی ہے۔ اس پر لاء منسٹر صاحب اور ارشد لودھی صاحب نے بھی بات کر لی ہے۔ اب بات تو کھل کے سامنے آ گئی ہے۔ لاءمنسٹر راجہ بشارت صاحب یہ چاہتے ہیں کہ بات تو ہمیں کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن بات ہم وہی کریں گے جس کی یہ اجازت دیں گے یہ نہیں ہو سکتا' نہ کبھی یہ ہوا ہے۔ بات جو ہم نے کرنی ہے۔ اسے یہ سنیں اور اس کا یہ جواب دیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے تو جو معاہدہ طے پایا اس میں سب سے پہلے تو ہمیں ایک دوسرے کی respect کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ کسی کو بات کرنے کے انداز میں تھوڑا سا اعتراض ہوتا ہے۔ جس طرح میرے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہمیں ان کی بات سننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمارے وزراء صاحبان نے ان سے معاہدہ کیا۔ میری submission یہی ہے کہ جب کوئی آدمی بات کرے تو دوسرے کی عزت اور احترام کا خیال رکھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور میری یہ رائے ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اعتراض نہیں کرے گا۔ اسی اخلاق کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے اور ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھتے ہوئے اس ہاؤس میں بات کی جائے۔ مجھے اتنی خوشی ہے کہ اس ہاؤس میں آج اتنا پرسکون ماحول ہے اور مجھے یقین ہے کہ پنجاب کے عوام اس ماحول سے بہت خوش ہوں گے کہ آج ہاؤس کی کارروائی بہتر انداز میں چلی ہے۔ میری تمام دوستوں سے یہ پُرزور اپیل ہے کہ اس ماحول کو بہتر سے بہتر کرتے ہوئے کسی بات کو انا کا مسئلہ نہ بناتے ہوئے اس ہاؤس کی کارروائی کو چلنے دیں اور چھوٹی سی بات کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور جو بھی اپنی بات کریں اس کو اگر آپ respectable طریقے سے کریں

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے کسی ممبر کو اعتراض نہیں ہوگا۔ تمام دوستوں سے یہ اپیل ہے کہ ہمارا یہ منصب کا تقاضا ہے کہ ہم اس ہاؤس کو بہترین اور اچھے انداز میں چلائیں تاکہ ہمیں کوئی بھی discredit نہ دے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ابھی جو بات ہو رہی تھی کہ میرے چیمبر میں کیا باتیں ہوئی ہیں۔ ارشد محمود بگو صاحب، لاءمنسٹر صاحب، لودھی صاحب اور کئی اور دوست بھی تشریف فرما تھے۔ ایک بات تو privilege motion کے بارے میں ہوئی ہے کہ یہ کیسے move کرنی ہیں۔ اکٹھی ساری کر لیں گے۔ اس کے بعد فنڈز کی بات ہوئی تھی کہ فنڈز پر بھی ہم نے بات کرنی ہے۔ وہ بھی لاء منسٹر صاحب نے agree کیا تھا کہ ٹھیک ہے۔ آپ بات کریں اور ہم on the floor of the House اس کا جواب دیں گے۔ اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بھی آپ نے کہا کہ ہم نے بات کرنی ہے وہ بھی طے پا گیا کہ آپ بات کریں۔ جب ایل ایف او کا ذکر آپ نے کیا تو اس بات کے ارشد محمود بگو صاحب گواہ ہیں، میں نے اس وقت کہا کہ باقی ساری باتیں میں نے آپ کی مان لی ہیں۔ یہ میری درخواست مان لیں کہ ایل ایف او کو اسمبلی میں زیر بحث نہ لائیں۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ سارے معاملے طے پائے تھے۔ ایل ایف او پر یہ بات ہوئی تھی۔ جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے---

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں نے کہے تھے۔

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ مانتا ہوں کہ آپ نے یہ الفاظ کہے تھے۔ لیکن یہ بات ہوئی تھی کہ جس طرح ہم شروع سے ایل ایف او پر بات کر رہے ہیں وہ بات ہم کریں گے۔ لیکن main issue یہی تھا جو 26 مئی 2003 کے بعد ہمارے دوستوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ نہیں تھا کہ ایل ایف او پر بات نہیں ہوگی۔ بات ہوگی لیکن ذرا گزرتے جائیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر آپ ٹائم متعین کر لیں۔ ہر ممبر جس نے بولنا ہے اس کا ٹائم متعین کر لیں، کارروائی چلنے دیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی سی confusion ہے ایک تو یہ کہ آپ نے قاسم

ضیاء صاحب کی پوری بات سنی۔ رانا صاحب! آپ بھی جو بات کر رہے تھے۔ آپ یہ سمجھ پا رہے ہیں کہ جو معزز رکن privilege motion پر بات کرے گا ساتھ ہی لاء اینڈ آرڈر پر بھی بات کرے گا۔ ساتھ ہی فنڈز پر بھی بات کرے گا۔ لیکن لاء منسٹر صاحب کا موقف یہ ہے کہ آپ فنڈز پر بھی بات کریں، لاء اینڈ آرڈر پر بھی کریں لیکن ابھی صرف privilege motion پر ہی بات کریں۔ بعد میں جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو فنڈز پر بھی آپ بات کر لیں۔ تو میرا خیال ہے کہ ابھی صرف privilege motion تک ہی آپ اس کو محدود رکھیں بعد میں اس پر بات ہو جائے گی۔ آپ نے خود ہی کہا ہے کہ لاءمنسٹر صاحب نے کہا تھا آپ کھل کر بات کریں آپ کا موقف ہم سنیں گے اور ہماری طرف سے بھی اگر کوئی معزز رکن جواب دینا چاہے گا یا بات کرنا چاہے گا تو وہ بات کر سکتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اگر privilege motion پر یہ باتیں ہوئی ہیں تو privilege motion کا جواب تو صرف اور صرف لاء منسٹر صاحب نے دینا ہے۔ عام معزز رکن تو privilege motion کا جواب نہیں دے گا۔ لاء منسٹر صاحب کا یہ کہنا ہے کہ آپ بھی بات کریں لیکن ہماری طرف سے بھی اگر کوئی معزز اراکین بات کرنا چاہیں گے تو وہ کر سکتا ہے تو صرف لاء اینڈ آرڈر پر ہی بات ہو گی۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ہمارا privilege breach ہوا ہم اس پر اپنی سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں۔ یہی سٹیٹمنٹ بعد میں اللہ کرے اور وہ وقت آئے کہ ایف آئی آر بنے گی۔ کسی بھی جرم کی ایف آئی آر میں جب تک وجہ عناد نہ ہو۔ تو وہ ایف آئی آر آگے نہیں چلتی۔ وہ prove ہی نہیں ہوتی تو وجہ عناد یہ ہے کہ جہاں سے معاملہ شروع ہوتا ہے، تو جہاں پر معاملہ شروع ہوتا ہے تو اس کا ذکر کیسے نہ کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے اپنی بات کرنے دیں اس کے بعد لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں اور میرے بات کرنے کے بعد میں لاء منسٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ یہیں پر بیٹھے رہیں گے کوئی چھت وت ان پر نہیں گرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر: اس طرح تو بہت سے دوست رہ جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ تو کہتے تھے کہ ہم سات گھنٹے بیٹھیں گے، آپ بیٹھنے دیں۔

جناب سپیکر: یہ تو بہت زیادہ ہو جائے گا۔ پانچ منٹ بہت ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پاکستان کی ترقی، خوشحالی اور روشن مستقبل کا انحصار اس ملک میں بسنے والے چودہ کروڑ عوام کے حق حاکمیت کو تسلیم کرنے میں ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ privilege motion پر بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، جناب والا! یہاں سے بات شروع ہوئی تھی۔ [*************
***]

جناب سپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! رانا صاحب جو کہنا چاہتے تھے وہ انہوں نے کہہ لیا ہے۔ رانا صاحب خوش ہو گئے ہیں سمجھتا ہوں کہ ان کی خوشی میں پورے ایوان کی خوشی ہے۔ جناب سپیکر! میں ایک بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے لئے یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے جواب میں مجھے وہ قرار داد اس معزز ایوان میں جو پاس کی ہوئی ہے وہ بھی پوری پڑھنی پڑے گی۔ انشاء اللہ

جناب سپیکر: ابھی رانا صاحب نے 26 تاریخ والے واقعات کو دہرایا ہے تو میں بھی اپنے الفاظ دہرانا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ جو قرار داد کی صورت میں یہ الفاظ پڑھنا چاہتے تھے اس کی اجازت نہیں دی تھی اور آج بھی میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جی، رانا صاحب اب آپ فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس قسم کے رویے کا اظہار ہو رہا ہے اس سے یوں لگتا

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

ہے کہ بڑی سخت مانیٹرنگ ہے اتنی سخت مانیٹرنگ میں یہ سسٹم اور یہ ایوان چل نہیں سکتا۔ جناب سپیکر! میں زیادہ لمبی بات اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ بہت سارے دوستوں نے بات کرنی ہے اور مجھے ان دوستوں کا خاص طور پر احترام ہے جنہوں نے اس ساری مشقت اور اس ساری مصیبت کو برداشت کیا اور جناب سپیکر! حالت یہ دیکھیں کہ یہ ایف آئی آر میرے پاس ہے اس میں کوئی 32 کے قریب MPA's کے نام ہیں۔ راجہ بشارت صاحب یہ تسلسل سے فرماتے رہے ہیں کہ کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک مرتبہ تو انہوں نے TV پر انٹرویو میں بھی کہہ دیا کہ کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ اس ایف آئی آر کا نمبر 611 ہے اور اس پر جرم 353/290/291/136/188/148/149 اور اس میں تقریباً 34 کے قریب معزز ایم پی ایز کے نام ہیں۔ کتنی آسانی کے ساتھ یہ ایف آئی آر درج ہو گئی اور دوسری طرف آپ نے یہ دیکھا کہ ہم تو اپوزیشن میں تھے ہم تو احتجاج کر رہے تھے اس لئے ان کو ہم پر بڑا غصہ تھا اور ان کے bosses کو بھی ہم پر بڑا غصہ تھا انہوں نے ہم کو پکڑا بھی اور تھانوں میں بند بھی کیا اور اس کے بعد انہوں نے ہمارے اوپر ایف آئی آر بھی درج کروا دی۔ صحافیوں کا کیا قصور تھا وہ تو اپنی پیشہ ورانہ ڈیوٹی دے رہے تھے ان کو کتنی بے دردی سے مارا گیا۔ Nation کے راجہ ریاض کو کس قدر مارا گیا' انہیں زخمی کیا گیا اور آج تک ان کی ایف آئی آر درج نہیں کی۔ یہ ان کا رویہ ہے ایک طرف تو اگر اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازم کے ساتھ ایک ایم پی اے کا جھگڑا ہوتا ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر پرچہ درج ہو جاتا ہے فوری طور پر اسے کوٹ لکھپت جیل میں بند کر دیا جاتا ہے 'فوری طور پر کوٹ لکھپت جیل سے نکال کر اسے شاہ پور جیل میں بھیج دیا جاتا ہے اور دوسری طرف اکیسویں اور بیسویں گریڈ کے آفیسروں کو تھپڑ مارے جاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس کی کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! اس قسم کے معاملات اگر اس طرح سے چلیں گے تو میں بالکل اس میں کوئی مبہم بات نہیں کرنا چاہتا۔ راجہ صاحب! یہ بڑی واضح بات ہے آپ جس کو سسٹم سمجھ رہے ہیں ہم آپ کی اس سوچ کو ہوس اقتدار میں غرق ہونے کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بالکل سسٹم نہیں ہے۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو سسٹم آپ چلانا چاہتے ہیں کہ آپ جمہوریت میں آمریت یا آمریت میں جمہوریت کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ صاحب! میں آپ کو on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ یہ سسٹم بالکل نہیں چلے گا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم ان پاؤسز کو چلانا نہیں چاہتے۔ ہم اس سسٹم کو چلانا نہیں چاہتے ہم اس سسٹم کے متعلق آپ کو یہ کہتے ہیں کہ یہ سسٹم چل ہی نہیں سکتا۔ آپ نے یہ جو اس سسٹم میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا مسئلہ پیدا کیا ہوا ہے۔ وہ اس وفاق کی صوبائی اکائیوں کو ریزہ ریزہ کرنے کی سازش ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ کیسے چلے گا۔ یہ چل نہیں سکتا۔ ہم تو آپ کو یہ کہتے ہیں کہ ان اسمبلیوں کو اسمبلیاں بنا دو یہ طریق ہے۔ 1973 کے متفقہ آئین کو بحال کر دو' اس ایل ایف او کو ختم کر دو۔ چلو جیسے بھی الیکشن ہوئے ' جیسا بھی ریفرنڈم ہوا۔ 5 بجے تک دو فیصد اور چھ بجے 98 فیصد ووٹ پڑ گئے۔ جیسے کیسے بھی ہوا۔ اب اگر آپ یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو ہم نہیں چاہتے کہ ہم کوئی تضاد رکھیں یا ملک میں بحران پیدا کریں صرف اور صرف اس ملک کو بحران سے بچانے کے لئے ' صرف اور صرف اس ملک کے عوام کی خوشحالی کے لئے ہم یہ سب کچھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں' لیکن ہم آپ سے کہتے ہیں کہ جو آپ نے کر لیا وہ آپ نے کر لیا' اب آپ سیدھے راستے پر آ جائیں۔ لیکن اگر اب بھی آپ اسی راستے پر رہیں گے آپ دیکھیں دونوں سسٹم ہیں۔ آمریت ایک سسٹم ہے۔ ڈکٹیٹر شپ ایک سسٹم ہے ' بادشاہت ایک سسٹم ہے' اگر آپ نے اسے چلانا ہے تو آپ شوق سے اس سسٹم کو چلائیں۔ آپ شوق سے وردی کو چلائیں۔ آپ خود کے لئے بھی ان سے کہیں کہ آپ کو بھی اعزازی عہدے دے کر وردیاں پہنا دیں۔[************]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں صحافی حضرات سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ یہ الفاظ اخبارات میں نہیں آنے چاہئیں۔

رانا ثناء اللّٰہ خان: جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ راجہ صاحب! اگر آپ نے آمریت کو چلانا ہے تو آمریت کو چلائیں۔ ہم آپ کو روک نہیں سکتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ بہت طاقتور ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ تعداد میں بھی ہم سے زیادہ ہیں' لیکن بات یہ ہے کہ اگر آپ آمریت کو چلانا چاہتے ہیں تو آمریت کو چلائیں اس کے اپنے اصول ہیں ' اس کے اپنے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

ضابطے ہیں۔لیکن اگر آپ نے جمہوریت کو چلانا ہے تو پھر خدارا! جمہوری طریقے سے چلائیں۔ جمہوریت مانیٹرنگ سے نہیں چلتی۔ جمہوریت آمریت کی آمیزش سے نہیں چل سکتی اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ سسٹم جسے آپ سسٹم کہہ رہے ہیں یا تو آپ اس سے واپس آئیں گے یا پھر یہ ہے کہ ہم اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔آپ کہتے ہیں کہ پانچ سال تک وردی رہے گی اس سے اگلے پانچ سال بھی وردی رہے گی میں آپ سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے اگلے پانچ سال تک بھی ہم جدوجہد کرتے رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ یہ جو باتیں کر رہے ہیں کہ یہ پانچ سال' اس سے اگلے پانچ سال اور کیا کیا باتیں نہیں ہوئیں۔ یہ اپوزیشن کانام و نشان مٹا دیں گے۔ جناب سپیکر! یہ مسند اقتدار پر بیٹھ کر' تاریخ گواہ ہے کہ جس آدمی نے بھی' اگر میں کہوں تو شاید وہ بات چل جائے' لیکن جس آدمی نے اس چیئر پر بیٹھ کر یہ کہا ہے کہ میں اپنے مخالفین کا نام و نشان مٹا دوں گا تاریخ گواہ ہے کہ اس کا اپنا نام و نشان مٹ گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ کہا گیا کہ" اپوزیشن نوں تُن دیو" جناب سپیکر! یہ باتیں پریس میں آئی ہیں ۔ مجھے ان کی بات سن کر بڑی حیرت اور حیرانی ہوئی اور افسوس تو اس بات پر ہوا کہ یہ کس قسم کی باتیں ہیں اور پھر یہ اپنی حیثیت کا اندازہ نہیں کرتے ۔ لودھی صاحب یہ کہتے ہیں کہ" تن دیو"۔۔۔

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر: جی' لودھی صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں دو منٹ میں اپنی بات مکمل کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لودھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں اس لئے آپ انہیں موقع دیں ۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جب الیکشن میں fight کرنے کا ارادہ کیا تھا تو اس وقت انہوں نے یہ مصمم ارادہ کیا تھا کہ میں اسی کے تحت الیکشن لڑوں گا اور اسی کے تحت الیکشن جیت کر اس ہاؤس میں آؤں گا لیکن اب یہ بار بار وردی کی بات کرتے ہیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ۔نہ چیف منسٹر صاحب

نے ایسی بات کی ہے [**]

جناب سپیکر، لودھی صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! دیکھیں کہ لودھی صاحب کو کتنی دیر بعد میرا جواب سوجھا ہے۔ میں نے انہیں حوالدار میجر بنایا تھا لیکن انہوں نے مجھے اس سے نیچے کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ دو منٹ میں اپنی بات ختم کرنے والا ہوں لیکن انہوں نے درمیان میں ایک اور بات کر دی ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میں نے لودھی صاحب کے وہ الفاظ حذف کر دیئے ہیں لہذا آپ اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں انہیں hut نہیں کر رہا۔ ٹھیک ہے وہ الفاظ حذف ہو گئے لیکن میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے الیکشن لڑا اور اس وقت ہمیں پتا تھا کہ ایل ایف او ہے اور اس کے بعد اس ہاؤس میں جائیں گے اور حکومت ہوگی۔ جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سیاسی معاملات میں الجھے رہنے کے علاوہ کچھ پڑھ بھی لیا کریں۔ کیا 1935 کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ انگریز نے نہیں بنایا تھا اور کیا اسی ایکٹ کے تحت الیکشن نہیں ہوئے جس کے بعد ہاؤسز میں آزادی کی جدوجہد نہیں لڑی گئی۔ اس سے پہلے 1926 اور اس سے بھی پہلے کے الیکشن لے لیں۔ جناب سپیکر! ہم ان ہاؤسز میں اپنی cause کو آگے بڑھانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم اپنی cause کو promote کرنے کے لئے آئے ہیں اور اسی لئے ہم نے الیکشن لڑے ہیں۔ یہ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ جدہ سے فون آتے ہیں۔ آپ کے boss جدہ کیا لینے گئے ہیں؟ وہ بھی یہیں رہا کریں اور یہیں عمرہ اور حج کرنا شروع کر دیں۔ اسلام آباد کے پریذیڈنٹ ہاؤس کا طواف کر کے حج کر لیا کریں۔ جناب سپیکر! میں آن ریکارڈ یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف میری جماعت کے قائد ہیں جن سے

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

سیاسی معاملات پر بات کرنا اورمشورے کرنا ہمارا سیاسی حق اور ذمہ داری ہے ۔ وہ عوامی ہیرو ہیں جن کے سیاسی کردار کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی ۔ یہ ان کی بھول ہے ۔
(شور و غوغا)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں جی' رانا صاحب کی بات مکمل ہونے دیں۔ جی رانا صاحب! آپ ایک دو منٹ میں اپنی بات wind up کریں ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ان کی بھول ہے کہ ان کے سیاسی کردار کو ختم کر سکیں گے۔ یہ جو انہوں نے بڑھکیں لگائی ہیں اور لودھی صاحب سے کہا تھا کہ بات کرتے وقت اپنی حیثیت کا اندازہ نہیں لگاتے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں آیا وہ ہم کر بھی سکتے ہیں ؟

[**]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔ رانا صاحب! صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ Ministers کی ٹیم بیٹھی ہے اور باقی سارے بیٹھے ہیں ۔ صرف ان دو آدمیوں کو میری اس بات کی سمجھ آئی ہے ۔ جناب سپیکر! میں آخر میں راجہ صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں ۔

ہوئی ہے جنرل کی مصاحب تو پھرے ہے اتراتی
ورنہ شہر میں قاف لیگ کی آبرو کیا ہے

جناب سپیکر: شکریہ' رانا صاحب! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں' جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہوں ۔ میرے دوست نے شعر پڑھا ہے تو اس کا جواب بھی شعر کی صورت میں دینا چاہتا ہوں ۔

کوئی حد ہے احترام آدمیت کی
بدی کرتے ہیں وہ اور شرماتے ہم جاتے ہیں

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب سپیکر: اب عصر کی نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ اذان ہو چکی ہے۔ نماز کے لئے ہاؤس پندرہ منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(وقفہ برائے نماز عصر کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 8 منٹ پر
کرسی صدارت پر دوبارہ متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جناب رانا آفتاب احمد خان!

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب قاسم ضیاء صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: کافی دیر سے سب دوستوں کی باتیں سن رہا تھا میرا خیال تھا کہ میں یہ جو بات کرنے لگا ہوں یہ میں اس وقت کروں گا جب میرے بھائی راجہ صاحب اپنی تقریر wind up کریں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ابھی کر دوں۔ کیونکہ میرے بھائی نے بہت goodwill gesture ہمیں دیا تھا میرے چیمبر میں آئے تھے۔ میں تو سمجھا تھا کہ پوری اپوزیشن کے لئے آئے ہیں لیکن انہوں نے صرف یہ کہا کہ جی میں اپنے بھائی کے لئے گیا تھا۔ میں نے کہا کہ بھائی بالکل ہیں۔ میری ذات کے لئے آئیں گے تو میرے گھر پر آئیے، میرے ذاتی دفتر آئیے لیکن یہ جو چیمبر ہے یہ پوری اپوزیشن کا ہے اور وہ آنے کا مقصد میرے لئے یہ تھا کہ آپ اپوزیشن کے لئے goodwill لے کر آئیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ایک نا کردہ گناہ کی تشریح نہیں کرنا چاہتا۔ لیڈر آف دی اپوزیشن میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اس لئے میں اس بات پر کوئی comments نہیں کرنا چاہتا۔ جو بات بھی ہے میں اب اسے بھول جانا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ان تلخیوں میں نہیں جانا چاہتا جو 26 تاریخ کو یہاں پر واقعات رونما ہوئے مگر اس وقت بھی ہمارا gesture یہی تھا کہ اس دوران میں وزیر قانون

کے پاس خود گیا تو میں نے کہا کہ راجہ صاحب! آپ کچھ دیر کے لئے اس ہاؤس کو adjourn کروا دیں۔ 2/2، 3/3 ممبر لے لیں تاکہ اس پر بات ہو جائے کیونکہ یہ کوئی اتنا مسئلہ نہیں ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ جب سب کچھ ہونے کے بعد ہم گئے تو We were with heavy heart. کہ اسمبلی میں یہ جو ہوا ہے' یہ کیوں ہوا ہے؟ کیسے ہوا ہے؟ مگر اگلے دن جب 27 تاریخ کو ہم اسمبلی کے گیٹ پر پہنچے تو ہماری گاڑی روک لی گئی۔ میرے ساتھ اعجاز احمد سماں تھے تو ایک ایس پی' اور پولیس اتنی زیادہ تھی کہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ایس پی کون ہے یا ڈی ایس پی کون ہے' کہنے لگا کہ آپ ادھر آ جائیں۔ میں نے پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ سپیکر صاحب نے 27 آدمیوں کے نام دئیے ہیں جو اسمبلی کے اندر نہیں جا سکتے ہیں تو میں نے اتنا ہی کہا کہ آپ مجھے ان کے آرڈرز دے دیں تو انہوں نے کہا کہ یہ منتخب لوگ شرافت کی زبان نہیں سمجھتے ہیں' انہیں اٹھاؤ اور گاڑی میں پھینک دو۔ طاہر عالم نامی ایس پی مجھے' اعجاز سماں اور بعد میں آنے والے ڈاکٹر افضل صاحب کو' ہمیں وہ جس طریقے سے لے کر گئے' اس کے بعد تھانہ قلعہ گجر سنگھ چلے گئے۔ ادھر ہمیں ایک آرڈر دیا گیا کہ رول۔ 210 کے تحت آپ نہیں جا سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر راجہ صاحب کوئی قانون کی بات سننا چاہیں تو کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی جی' فرمائیں آپ۔

رانا آفتاب احمد خان: بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب تو انہوں نے شعر و شاعری بھی شروع کر دی ہے۔ رول۔ 210 کو اگر آپ غور سے دیکھیں تو پہلے آپ نے وارننگ دینی ہوتی ہے۔ وارننگ کے بعد آپ کر سکتے ہیں لیکن within the precinct of the Assembly آپ اس ہاؤس میں آنے سے روک سکتے ہیں but you can't stop anybody coming to the Assembly building ہمیں اسمبلی بلڈنگ میں آنے سے جس طرح روکا گیا۔ اگلے دن 28 تاریخ کو جب میں' راجہ ریاض صاحب' قاسم ضیاء صاحب' چودھری اصغر گجر' رانا ثناء اللہ

صاحب آئے۔ حاشا وکلا ہمارا کوئی مقصد نہیں تھا۔ ہم نے صرف گاڑی روکی کہ علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تاکہ اس کی violation کوئی نہ ہو۔ D.P.O آفتاب چیمہ ہماری گاڑی کے آگے اس طرح آیا جیسے اس نے ملک کے کسی دہشت گرد کو پکڑنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے bonnet پر guns کو bolt up کر کے' almost we were scared کہ اس ملک میں کچھ بھی ہو جائے بعد میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہمیں اس پولیس وین میں پھینکا گیا اور جب ہمارے ساتھی ایم پی ایز فیض اللہ کموکا' جہاں زیب امتیاز' اسد معظم' ماموں کا صاحب اور عورتوں کو ادھر پھینک دیا گیا۔ پھر ہمیں یہ تھانے میں لے گئے اور وہاں لے جا کر بٹھا دیا۔ ادھر سے پھر ہمیں شام کو چھوڑ دیا گیا۔ 29 تاریخ کو پھر ہم اسی طرح اسمبلی کے گیٹ کے باہر آتے ہیں۔ جناب! اسمبلی کے گیٹ کے باہر ہم آپ کی حدود میں تھے۔ وہاں جس طرح ہماری گاڑی کو بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہمارے ایک فاضل وزیر یہاں پر گئے انہوں نے goodwill gesture میں یہ کہا کہ اس گاڑی کو سامنے میں کر دیں اور as a Minister I order.' انہیں ایک کانسٹیبل نے کہا کہ جاؤ تم This is the respect which the Ministers are enjoying at the moment آپ کے وزیر میاں اسلم اقبال ہمارے چھوٹے بھائی ہیں' تھانے میں ان کی تضحیک کی گئی اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ وزیر کی بے عزتی ہوئی ہے۔ ایک وزیر نے ایک اعلیٰ سرکاری افسر کو تھپڑ لگا دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب! آپ بات سنیں۔ مجھے زیادہ شور سے بولنا آتا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ رانا صاحب! آپ بات جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں اس سپیشل کمیٹی کا ممبر تھا جو آپ نے بنائی تھی اس میں آپ نے legislation کی ہے۔ Is it the fault of the Secretary of the Assembly? کہ ہمیں inform نہیں کیا گیا۔ اس میں آپ نے ایک ایسا بل پاس کر دیا ہے which is against the basic fundamental rights آپ اگر یہ دیکھیں تو یہ آپ نے بنایا ہے 3 Affect of transfer made on or after the first July 2003 Sir, this is against the fundamental rights of citizens of Pakistan آپ نے وہ قانون پاس کر دیا۔ اس کا جواب میں نے نہیں دینا' اس پنجاب اسمبلی نے دینا

ہے۔ ہم قانون کی بات کرتے ہیں تو آپ کرنے نہیں دیتے ہیں۔ اس پر احتجاج کی بات کرتے ہیں تو وہ احتجاج بھی نہیں کرنے دیتے۔ آپ نے کہا کہ جناب ان کے خلاف کوئی پرچہ درج نہیں ہوا۔ جناب سپیکر! پرچہ کون سا درج نہیں ہوا ہے۔ کار کنوں کے خلاف ہوا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس ایوان کے راجہ ریاض کے شبے میں "نیشن" کے ایک جرنلسٹ راجہ ریاض کو ہمارے سامنے مارا گیا اور اس کی اچھی بھلی تضحیک کی گئی۔ اس کا صرف اتنا گناہ تھا کہ اس کا نام بھی راجہ ریاض تھا۔ جناب سپیکر! آج اس کا پرچہ کیوں نہیں درج ہو رہا۔ یہ آجاسم کی بات کرتے ہیں I don't defend anybody مگر آجاسم کا جو واقعہ ہوا تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے مجھے لیڈر آف دی اپوزیشن کے چیمبر میں بلایا۔ یہ ڈاکٹر صاحب آئے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب! آپ اپنے دفتر میں جائیں میں آپ کے دفتر میں آ رہا ہوں۔ I personally went along with 3/4 MPA's میں نے جا کر کہا ڈاکٹر صاحب! اگر کوئی واقعہ ہوا ہے تو میں آپ سے بڑا ہوں میں آپ سے دست بستہ معافی مانگتا ہوں۔ آجاسم شریف نے بھی ان سے معذرت کی۔ جناب سپیکر! جب ایک راضی نامہ ہو گیا اور یہ کوئی اتنا بڑا واقعہ نہیں تھا اور اگر ہوا بھی تھا تو اسے ختم بھی کر دیا جانا تھا۔ ہم جاننا چاہ رہے ہیں کہ وہ کون سی قوتیں ہیں؛ آپ بھی اسے own نہیں کر رہے ہیں' وزیر اعلیٰ بھی نہیں own کر رہے ہیں' لاء منسٹر بھی نہیں own کر رہے ہیں تو Who are the hidden forces? جو سسٹم کو چلنے نہیں دے رہے ہیں۔ جو اس احتجاج کو جاری نہیں رکھنے دے رہے۔

جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ نے یہ بات بالکل ٹھیک کہی ہے کہ ہم جس تحریک استحقاق پر بات کریں گے This will be an F I R on coming time' یہ بچز بدلتے رہتے ہیں۔ یہ identification scheme کی بات کرتے ہیں' آپ ہمارے رویے کی بات کرتے ہیں' آپ اپوزیشن میں تھے آپ مجھے بتائیں کہ جب میں وزیر منصوبہ بندی تھا کیا میں نے آپ کے آنے سے پہلے آپ کو فنڈز جاری نہیں کئے تھے۔ یہاں پر چودھری اقبال صاحب بیٹھے ہیں' عمران مسعود ہیں اور جو بھی اپوزیشن کے لوگ تھے وہ مجھے بتائیں کہ انہیں فنڈز نہیں ملے تھے۔ کیا انہیں electrification کے لئے رقم نہیں دی تھی؛ جناب سپیکر! یہ رویوں کی بات کرتے ہیں' ہم positive ذہن سے آتے ہیں۔ ہمارا یہ ذہن ہے کہ یہ سسٹم چلے۔ I believe

in the western type of democracy than the dictatorship We should
defend the 1973 Constitution ایل ایف او کی بات صرف یہ ہے کہ آرٹیکل 238 اور
239 آپ پڑھ لیں۔ There is a definite way how to amend the Constitution
جناب سپیکر! جتنی بھی validations ہوتی ہیں وہ پارلیمنٹ کرتی ہے۔ Parliament is
sovereign body, اس میں question یہ آتا ہے کہ Which is the supreme body,
جناب! the authority which legislates or the authority which interprets
interpretation علیحدہ چیز ہے مگر ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ legislation نہیں کر سکتی۔
وہ آپ نے کرنی ہے، کیونکہ کوئی فرد واحد نہیں کر سکتا ہے۔ ہمارا یہ موقف ہے کہ آپ ان
ترامیم کو اسمبلی میں لائیں اگر آپ 2/3rd majority سے کر لیتے ہیں تو good enough,
کرتے ہم agree we support joint electorate We support the lady's seats.
ہیں مگر کچھ چیزیں ہیں جن پر we don't agree مگر جناب سپیکر! Then again Article
41 is there How to elect the President of Pakistan? Four Assemblies
and the Parliament ہم کب کہتے ہیں کہ نہیں ہے۔ مگر جناب سپیکر! The
sovereignty of the country lies in the supremacy of the Constitution
and Parliament We believe in the supremacy of Parliament. ہماری توثیق
کوئی بات نہیں ہے، ہم عوامی لوگ ہیں اور لوگوں کے پاس چلے جائیں گے۔ مگر جناب
سپیکر! یہ چیز دیکھ لیں کہ اس سے آپ کا نظام توڑنے میں آپ کا ہاتھ زیادہ ہوگا۔ آپ
ہمارے رویوں کی بات نہ کریں۔ ہمارے وزیر ہمارے لئے محترم ہیں، یہ منتخب ہو کر آئے ہیں
یا سلیکٹ ہو کر آئے ہیں۔ یہ بن گئے ہیں آپ میں بڑے بڑے اچھے لوگ بیٹھے ہیں who
can always deliver goods مگر ان کی سفارش نہ ہو گی یا let's say ان کا کوئی
کور کمانڈر نہیں ہوگا یا ان کا کوئی پرنسپل سیکرٹری نہیں ہوگا یا ڈی جی رینجرز ان کا واقف
نہیں ہوگا تو وہ بے چارے they are also feeling frustrated بندہ تو Never, ever
آپ believe I believe in one thing, I believe in the quality not in the quantity
دیکھیں کہ راجہ بشارت صاحب کئی دفعہ بڑے پریشان دکھائی دیتے ہیں بے چارے، ہر چیز کا

جواب دینا ہوتا ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں' اور مجھے لگتا ہے کہ شاید بجٹ بھی انہیں پیش کرنا پڑ جائے' جیسے وزیراعلیٰ صاحب سے پوچھا کہ بجٹ کون بنا رہا ہے انہوں نے کہا کہ سیکرٹری بنا رہا ہے۔ آپ بجٹ کی بات کرتے ہیں we are supposed to go for the budget of the poor مگر آپ دیکھیں کہ میں نے بطور چیئرمین اکنامک کمیٹی آف پارٹی وزیر صاحب کو ایک لیٹر لکھا کہ یہ میری تجاویز ہیں آپ مجھ سے discuss کر لیں۔ جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی زحمت گوارا نہیں کی کہ وہ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر! آپ صرف ہمارے رویوں پر نہ جائیں۔ آپ ایک قدم آئیں گے ہم دو قدم آپ سے آگے آئیں گے مگر جناب سپیکر! not at the expense of our honour, party, discipline and supremacy of the Parliament اب جو یہ چیزیں ہوئیں ہیں آپ سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ we were abducted from the Assembly There must be a case. This is abduction ہم اغوا ہوئے ہیں۔ آپ دیکھیں میں آپ کو سُنا دوں یہ بڑا ضروری ہے۔

> "4 Freedom from detention - (1) No member shall be detained under any Provincial law relating to preventive detention or be required to appear in person in any civil or Revenue Court , or before any Commission during a session of the Assembly and for a period of fourteen days before and fourteen days after the session of the Assembly, and no member of a Committee shall be so detained or required to appear before such Court , or Commission during a sitting of the Committee and for a period of three days before and three days after the meeting of the Committee

(2) Nothing in sub-section (I) shall be construed as-

(a) applying to any member detained under any such law as is referred to therein-

(i) at any time during the period commencing on the fifteenth day next after the conclusion of a session of the Assembly and ending on the fifteenth day before the commencement of the next session, or

(ii) for reasons of State connected with defence, external affairs, or the security of Pakistan or any part thereof, or

(b) precluding a member from being detained under any such law during any time that the Assembly is not in session and for a period of fifteen days before and fifteen days after the session for any act against such law committed by him during the period that the Assembly is in session or during the period of fifteen days before and fifteen days after the session or at any other time".

جناب سپیکر! آپ دیکھیں detention ہو نہیں سکتی۔ ہم جو illegal confinement میں رہے ہیں، وہ آپ کے علم میں تھا۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ سیاست میں آپ کا قد نکلا تھا۔ اب گینز بک میں آپ کا اور ہمارا نام آئے گا کہ 27 ممبران کو ایک سپیکر صاحب نے اسمبلی سے باہر نکال دیا۔ آپ کا image ہمیں بڑا عزیز ہے۔ ہمارا کوئی نہیں ہے، مگر جناب سپیکر! آپ کا بڑا پن ہوتا، آپ دیکھتے کہ لیڈر آف اپوزیشن کی گاڑی کھڑی ہے۔ آپ صرف آ کر انھیں اندر سے

آ تے۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم ہاؤس کے اندر نہیں جائیں گے۔ We will honour the orders of the Speaker ۔ پھر ہمارے پاس ہوٹل میں ایک دوست آئے اور انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! پی سی ہوٹل میں ہم نے چائے بک کی اور ادھر سے گورنمنٹ کے آرڈرز گئے کہ ان کو بیٹھنے نہ دیں۔ ہم نے وہاں پر پیسے دے کر چائے پینی تھی۔ ہم نے گورنمنٹ کے خرچے پر چائے نہیں پینی تھی۔ آپ breach of privilege کی بات کرتے ہیں۔ ہم breach of privilege اس لئے کہہ رہے تھے کہ آپ ممبران کی عزت و وقار کا خیال رکھیں گے تو ہم بھی آپ کا خیال رکھیں گے۔ راجہ صاحب کہتے ہیں کہ personal respect is always reciprocal You should not take it granted کہ آپ کریں گے تو ہم نہیں۔ ہم نے کبھی کسی آمر جابر کا حکم نہیں مانا ہے۔ We are political people and with a political bearing and any body who is in a political party, and I believe کہ جو لوگ اپنی سیاسی وابستگی بدلتے ہیں وہ اصل میں اپنی سیاسی مائیں بدلتے ہیں۔ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم اپنی پارٹی میں رہ کر احتجاج کر سکتے ہیں اور بات کر سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) پاکستان پیپلز پارٹی کو آپ ہمیشہ دیکھیں، بے شک نواز شریف کے دور میں ہمارے خلاف نیب کیس بنے تھے سب کچھ ہوا تھا لیکن for the sake of democracy and for the restoration of democracy ہم نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ and we will continue the struggle till the real democracy is restored ۔

جناب سپیکر! آخر میں میں یہ کہوں گا کہ ان تحاریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور آخر میں ایک شعر ہے کہ

ہوگا طلوع کوہ کے پیچھے سے آفتاب
شب مستقل رہے گی کبھی یہ نہ سوچئے

جناب سپیکر: شکریہ۔ راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں شارٹ سٹیٹمنٹ دوں۔ جناب سپیکر! فیصل آباد کے ہونے کے ناطے مجھے آپ سے گلہ ہے کہ اس پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں آج تک کسی سپیکر نے اس طرح 27 ممبران پر اسمبلی میں داخلے پر پابندی نہیں لگائی جس طرح آپ نے لگائی ہے۔ جس طرح اس اسمبلی کی عمارت کے سامنے' ان 27 ممبران کو اس اسمبلی کے سامنے ڈنڈے مارے گئے اور ذلیل کیا گیا۔ جب آپ کھڑکی میں سے دیکھ رہے تھے تو میں یہ سمجھتا تھا' اور آپ کا فرض بنتا تھا' کہ اپنے ان ممبران کی حفاظت کرتے۔ جناب سپیکر! آپ نے اپنا اختیار استعمال کیا ہے' حالانکہ اختیار صرف اتنا تھا کہ آپ ہمیں صرف اس ہاؤس میں آنے سے روک سکتے تھے۔ لیکن اس پولیس نے اور راجہ بشارت صاحب کی جو انتظامیہ تھی' اس نے کہا کہ یہ 27 لوگ اسمبلی کے باہر سے بھی نہیں گزر سکتے۔

جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے کہ اگر 27 بندوں پر پابندی تھی تو جو ایف آئی آر 34 آدمیوں پر ہوئی ہے' وہ کس طرح ہو گئی ہے۔ ان باقی لوگوں کا کیا قصور تھا۔ ان کو کیوں اٹھا کر تھانوں میں بند کر دیا گیا۔ میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ ہمارے ساتھ جو ہرنی ظلم کر لیتے۔ ہمیں جس طرح تھانوں میں بند رکھا گیا' ہمیں جس طرح وینوں میں پھینکا گیا۔ ہمیں اس کا کوئی افسوس نہیں لیکن کیسی گھٹیا حرکت پنجاب کی انتظامیہ نے کی ہے کہ ہماری خواتین ورکرز کو لاہور سے ملتان جیل اس لئے منتقل کر دیا گیا کہ وہاں پر گرمی زیادہ ہے۔ آپ کو سوچنا چاہیے کہ خواتین کے ساتھ یہ حرکت کرتے ہوئے آپ کے ضمیر نے آپ کو جھنجھوڑا نہیں ۔ آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ کل یہ وقت بدلے گا اور جو لوگ اِدھر بیٹھے ہیں اُدھر بھی آ سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

ہمیں اس طرح بے ضمیری سے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم عوام کے کندھوں پر بیٹھ کر آئے ہیں اور منتخب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے فیصل آباد کے ایک ساتھی جناب وٹو صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ جس شخص کی طرف

سے ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے' اس نے اشٹام لکھ کر دے دیا ہے کہ میں نے یہ ایف آئی آر درج نہیں کرائی۔ مجھ سے زبردستی خالی کاغذ پر دستخط کرا کر ایم پی اے پر ایف آئی آر درج کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے ایک ایم پی اے کو یہاں سے شاہ پور جیل بھیج دیا گیا۔ میں آپ سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس ہاؤس میں جتنے ممبران ہیں' ان کی حفاظت کریں' ان کے حقوق کا تحفظ کریں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ پیچھے جو وقت گزر گیا وہ گزر گیا۔ آپ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ہاؤس کے تمام ممبران کے حقوق کی حفاظت کریں گے۔

جناب سپیکر! اب وزیر اعلیٰ یہاں پر تشریف فرما نہیں اور میرے بھائی راجہ بشارت صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں ان کو صرف اتنا کہوں گا کہ آپ ہم ایم پی ایز پر جتنا ظلم کر سکتے ہیں' ہم آپ کو یہ آفر دیتے ہیں کہ آپ اپنا پورا زور لگائیں اور ہم پر جتنا ظلم کر سکتے ہیں کریں اور اگر آپ ہمیں یہ کہیں کہ ہم وردی والے صدر کو مان لیں تو ہم نے بھی یہ نہیں ماننا۔ یہ ہم نے نہیں ماننا۔ ہم نے ایل ایف او پر بات کرنی ہے' ہم نے اپنے فنڈز پر بات کرنی ہے۔ یہ فنڈز ہم نے آپ سے کوئی اللہ واسطے نہیں لینے۔ ہم اپنے حلقوں سے الیکشن جیت کر آئے ہیں۔ یہ بات بھی یہاں پر گزارش کر دوں اگر ناگوار نہ گزرے کہ ہمیں نہ فوج نے جتایا ہے نہ انتظامیہ نے جتایا ہے۔ ہم جو اس طرف لوگ بیٹھے ہیں وہ عوام کے ووٹ لے کر منتخب ہو کر آئے ہیں اور اس طریقے سے منتخب ہو کر آئے ہیں کہ شاید آپ میں سے کوئی دوست اتنے دونوں کی برتری سے نہ جیتا ہو' جس طرح ہمارے دوست جیتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کر دوں کہ آپ جس طرح select ہو کر آئے ہیں اور جس طرح آپ ان کے اشاروں پر چل رہے ہیں اور آپ جس طرح ان کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ خدا کے لئے یہ نہ کریں۔ اس ملک میں جمہوریت کو چلنے دیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں ختم کریں۔

راجہ ریاض احمد: میں ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! جس طرح راجہ بشارت صاحب نے ایم پی ایز کی تذلیل کی ہے' جس طرح تشدد کیا ہے' جس طرح خواتین کو

لاہور سے ملتان منتقل کیا ہے۔ میں ان کو ان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ ہار (ہار دکھاتے ہوئے) اگر آپ اجازت دیں تو ان کو خود پہنا آتا ہوں، نہیں تو کسی آدمی کو بھیجیں جو ان کو یہ ہار میری طرف سے پیش کرے۔ میری راجہ بشارت صاحب سے یہ گزارش ہے کہ یہ ہار اگر وہ مناسب سمجھیں تو تمام اپوزیشن کی طرف سے وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ فیصل آباد کے بعد ملتان کی باری بھی آئی ہے میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ تحریک استحقاق کا سلسلہ جاری ہے۔ پہلے دن جب اجلاس ہوا تو اتفاق سے میں کراچی گیا ہوا تھا۔ میں جب صبح سات بجے ایئرپورٹ پر پہنچا تو انہوں نے کہا کہ فلائٹ چلی گئی ہے۔ جب دو بجے پہنچا تو تب بھی مجھے سیٹ نہیں ملی۔ میں رات چھ بجے یہاں پہنچا تو مجھے کچھ دوستوں نے بتایا کہ اس قسم کے حالات و واقعات پیش آئے ہیں۔ میرے لئے یہ کوئی خوشگوار بات نہیں تھی۔ یعنی 26 اور 27 تاریخ کو پنجاب اسمبلی کے اندر جو روایات، جن باتوں کی بنیادیں رکھی گئی ہیں مجھے یہ سن کر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ یہ بات نہ پنجاب کے عوام کے لئے باعث مسرت ہے----

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرے بھائی بھی ہیں، دوست بھی ہیں۔ وہ اردو بھی سرائیکی سٹائل میں بولتے ہیں۔ آپ ان کو سرائیکی میں تقریر کرنے کی اجازت صادر فرما دیں۔

جناب سپیکر: اگر سرائیکی میں بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: دیکھیں۔ شاید آپ کو میری سرائیکی کی سمجھ آ جائے، کوئی لذت آ جائے۔ میں آرام آرام سے بات کروں گا۔ اگر جناب کوں سمجھ نہ آوے تے انشاء اللہ جیویں

تساں حکم کریسو اساں لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، گجرات دے حکم توں باہر نئیں تھی سکدے۔ انشاء اللہ تہاڈے حکم دی تعمیل کریساں۔ ساڈے خون دے اندر تے ویسے ای تابعداری رچی وسی اے۔ ایہہ تہا کوں پتا ہے۔ ہمیشہ ہر آون آلے کوں welcome کیتے۔ بہوں گھٹ بندے ہن یادو چار ساڈے پاسے آلے جہڑے خواہ مخواہ وقت دے حکمراناں نال سدھی پٹھی گل کر کھلوندن۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آپ فرمائیں۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت، جناب سپیکر! یہاں پر جتنے بھی معزز اراکین بیٹھے ہیں سب جانتے ہیں کہ اس ملک کے اندر پنجابی' سرائیکی' سندھی اور بلوچی اس کے اوپر کتنے فسادات ہوئے ہیں اور اس ملک کے اندر ایسی کتنی تنظیمیں بنی ہیں اور انہوں نے جو کچھ اس ملک کے اندر کیا ہے تو اس کی مزید میں سمجھتا ہوں کہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کوئی بندہ یہاں پر سرائیکی' بلوچی یا سندھی میں بات کرے۔ اردو ہماری قومی زبان ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ادھر کوئی ابہام کا خدشہ نہیں ہے۔ آپ انہیں بات کرنے دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! میں تو بطور فرمائش شروع ہوا تھا بلکہ دوسری طرف سے تو کئی مرتبہ چٹ لکھی ہوئی آتی ہے کہ آپ فلاں غزل یا فلاں نظم پیش کریں۔ میں نے تو فرمائشی طور پر سرائیکی شروع کی تھی۔

میں عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ جب میں یہاں پہنچا تو مجھے یہ سارا کچھ سن کر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ ان دنوں جو ایوان کے اندر جو کچھ ہوا وہ نہ اپوزیشن کے لوگوں کے لئے کوئی خوشی تھی اور نہ ہی اقتدار کی طرف سے کسی قسم کی خوشی تھی۔ آپ یقین کریں کہ اس ایوان کے اندر جتنی بھی پارٹیاں موجود ہیں اس میں پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین' پیٹریاٹ' مسلم لیگ نواز' مسلم لیگ(ق) اور مجلس عمل ہے۔ تمام پولیٹیکل فورسز کا اس بات پر اتفاق تھا کہ یہ جو لڑائی یا بے اتفاقی ہو رہی ہے' جس طریقے سے ممبران آپس میں دھینگا مشتی کر رہے ہیں یہ

کوئی عوام کو اچھا پیغام نہیں جا رہا اور ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ پنجاب کے نمائندوں کو پنجاب کے حقوق کی خاطر بہتر طریقے سے کام کرنے چاہئیں۔ لیکن جناب سپیکر! میں نے یہ دیکھا اورمحسوس کیا کہ گفتگو ہوئی' وزراء بھی آئے' ہمارے لیڈران گرامی قدر بھی بیٹھے لیکن جو جو باتیں وہاں پر کی گئیں' اس دوران پولیٹیکل فورسز کا تو پوری طرح consensus تھا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے یہ اچھا نہیں ہوا اور ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کون سی قوتیں تھیں کہ جو ہر طرف کی پولیٹیکل فورسز کو اچھی سوچ رکھنے کے باوجود بھی' حکومت کی طرف سے بھی کئی مرتبہ وزراء صاحبان اور ممبران ہمیں ملے ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جو چاہتا تھا کہ ہم اس سلسلے کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ بڑے باوقار طریقے سے ایوان کو چلنا چاہیے۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ وہ کونسی قوتیں تھیں' کونسی فورسز تھیں کہ جن کے پیچھے جن کی ہدایات پر مجبوری سے سیاسی لوگوں کے ساتھ ایسا کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بالکل صحیح اور اپنی معلومات کے مطابق ایمانداری سے بتاؤں گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو ہوں یا میاں نواز شریف ہوں وہ اس قوم کے محب وطن لیڈر ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ہمارے ملک میں ایسے حالات بنے ہوئے ہیں کہ وہ اس ملک میں نہیں آ سکتے۔ لیکن ان دونوں میں ایسی منفی سوچ نہیں ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ملک کے اندر جیسی بھی جمہوریت ہے آپ جا کر اس کو سبوتاژ کریں۔ کسی کا یہ نقطۂ نظر نہیں ہے۔ میں ادھر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جتنی پولٹیکل قوتیں ہیں ہمیں چاہیے کہ آپس میں مل جل کر' اتفاق کے ساتھ اس ملک کے اندر جمہوریت کی گاڑی کو چلائیں' حقوق کی بات کریں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پولیٹیکل فورسز کو قطعی طور پر دیگر اداروں میں ناجائز مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ مثلاً میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ پولیٹیکل والے جائیں اور کہیں کہ ہماری مرضی کا کور کمانڈر لگائیں۔ میں اس بات کے حق میں بھی نہیں ہوں کہ آپ عدلیہ کے معاملات میں مداخلت کریں اور نہ ہی اس بات کے حق میں ہوں کہ آپ افسران کے جائز' ناجائز معاملات میں مداخلت کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جتنے ادارے' جتنی فورسز ہیں ان تمام کو اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کرنے دیا جائے۔ اسی طرح ایک مظلوم اور مجبور ادارہ

یعنی ایک قابل رحم ادارہ جس میں ڈیمو کریٹک انسٹی ٹیوشن، قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیاں بھی ہیں۔ جناب سپیکر! اگر ایک چپڑاسی کو بھی بھرتی کیا جاتا ہے تو اس کو نکالنے سے پہلے شوکاز نوٹس دیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں عجیب روایات پڑی ہوئی ہیں کہ صوبائی اسمبلی کے ادارے اور قومی اسمبلی کے اداروں میں ماضی میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ بغیر کسی شوکاز نوٹس کے اچانک رات کو کوئی ٹی وی پر نمودار ہوتا ہے اور انہیں برطرف کر دیا جاتا ہے۔ اب بھی یہی کہا گیا کہ اگر آپ نے اپنی روایات کو نہ بدلا تو اسمبلی توڑ دی جائے گی۔ یہ بلیک میلنگ جمہوریت کے لئے مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میں اپنی بات پر آتا ہوں اور گزارش یہ ہے کہ میرا نام ان 27 افراد میں شامل نہیں تھا جو دہشت گرد تھے، تخریب کار تھے، جو wanted تھے۔ میرا نام تو اس کے علاوہ تھا۔ میں جب اپنے قائدین کے ساتھ چلا تو رات کو مجھے ایک لیڈر نے کہا کہ سنا بھئی ڈاکٹر جاوید صدیقی! توں ہی باویں اوں ویلے۔ میں آکھیا جناب! کوئی ناہم۔ اوہنے آکھیا کل دا کیا پروگرام اے؟ میں آکھیا انشاء اللہ اپنے لیڈراں دے نال ڈھکیسوں تے سب توں پہلے ڈھکیسوں۔

میں قاسم ضیاء صاحب کے ساتھ آواری ہوٹل سے نکلا تو آگے آگے تھا۔ میں نے دونوں کام کئے، فوٹو گرافر میرے فوٹو بھی کھینچتے رہے اور جھگڑا بھی ہوتا رہا۔ میں جناب یہاں تک آیا اور آخر وقت تک میں ایس ایس پی سے جھگڑتا آیا۔ اس شریف آدمی نے سب کو پکڑ لیا۔ میرے ساتھ چار پانچ ایم پی اے تھے، ہم کھڑے رہے۔ ہم نے کہا کہ ہمارا کیا قصور ہے آپ ہمیں کیوں نہیں پکڑتے؟ ہمارے اوپر تو الزام آ جائے گا، ہم تو یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! ایس ایس پی صاحب نے کہا کہ آپ کا نام نہیں ہے آپ اندر چلے جائیں۔ میں بڑی مایوسی کے عالم میں اندر آ گیا اور یہاں پر ہم نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا۔ ہمارے پریس والے بھائیوں کے ساتھ بڑا تشدد ہوا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ ہمارے پریس والے بھائی باہر جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے بغیر تو اس ماحول کی رنگینی ہی کوئی نہیں ہے۔ نہ کوئی خبر آئے گی نہ ٹی وی پر آئے گا تو فائدہ کیا ہے۔ اس وقت میں

بھی ان کے ساتھ باہر چلا گیا اور باہر ان کے حق میں نعرے مار رہا تھا۔ جناب والا! میرے ایک بھائی معزز ممبر جو کہ ملتان سے ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ دو منٹ میری بات سنیں۔ میں بات سنتا ہوا سامنے واپڈا ہاؤس کے exit گیٹ تک گیا اس کے بعد وہ اپنی گاڑی میں سوار ہو گئے۔ راستے میں انہوں نے مجھے بڑا اچھا مشورہ دیا۔ میں نے کہا میں تو واپس اندر جا کر اپنا سلسلہ شروع کرتا ہوں' احتجاج کرتا ہوں کیونکہ میرے ساتھی گرفتار ہو گئے ہیں۔ جب میں اندر آنے لگا تو پولیس والوں نے مجھے روک لیا۔ میں نے انہیں اپنا کارڈ دکھایا کہ اللہ دی قسم میں ایم پی اے ہاں۔ میں کوئی مشکوک آدمی نئیں۔ لیکن انہوں نے میری کوئی بات نہیں مانی۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا' وہ میرے لئے بڑا پریشان کن لمحہ تھا۔ میں نے کہا کہ میرا تو فہرست میں نام ہی نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اندر نہیں جانے دیں گے۔ بہر حال میں دھکا وغیرہ دے کر آگے گیا تو آگے سفید وردی میں بھی کوئی پانچ چھ سفید اہلکار کھڑے ہوئے تھے' انہوں نے مجھے قابو کر لیا اس کے بعد انہوں نے مجھے گھسیٹا' دو بندے مجھے مارنے والے تھے اور دو بندے روکنے والے تھے کہ اسے نہ مارو یہ ایم پی اے ہے۔ اس کے بعد مجھے گاڑی میں لے گئے---

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا میں اس واقعہ کا عینی شاہد ہوں۔ میں اس وقت تھوڑا سا پیچھے کھڑا تھا صدیقی صاحب کو پولیس کہتی تھی کہ آپ چلیں۔ صدیقی صاحب کہتے تھے کہ ایک منٹ انتظار کریں۔ جس وقت فوٹو گرافر صاحبان اور پریس والے قریب آ گئے تو صدیقی صاحب خود گر پڑے۔ (قہقہے) اور گرنے کے بعد جس وقت ان کے فوٹو اتارے گئے' میں اس بات کا عینی گواہ ہوں' جس وقت صدیقی صاحب کے فوٹو اتر گئے اس کے بعد صدیقی صاحب کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا کہ یہی کچھ میں پریس میں لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ صدیقی صاحب آپ wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ فیصل آباد' لاہور اور گوجرانوالہ

کے علاوہ پریس والوں نے بڑی مہربانی کی۔ زندگی میں پہلی مرتبہ پریس والوں نے ہمارے اوپر اتنا ظلم ہوتے ہوئے دیکھ کر مہربانی کی۔ان بھائیوں کو بھی مجھ پر ترس آ گیا ورنہ یوں بھی ہوتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر میں raise کرتا ہوں اور نام میرے کسی اور بھائی کا لکھا جاتا ہے۔ اس مرتبہ پریس والوں نے ہم پر مہربانی کی۔ انہوں نے کہا کہ اصل بندہ تو یہ ہے کہ جس پر ظلم ہو رہا ہے اور زمین پر گھسیٹا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ ۔ جی' ریاض شاہد صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد ریاض شاہد: شکریہ جناب سپیکر! ----

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب محمد ریاض شاہد: جی' جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

جناب محمد ریاض شاہد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ 26 تاریخ سے 30 تک جو اسمبلی کے اندر اور باہر ہوا ہے وہ بڑا افسوسناک ہے اور آج ہر آدمی ہر ممبر اپنی اپنی داستان سنا رہا ہے اور آپ کو' وزراء کو' ممبران کو سنا رہا ہے جن کی موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا اور مزے لے لے کر یہ سب ہنس رہے ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی privilege motion نہیں ہے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: جناب سپیکر! صدیقی صاحب کی تحریک استحقاق نہیں بنی اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کو کارروائی میں شامل نہ کیا جائے۔

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب فرمائیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میری طرف سے وہ تحریک استحقاق یہاں پیش نہیں ہو سکی تھی کیونکہ میں یہاں نہیں تھا۔ مجھے بھی اجازت دی جائے میرے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے اور میں اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے شکریہ۔ جی، گل صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! آپ نے میرا نام لیا تھا مگر صدیقی صاحب نے میرا وقت لیا ہے تو آپ مجھے بھی وقت دیں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کا نام پکارا تھا تو اس وقت آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں ادھر موجود تھا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دوں گا۔ ابھی فیض اللہ کموکا صاحب بات کریں گے اس کے بعد آپ کی باری آئے گی۔ جی، کموکا صاحب!

جناب فیض اللہ کموکا، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع عنایت کیا ہے۔ جناب سپیکر! اس ایوان کو آج ایک دفعہ پھر in order دیکھ کر، آپس میں مل جل کر بیٹھے ہوئے دیکھ کر یقین کریں کہ مجھے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! 26 تاریخ کو جو حالات و واقعات اس اسمبلی میں ہوئے اس میں اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان لیا جائے کہ اس میں اپوزیشن کا قصور تھا تو یقین کیجئے کہ اتنا ہی اس میں عمل دخل ٹریژری بنچز کا تھا۔ ان دوستوں نے بھی اس دن اس بات میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ جناب سپیکر! بات ہو رہی ہے privilege کی۔ تو جناب سپیکر! آپ نے 27 آدمیوں کو اس sitting سے باہر رکھنے کے لئے جو آرڈر پاس کئے تھے۔ جناب سپیکر! میں بچپن سے آپ کو جانتا ہوں اور یقین مانیے مجھے لگا ہی نہیں کہ یہ آرڈرز آپ نے کئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ کی شخصیت کو ایسے آرڈرز کن حالات میں کرنے پڑے۔ 27 تاریخ والے دن جب یہ سارے واقعات رونما ہوئے تو اس کے بعد 28 تاریخ کو ہم نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ آواری ہوٹل میں رکھی تھی۔ وہاں پر ٹریژری

بنچز سے ایک معزز رکن آئے اور انہوں نے آ کر ہمیں بتایا کہ ایک مذاکراتی ٹیم یہاں پر آ رہی ہے اور آپ سے بات ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ معاملات حل ہوں گے۔ تو ہمارے دوست اور ہمارے سینئر لیڈر شروع سے ہی مذاکرات پر اور بات کرنے پر یقین رکھتے ہیں' انہوں نے ان کی بات پر یقین کیا۔ ہم وہاں پر مذاکراتی ٹیم کے آنے کا انتظار کرتے رہے اور یہاں پر ہاؤس کی کارروائی شروع ہو گئی اور جب ہمیں اطلاع ملی تو جن لوگوں کے نام اس لسٹ میں نہیں تھے اور جن لوگوں کے نام لسٹ میں شامل تھے وہ سارے دوست وہاں سے اکٹھے باہر نکلے تاکہ یہاں ہاؤس میں آ کر ہم اپنا حق استعمال کر سکیں۔ تو جناب سپیکر! آپ یقین جانیے کہ 27 بندوں میں میرا نام شامل نہیں تھا جب ہم آواری ہوٹل سے نکلے تو وہاں پر پولیس نے جو پولیس گردی کی ہے اس کے اخبارات گواہ ہیں' میڈیا گواہ ہے اور وہاں پر صحافیوں کے ساتھ جو حشر کیا گیا یقین مانئے کہ اس کی پوری تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ جناب سپیکر! ہم لوگ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور جمہوریت کو اس ملک میں چلتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے۔ یہ ملک اس وقت دوراہے پر کھڑا ہے اور اس وقت ہم تمام لوگوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ یہ تیسرا موقع ہے یا غالباً چوتھا موقع ہے جب ہم ان حالات سے گزر رہے ہیں اور ایک مغوی جمہوریت کا دور ہے اور ابھی ہم پوری طرح طاقت میں نہیں آ سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی ذمہ داری حکومتی بنچز پر آتی ہے کیونکہ اس وقت طاقت ان کے ہاتھ میں ہے ان کو چاہیے کہ اس ملک کے نظام کو صحیح سیاسی جمہوری نظام بنانے کے لئے آپ اپنا حق ادا کریں انشاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن کی طرف سے میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس ملک میں جمہوریت کی صحیح بحالی کے لئے آپ کو آپ کا حق دلانے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فیض اللہ کموکا: جناب سپیکر! بس ایک منٹ میں میں wind up کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کرنا چاہوں گا۔ ہمارے بھائی جناب وٹو صاحب کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے ان کے والد صاحب پر ان کے دو cousins پر اور ان پر ایک جھوٹا پرچہ

دیا گیا ہے۔ اور جس بندے کو اس میں مدعی بنایا گیا ہے اس نے ہر فورم پر ایس ایس پی آفس میں، ڈی ایس پی صاحب کے پاس جا کر ہر جگہ جا کر اس نے بلا مبالغہ یہ بات کی ہے کہ اس واقعہ میں میرا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ مجھے چھ سات گھنٹے پولیس نے حبس بے جا میں رکھنے کے بعد مجھ سے یہ کام کروایا ہے اور مجھ سے ایک خالی کاغذ پر دستخط کروا کر یہ ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ اس ایف آئی آر کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو جناب سپیکر! اس بات کابھی نوٹس لیا جائے اور میری آپ سے گزارش ہے کہ ہماری تحاریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب جہانزیب امتیاز گل!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! ابھی میں جو story narrate کروں گا وہ میری تحریک کی short statement ہے اور اس میں so called گورنمنٹ کی incompetency ہے۔ جناب والا! میرا نام ان 27 بندوں میں نہیں تھا۔ جن کی آپ نے لسٹ جاری کی تھی اور ان کے اسمبلی ہال میں آنے پر پابندی لگائی تھی۔ 28 تاریخ کو آواری ہوٹل میں ہماری میٹنگ تھی۔ جب ہم چڑیا گھر کے گیٹ پر پہنچے تو پولیس نے اپوزیشن لیڈر قاسم ضیاء صاحب کی گاڑی کو روک لیا۔ قاسم ضیاء صاحب اگلی گاڑی اور میں اس سے پچھلی گاڑی میں تھا کہ پولیس کے دو تین نوجوان سول وردی میں آئے اور کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں، وہ ہمیں گھسیٹ کر ٹرک میں ڈال کر تھانہ ماڈل ٹاؤن لے گئے جہاں پانچ گھنٹے بعدہمیں رہا کیا گیا۔ 29۔ مئی کو میں صبح اسمبلی میں آیا جہاں میں نے attendance لگانے کے بعد اجلاس شروع ہونے کا انتظار کیا لیکن کافی دیر تک اجلاس شروع نہ ہو سکا اور لگاتار گھنٹیاں بجتی رہیں۔ جب میں نے باہر دیکھا تو وہاں بڑا مجمع تھا اور قاسم ضیاء صاحب کی گاڑی کو گھیرا ہوا تھا۔ اسی دوران میں دیکھنے کے لئے باہر گیا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے تو دو تین آدمیوں نے مجھے پکڑ کر ایک ٹرک میں ڈالتے ہوئے کہا کہ تم بھی بہت باتیں کرتے ہو اور ہمیں سبزہ زار پولیس تھانے لے گئے جہاں پر کوئی چھ یا سات گھنٹے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کیا یہ آپ کی اور اس chair کی بے بسی نہیں؟ کیا یہ ریاستی دہشت گردی نہیں؟ کیا حکومت کی incompetency نہیں؟ دوسری طرف دیکھیں کیا وزیر اعلیٰ

صاحب اور وزیر قانون نے اس فلور پر promise نہیں کیا تھا کہ آپ سکیم identify کریں، ہم اس پر فنڈز دیں گے تاکہ عوام کے لئے وہاں کام کروایا جا سکے۔جناب سپیکر! اگر اس دن ہمارا fault تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ treasury بنچز کا بھی اتنا ہی fault تھا اور آپ نے ہمارے 27 بندوں پر تو ہاؤس میں آنے کی پابندی لگا دی مگر ادھر سے کیا ایک بندے نے بھی ایسی کوئی حرکت نہیں کی کہ اس پر پابندی لگائی جاتی۔ آپ فیصلہ کریں کہ کیا یہ جانبدارانہ رویہ ہے کہ نہیں؟ جہاں تک ایل ایف او کا مسئلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس دن ایک justification دی گئی تھی کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے صوبائی مسئلہ نہیں لیکن میرے خیال میں یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے اس لئے یہاں پر بھی discuss کیا جا سکتا ہے۔ legislation قومی اسمبلی والے کریں گے لیکن ہم یہاں پر discuss کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! جہاں تک allocation of funds کا تعلق ہے تو ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمیں فنڈز دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہم سکیم identify کریں گے اور آپ اس پر اپنی کمیٹی بنا کر کام کروا دیں۔ آپ دیکھیں کہ عوام کس حال میں رہ رہے ہیں۔ ہم ان کے لئے اور ان کے حق کے لئے لڑتے رہیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ ہم عوام کا حق لینا جانتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ مہربانی جی۔ جی چودھری غفور صاحب!

چودھری عبدالغفور خان: سر اپنے بھائیوں اور دوستوں کی دکھ اور درد بھری کہانیوں کو سن کر صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

کر رہا تھا غم جہاں کا حساب
یاد آج تم مجھے بے حساب آئے

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب شیخ اعجاز احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: میں صرف ایک منٹ کے لئے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ "نیشن" اخبار کے

راجہ ریاض ہیں جن پر بے تحاشا تشدد ہوا ہے صرف یہ سمجھ کر یہ راجہ ریاض ہیں ۔ تو میں ان سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں اور راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ آئندہ ذرا وضاحت کر دیا کریں کہ یہ راجہ ریاض ہیں تاکہ "نیشن" والا بچ جائے ۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز احمد !

شیخ اعجاز احمد : بہت شکریہ جناب سپیکر! آپ نے ممبران پر ہونے والی زیادتی، جبر اور ریاستی تشدد کو سننے میں مجھے بھی شامل کیا اس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔

دیپ جس کا محلات ہی میں جلے
چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
وہ جو سائے میں ہر مصلحت کے پلے
ایسے دستور کو، صبح بے نور کو
میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا

جناب سپیکر! 26 تاریخ کو جب اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں تین ایجنڈے تھے جن پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی نے پہلے یہ باتیں طے کر لی تھیں ۔ آج جیسے آؤٹ آف ٹرن کہا گیا کہ resolution کو لینا ہے ۔ یہ جمہوری روایات کا حصہ ہے کہ اپوزیشن اپنی بات on the floor of the House کرے ۔ کیونکہ ہم نے لوگوں سے ووٹ لئے ہیں ۔ confidence کا ووٹ لینے کے بعد اگر ہم نے اپنی آواز، صوبہ کے محکوم عوام کی آواز، rule of the law کی آواز اس اسمبلی کے فلور پر نہیں اٹھائی تو لامحالہ ہم اپنے حلقوں میں جائیں گے پھر ان لوگوں سے باتیں کریں گے جنہوں نے ہمیں مینڈیٹ دے کر اسمبلی میں بھیجا۔ لیکن اس دن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جمہوریت کی گاڑی کو چلانے والے وزیراعلیٰ صاحب نے جب قاسم ضیاء صاحب کو ان کے دفتر میں جا کر گلدستہ پیش کیا تو اخبارات میں بڑی شہ سرخیاں لگیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے، ہم good governance قائم کریں گے۔ ہم identification of schemes پر اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہر بات پر اپوزیشن کو اعتماد میں لیا جائے گا لیکن 27 تاریخ کو جو اندھیر نگری مال روڈ پر مچائی گئی جس طرح elected ممبران کی تضحیک کی گئی اس کی مثال اس اسمبلی میں آج سے

پہلے کبھی نہیں ملتی ۔ دہشت گردی اور جبر و استبداد کے جو لمحات تھے انہوں نے آج کی اس پنجاب اسمبلی کے ماتھے پر جھومر نہیں سجایا بلکہ وہ بدنما داغ بن کر اس اسمبلی اور موجودہ حکومت کے ایوانوں پر چمک رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! ممبران کو گھسیٹا گیا کیونکہ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ ہاؤس میں آنا چاہتے ہیں ۔ ہمیں یہ بتایا گیا کہ 27 ممبران کو debar کیا گیا ہے اور اس میں میرا بھی نام شامل ہے' آپ اپنی گاڑی سے اتریں اور ہمارے ساتھ تھانہ چلیں ۔ ہمیں قلعہ گجر سنگھ سی آئی اے سٹاف میں بند کر دیا گیا ۔ تین بجے ہمیں رہا کیا گیا اور اس کے بعد اگلے دن پھر یہی تماشا ہوا ۔ ہمارے فاضل ممبر ابراہیم خان' یہاں پر تشریف رکھتے ہیں' آواری ہوٹل آئے اور کہا کہ راجہ بشارت صاحب حکومت کی طرف سے آپ سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم نے دیدہ و دل فرش راہ کئے ' ان کا انتظار کیا' چونکہ انہوں نے نہیں آنا تھا اس لئے وہ نہ آئے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم لوگ دوبارہ اپنا جو right تھا اس کو deprive نہ ہونے دینے کی وجہ سے اسمبلی میں داخل ہونے کے لئے آ رہے تھے کہ دوبارہ پنجاب پولیس نے جس میں ڈی پی او لاہور آفتاب چیمہ اور پولیس کے دیگر حواریوں کو اتنی بڑی تعداد میں وہاں لگایا گیا کہ جیسے کوئی القاعدہ کے خلاف آپریشن ہو رہا ہے ۔ ہمیں وہاں سے اٹھایا گیا ۔ ہم نے جمہوریت کے جو لباس زیب تن کئے ہوئے تھے ان کو آمریت کے ہاتھوں نے تار تار کیا ۔ ہمیں گاڑیوں میں چوروں' ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کی طرح اٹھا کر پھینکا گیا اور اگلے دن تھانہ ماڈل ٹاؤن میں لے جا کر بند کر دیا گیا ۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیراعلیٰ پنجاب کو 9۔اپریل 1977 کا وہ واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں جب ان کی گھریلو خواتین ایک جلوس کی قیادت کر رہی تھیں اور اسی مال روڈ پر خواتین پر تشدد ہوا اور انہیں جیلوں میں بند کیا گیا اور جو عمل دہرایا گیا آج تک تاریخ کے سیاہ اوراق میں اس کا نام لکھا ہوا ہے ۔ کیا وزیراعلیٰ پنجاب جنھوں نے good governance کا وعدہ کیا تھا' جنھوں نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کا وعدہ کیا تھا انھوں نے الحمرا میں ہونے والی اپنی پارلیمانی میٹنگ میں یہ نہیں کہا کہ "آپ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور وہ جو اسمبلی کے اس طرف بیٹھے ہیں وہ تعداد میں بہت کم ہیں ۔ آپ ان کو manhandle کریں' ان کو tackle کریں ۔ آپ میدان میں آئیں ۔ جس طرح انھوں نے کیا ہے آپ بھی ویسے کریں ۔ جناب

والا! میری یہ گزارش ہے کہ ایک منتخب وزیراعلیٰ جب اپنی پارلیمانی پارٹی میں لوگوں کو manhandle کرنے کی بات کرے گا' جب ایک منتخب وزیراعلیٰ ممبران صوبائی اسمبلی پر تشدد کرنے کی بات کرے گا تو پھر ہمارا ردعمل کیا ہو گا؟ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے' صحافی حضرات اوپر پریس گیلری میں موجود ہیں۔ وزیراعلیٰ نے ایک تقریر میں فرمایا کہ "اپوزیشن نے احتجاج کر کے اپنا حشر دیکھ لیا۔ اپوزیشن کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا"۔ یہ سب کچھ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس نے اپنے مخالفین کا نام و نشان مٹانے کی کوشش کی وہ صفحہ ہستی سے خود مٹ جایا کرتا ہے۔ لہٰذا میرے حزب اقتدار کے دوست اس بات کو ذہن نشین کر لیں اور اپنا ریکارڈ درست کر لیں۔ جناب والا! یہاں پر رویوں کی بات کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پلیز wind up کریں کیونکہ باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ ہمارے ساتھ چار دن ظلم روا رکھا گیا ہے۔ اگر میں دس منٹ بات کر لوں گا تو کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ یہ واقعہ اتنا اندوہناک' افسوسناک ہے اور اس کی جتنی زیادہ مذمت کی جائے کم ہے۔ جب ہمارے بھائی ممبران اسمبلی آج کے اجلاس کے لئے اسمبلی میں آنے کے لئے تیار ہوئے تو ان کی ماؤں' بہنوں نے ان کے بازوؤں پر امام ضامن باندھ کر انھیں اسمبلی میں بھجوایا ہے کیونکہ انھیں یقین نہیں تھا کہ ہم نے خیر خریت سے واپس جانا بھی ہے یا نہیں۔ جناب والا! یہاں رویوں کی باتیں کی جاتی ہیں' ان لوگوں نے ہمارے ساتھ جو حشر برپا کیا وہ تاریخ میں ہمیشہ سیاہ لفظوں سے لکھا جائے گا۔ اس مرحلے پر میں آپ کے وزیر ہاؤسنگ سید رضا علی گیلانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے democratic رویے پر جنگ اخبار میں حسن نثار صاحب نے ان کے حق میں ایک کالم لکھا۔ جناب والا! جو لوگ حبس کے موسم میں ہوا بانٹتے ہیں ان کے نام کالم نگار اپنے کالموں میں رقم کیا کرتے ہیں۔ حسینی لشکر کے سر جب انیوں پر آویزاں کئے جاتے ہیں' انھیں تلواروں اور جبر و استبداد کے ذریعے حق بات کہنے سے ہٹایا جاتا ہے۔ تو یزید کا نام لیتے ہوئے لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں لیکن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تاقیامت زندہ رہے گا۔ چونکہ یہ ضمیر کی بات تھی اور ہم نے اپنی بات کہی

ہے۔ میں حکومتی بنچز سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس وقت سے ڈریں جب آپ پر یہ وقت نہ رہے، آپ اقتدار میں نہ رہیں۔ ہم آپ کو strengthen کرنا چاہتے ہیں، ہم اس حکومت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنے جمہوری رویوں میں تبدیلی لائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ اس ایوان میں نہ ہوں، جب آپ اپنے ان غیر جمہوری رویوں کی وجہ سے گلیوں میں پریشان حال پھریں تو پھر آنے والا وقت اور مورخ آپ سے پوچھے گا کہ :-

ہن جے ملیں تے روک کے پچھاں ، ویکھیا ای اپنا حال
تے کتھے گئی اوہ رنگت تیری ، سپاں ورگی چال
تے گلاں کردیاں غنڈیاں اکھاں ، وا نال اڈدے وال
تے کتھے گیا اوہ لہو دا ٹھاٹھاں ماردا اناں زور
تے ساتواں ورگی گرم جوانی سے گئے کیہڑے چور
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ، مہربانی۔ اب ہاؤس نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(بعد از وقفہ برائے نماز مغرب جناب سپیکر 7 بج کر 36 منٹ
پر کرسی صدارت پر دوبارہ متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جناب چودھری سجاد حیدر گجر صاحب۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چونکہ وزیر صحت یہاں تشریف فرما ہیں، میں ایک بہت ہی اہم چیز ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے مہینے کی 27/28 تاریخ کو ہاؤس میں جو بل منظور ہوئے۔ اس میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا بل بھی منظور ہوا ہے۔ اب جتنے ہیلتھ سائنسز کے کالج ہیں وہ اس یونیورسٹی کے پاس چلے گئے ہیں۔ اس یونیورسٹی کو انٹرنیشنل لیول پر proper recognition کے لئے پانچ، سات یا دس سال لگیں گے۔ یونیورسٹی آف

دی پنجاب کی ایک تاریخ ہے اور اس کی ایک recognition ہے۔ اب جو فائنل ائیر کے لوگ امتحان دیں گے ان کی ڈگری That is not to be recognized because of University of Health Sciences. اس سے لڑکوں نے for post graduation, for specialization بھی جانا ہے۔ میرے خیال میں وزیر صاحب نے بھی شاید زحمت گوارا نہیں کی۔ انہوں نے بھی اس میں interest نہیں لیا۔ آپ نے ہمیں اس کمیٹی کے اندر نہیں جانے دیا۔ اب kindly اس پر ترمیم لے آئیں کہ آپ اس یونیورسٹی کو فرسٹ ائیر سے کر لیں۔ اس کو فائنل ائیر سے attach نہ کریں۔ اس سے بہت سارے طلباء کا نقصان ہو گا۔ جناب سپیکر! یہ بڑا relevant ہے اور میں جاننا چاہوں گا کہ وزیر صحت کی اس پر کیا رائے ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں اس پر عرض کروں کہ میرے پاس بھی مختلف کالجز کے طلباء آئے ہیں اور آپ کو شاید یاد ہو کہ نشتر میڈیکل کالج کی affiliation پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ ہوتی تھی۔ پھر بہاؤالدین زکریا کے ساتھ کر دی گئی۔ اسی طرح بہاول پور میڈیکل کالج کی affiliation پنجاب یونیورسٹی سے تھی وہ اسلامیہ یونیورسٹی سے کر دی گئی۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ اس وقت کنگ ایڈورڈ اور فاطمہ جناح میڈیکل کالجز کے طلباء اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ affiliated ہوں گے۔ جیسے میرے معزز ساتھی نے فرمایا کہ جب یونیورسٹی کی reputation یا standard اس صورت میں پہنچ جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ کنگ ایڈورڈ اور فاطمہ جناح بھی اسی فولڈ میں آ جائیں۔ جہاں تک علامہ اقبال، راولپنڈی یا دوسرے کالجز کا تعلق ہے، یہ طلباء آ کر مجھے ملے ہیں بلکہ کچھ طلباء کے والدین مجھے گھر میں بھی ملے تھے۔ میں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ اس مسئلے کا ہم خوش اسلوبی سے حل تلاش کریں گے۔ پھر بدقسمتی سے طلباء کا گروپ وہ کیس لے کر لاہور ہائی کورٹ چلا گیا جہاں سے انہیں stay مل گیا پھر وہ کیس سپریم کورٹ گیا جہاں سپریم کورٹ نے اس stay کو vacate کرنے کا حکم دیا اور اب most recent ruling یہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کو instruction دی گئی ہیں کہ 14 دنوں میں اس معاملے کا فیصلہ کیا جائے تو چونکہ یہ معاملہ اس وقت

courts میں ہے' میں مزید اس پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔
جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہ معاملہ عدالت میں ہے مگر انہوں نے محکمے کے بھی views لینے ہیں۔ اگر یہ اس پر ایک ترمیم لے آئیں تو یہ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن بچوں نے سب سے اچھے نمبرز لئے ہیں they should not be deprived یہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اچھی بن گئی ہے' بری بن گئی ہے۔ ہم اس legislation میں شریک نہیں ہونے یا نہیں کیا گیا that is a separate issue مگر institution built ہونے کے لئے بڑا وقت لگتا ہے۔ یہ یونیورسٹی آف پنجاب کی تاریخ ہے۔ طلباء بڑے پریشان ہیں' وہ زیادہ نمبر لے کر یہاں آئے ہیں۔اس لئے جب آپ ہائی کورٹ میں جائیں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کا موقف وزیر صاحب نے سن لیا ہے۔چودھری سجاد حیدر گجر صاحب!

چودھری سجاد حیدر گجر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں 27 مئی کو جب ہاؤس کی طرف آ رہا تھا تو کافی پولیس تھی اور مجھے پہلے ناکے پر روکا گیا' پھر مجھے دوسرے ناکے پر روکا گیا اور بتایا گیا کہ آپ کی ہمیں ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ انھوں نے مجھے کہا کہ پولیس وین میں بیٹھیں۔ میں نے کہا کہ میں پیچھے نہیں بیٹھوں گا' میرا جرم کیا ہے۔ میں نے کہا کہ جہاں آپ کہیں میں جاتا ہوں۔ پھر انھوں نے کہا کہ آپ آگے بیٹھ جائیں۔ میں نے کہا کہ کہاں لے کر جانا ہے تو انھوں نے بتایا کہ قلعہ گجر سنگھ جانا ہے۔ شاید پہلی گرفتاری میری تھی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ کیا چکر ہے۔ انھوں نے تھانے سے پانچ چھ گھنٹے کے بعد ہمیں چھوڑا۔ 29 کو پھر ایسے ہی ہوا ہے کہ ہاؤس کے باہر آئے ہیں تو انھوں نے ہمیں پکڑ لیا ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ ان 27 لوگوں کے لئے اتنی پولیس' سارے افسران تقریباً دس ہزار آدمی ادھر تھے۔ کیا انھیں اور کوئی جرم نظر نہیں آ رہا تھا' لاہور کی جتنی انتظامیہ ان 27 لوگوں کے لئے depute کر دی گئی۔ ہمیں ہاؤس سے 210 کے تحت نکالا گیا' کیا ہم صرف 27 تھے اور دوسری طرف سے کوئی نہیں

تھا۔ ہمارا جرم کیا تھا کہ ہم اس لابی کے دوسری طرف گئے ہیں۔ جب کہ آپ سب نے یہاں اور ٹی وی پر بھی دیکھا ہے کہ یہاں اس طرف تک کچھ ہماری ساتھی خواتین آئیں' انھیں کیوں نہیں نکالا گیا۔

خدا کے فضل و کرم سے مجھے تینوں ٹکٹ ملتے تھے۔ لیکن I would like to stay here ہمارے ذہن میں سب کچھ تھا۔ ہم نے اپوزیشن کی تاریخیں پڑھی ہیں' ہم نے زرتاش کی تاریخ پڑھی ہے لیکن ہمیں اچھے ٹارگٹ ملنے چاہیئں۔ گورنمنٹ ہمیں جو ٹارگٹ دے رہی ہے' یہ اکیسویں صدی ہے اس میں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ یہ گریجوایٹ اسمبلی نہے' اخلاقی طور پر یہ ہمیں سمجھاتے۔ ہمیں اپنے علاقے کی نمائندگی کرنی ہے۔ فنڈز کے لئے بات کرنی ہے۔ اس میں ہمیں پتا چلا ہے کہ ہم سے بچے ہوئے گھوڑوں کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں۔ ہم آپ سے بھی ملے ہیں اور آپ کو بھی بتایا ہے اور یہ سارا کچھ آپ کے سامنے ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب احمد ملک صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب سمیع اللہ خان صاحب۔

جناب سمیع اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران کی خدمت میں ایک گزارش کروں گا کہ ایسے معاشرے میں جہاں عوام کا کوئی استحقاق نہ ہو تو ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیے کہ کسی ایم پی اے کا کوئی استحقاق محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اگر پاکستان جیسے معاشرے میں عوام کے استحقاق کے بارے ایس ایس پی لاہور چوہدری شفقات الٰہی یہ فرماتے کہ عوام کا کام جوتیاں کھانا اور پولیس کا کام جوتیاں مارنا ہے۔ ایسے معاشرے میں کوئی ایم پی اے یہ سوچ لے کہ اس کا استحقاق مجروح نہیں ہوگا' میرے خیال میں یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ہمارے استحقاق کو تحفظ اسی صورت مل سکتا ہے کہ جب اس ملک کے غریب عوام کو اس ملک کے عام آدمی کا جو استحقاق ہے وہ محفوظ ہو۔ اس لئے جو ان چار دنوں میں باہر سڑکوں پر سیاسی کارکنوں کے ساتھ ہوا۔ جن میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی تھیں۔ جس طرح مردوں کو دو دو تین تین کی ٹولیوں میں ڈیرہ غازی خان' بہاولپور' اٹک اور خواتین کو ملتان بھیجا گیا۔ جس طرح یہاں باہر صحافیوں کو میری آنکھوں کے سامنے پولیس نے تشدد کا نشانہ بنایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد میں تو کم از کم شکرانے

کے۔۔۔

محترمہ پروین سکندر گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

محترمہ پروین سکندر گل، چودھری شفقات صاحب نے پریس کے سامنے اس بات کی تردید کر دی تھی کہ پتا نہیں کس نے یہ خبر لگائی ہے۔ انھوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، انھوں نے سارے پریس کے سامنے یہ بات کی تھی اور reaction میں بات کی تھی کہ اس ملک میں 55 سال سے عوام کا کام practically یہی رہا ہے کہ ان کو جوتیاں پڑتی ہیں اور پولیس کا کام ہے کہ وہ جوتیاں مارے۔ یہ reaction بھی انھوں نے پورے پریس کے سامنے کیا تھا۔۔۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سمیع صاحب سے انتہائی معذرت۔ میرے خیال میں ان کی نظر سے بھی یہ خبر گزری نہیں ہو گی کیونکہ wording میں جوتے کا لفظ نہیں تھا۔ خبر میں یہ تھا کہ عوام کا کام ڈنڈے کھانا ہے اور ہم ڈنڈے مارتے رہیں گے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا لیکن وزیراعلیٰ پنجاب نے سختی سے اس بات کا نوٹس لیا تھا اور دوسرے دن اسی اخبار میں اسی جگہ پر اس کی تردید آئی تھی کہ میں نے یہ بیان نہیں دیا۔ دوسری بات میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی خبر کا نوٹس لیتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ کوئی پولیس افسر ڈی آئی جی سے کم رینک کا آئندہ پریس کانفرنس نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! آپ کا اختیار تھا اور ہمیں تسلیم ہے کہ آپ نے 27 ممبران کو پورے سیشن کے لئے اس ہاؤس میں آنے سے روکا لیکن بعض اختیار ایسے ہوتے

ہیں کہ جن کو استعمال نہ ہی کیا جائے تو اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر آپ یہ اختیار استعمال نہ کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک میں جمہوریت کے لئے اس ادارے کے لئے زیادہ مثبت اور زیادہ بہتر ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ جیسے ہم سب کو طلاق دینے کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار ایسا ہے جو بہت منفی سمجھا جاتا ہے۔ میرے خیال میں بعض اختیار ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو اگر استعمال نہ کیا جائے تو وہ اچھے ہوتے ہیں۔

ہم تو چلیں لاہور کے تھانوں کی تین چار دن سیر کرتے رہے لیکن یہاں اس ہاؤس میں اور اس ہاؤس کے باہر جو تاثر دیا جاتا رہا' میں اس پر بات کروں گا کہ دو تین دن اجلاس ہوا۔ میں نے جو تھوڑا بہت پڑھا ہے اس کے مطابق ظل الٰہی کے دربار اور جمہوری اداروں کے اجلاس جہاں ہوتے ہیں' ان میں ایک ہی چیز کا فرق ہوتا ہے۔ ظل الٰہی کا جب دربار سجتا ہے تو اس میں درباری ہوتے ہیں اور جب کسی جمہوری ادارے کا اجلاس ہوتا ہے تو اس میں ہر بندہ' ہر گروہ اور ہر پارٹی اپنے اپنے نقطہ نظر سے وہاں اپنی بات رکھتی ہے لیکن یہاں یہ تاثر دیا گیا کہ ہم اس ایوان کو اپوزیشن کے بغیر چلا کر دکھائیں گے اور ہم چلا کر دکھا رہے ہیں۔ ہم اس ایوان میں قانون سازی کر سکتے ہیں اور ہم کر کے دکھائیں گے۔ [*******
***]

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی' ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)، مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک درخواست کرنا چاہوں گا کہ جو بھی واقعہ ہے وہ افسوسناک ہے لیکن تحاریک استحقاق ایک لاء کے ذریعے govern ہوتی ہیں' رولز آف پروسیجر موجود ہیں۔ شارٹ سٹیٹمنٹ یا پانچ منٹ کا ٹائم but it has to be relevant. ظل الٰہی یا پرویزالٰہی کا ذکر اس واقعے سے ہٹ کر بات کرنا ان کا اپنا میرٹ نہیں ہے۔ To talk of the privilege statement

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب سپیکر، یہ لاء اینڈ آرڈر پر ساتھ ہی بات کر رہے ہیں۔ بہرحال ان کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ میں پریس والوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ یہ الفاظ اخبار میں شائع نہ کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو کسی فرد کا دربار بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اگر ایسی کوئی کوشش ہوگی کہ پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کو کسی بادشاہ کا دربار بنانے کی کوشش کی جائے گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو resist کریں گے اور اس کا مقابلہ کریں گے۔ اگر یہاں راجہ بشارت صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہم رانا ثناء اللہ کی تقریر میں یہاں سے ابھی اٹھ کر چلے جائیں گے اور ہاؤس چلا کر دکھ لیں تو جناب! اگر آپ کو ہاؤس چلانے کا شوق نہیں ہے تو ہمیں بھی کوئی شوق نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ کا رویہ بھی یہ ہوگا اگر آپ یہ کہیں گے کہ آپ ہمارے طے کئے گئے ایجنڈے کے مطابق بات کریں اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہم اٹھ کر چلے جائیں گے اور ہاؤس کو نہیں چلنے دیں گے تو مجھے اس پر بالکل کوئی ابہام نہیں ہے۔ ہم آپ کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔ اگر اس کو درباری انداز سے چلانے کی کوشش کریں گے تو ہم بھی اس ہاؤس کو نہیں چلنے دیں گے۔ حزب اقتدار کے ساتھ ساتھ اس ایوان کا سہرا اپوزیشن کے سر پر ہے۔ اگر اس کو برداشت کریں گے، اگر آپ کہیں گے کہ یہاں قانون سازی ہو یا ایوان کو چلانے کا کوئی بھی ایجنڈا ہو ہم اپوزیشن کے بغیر وہ نہیں چلائیں گے تو ہم آپ سے تعاون کریں گے۔ اگر آپ اس کو درباری انداز سے چلانے کی کوشش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہ نہیں ہونے دیں گے اور پنجاب کے کروڑوں عوام ہمارے ساتھ ہوں گے۔ آخری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ 55 سال میں ہم نے بہت تجربے کر لئے ہیں لیکن دنیا کی تاریخ اور خصوصاً جمہوری تاریخ یہ اس بات کی گواہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ میں کبھی دنیا میں دو برابر کے فریق نہیں ہو سکتے۔ یہاں مجھ سے انتہائی عالم فاضل دوست بیٹھے ہیں۔ دنیا کی جمہوری تاریخ میں اقتدار اعلیٰ پر کبھی دو برابر کے فریق نہیں ہو سکتے۔ ہم 55 سال سے یہی کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح آمریت میں جمہوریت کو داخل کر کے یا جمہوریت میں آمریت کو داخل کر کے اس ملک کو چلائیں۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! آج صبح سے جمہوریت اور وردی کے متعلق باتیں سنی ہیں---

جناب سپیکر: وردی کے متعلق تو بات نہیں ہوئی۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: میں اپنے دوستوں کے سامنے تھوڑے سے historical حقائق پیش کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ 1958ء میں جب مارشل لاء لگا تو اس مارشل لاء نے ذوالفقار علی بھٹو کو جنم دیا۔ یہاں تک کہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب جناب جنرل ایوب خان کو ڈیڈی کہتے رہے---

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! ہم نے ان کی بات بڑے صبر و تحمل سے سنی۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ بھی میری بات سنیں۔ میں ایک historical بات کر رہا ہوں۔ یہ جا کر اخبارات دیکھیں اور ان لوگوں سے پوچھیں جو اس وقت اقتدار میں تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو دنیا میں واحد رولر تھے جو سویلین پرائم منسٹر ہو کر بھی------ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مہربانی۔ کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے سمیع اللہ خان صاحب کو فلور دے دیا ہے۔ جی، سمیع اللہ خان صاحب!

قائد حزب اختلاف: یہ relevant بات کریں۔ اگر یہ اس طرح بات کریں گے تو بات بہت دور تک جائے گی۔

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! صرف ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ آخر میں، میں یہی کہنا چاہوں گا کہ وردی کی، ایل ایف او کی بہت باتیں ہو گئی ہیں۔ جب اس

حوالے سے بات ہوتی ہے کہ چودھری شجاعت صاحب کا کیا مؤقف ہے' قاضی حسین احمد کا کیا مؤقف ہے' محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا کیا مؤقف ہے یا میاں نواز شریف صاحب کا کیا مؤقف ہے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسی شخصیت کی بات کروں جو ہم سب کے لئے محترم ہیں کہ بانیٔ پاکستان قائد اعظم سے جب یہ پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کیسا ہوگا تو انہوں نے ایک short sentence میں کہا تھا کہ پاکستان کا آئین وہ ہوگا جو منتخب پارلیمنٹ بنائے گی اور اسی پر میں No more comments کہ پاکستان کا آئین وہی ہوگا جو منتخب پارلیمنٹ بنائے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ فرزانہ راجہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ پہلے ان کو بٹھا دیں کیونکہ مجھے بات کرنے میں confusion ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ڈاہا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر تو نہیں ہو سکتی۔ میں نے آپ کا مؤقف سنا ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! ان کا بیان مشرف صاحب تک پہنچ جائے گا۔ انہیں بٹھا دیں ان کے نمبر پورے ہو گئے ہیں۔

جناب طاہر اختر ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب طاہر اختر ملک، جناب سپیکر! یہ آپ کا حکم نہیں مان رہے۔ آپ کا قانون جو 210 ہے کیا ان پر apply نہیں کیا جا سکتا؟

جناب سپیکر، پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی' محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا اور میں امید کرتی ہوں کہ میرے point of view کو بڑے تحمل سے سنا بھی جائے گا۔ کیونکہ اس سارے سلسلے میں شاید میں پہلی خاتون ہوں جو

ابھی بات کرنے لگی ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ راجہ بشارت صاحب نے بڑا اچھا قدم اٹھایا ہے جو اپوزیشن کے پاس آئے اور ان کے چیمبر میں تشریف لے گئے اور انہوں نے دوستی کی بات کی ہے اور مل جل کر کارروائی کو آگے چلانے کے لئے بات کی ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ 26 مئی سے لے کر 30 مئی تک راجہ بشارت صاحب کہاں تھے؟ جب ہم ان کے دفتر میں بار بار جاتے تھے اور بار بار ان سے یہ request کرتے رہے کہ ہمارے ممبرز جو اس وقت تھانہ قلعہ گجر سنگھ یا دوسرے تھانوں میں arrest ہیں ان کو باہر لایا جائے۔ جناب سپیکر! آج آپ کو بھی یاد ہو گا کہ وہ جو مذا کراتی ٹیم تھی یا میٹنگ ہوئی تھی اس میں' میں بھی شامل تھی اور آپ نے خود فرمایا تھا کہ یہ میرے آرڈرز نہیں ہیں' میں نے ان کو اسمبلی کے اندر داخل ہونے سے نہیں روکا ہے' میں نے صرف ان کو ہال میں داخل ہونے سے منع کیا ہے۔ راجہ بشارت صاحب نے بھی یہ ---

محترمہ نسیم لودھی، جناب سپیکر!----

محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ بات یہ ہے کہ جب مردوں نے اتنی بات کی ہے اور سب نے ایک دوسرے کو سنا ہے تو میں appreciate کروں گی کہ اگر آپ ایک خاتون کی بھی بات سن لیں۔ ویسے بھی مجھے ان خواتین بہنوں کے ساتھ بہت ہمدردی ہے۔بے چاریاں دوسروں کو مارتی بھی ہیں' شور بھی مچاتی ہیں منسٹری ابھی تک نہیں ملی۔لیکن ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر، ہاؤس کا وقت مزید ایک گھنٹہ کے لئے extend کیا جاتا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! ہم ایل ایف او پر بات کرنا چاہتے تھے پہلے بھی ہم نے کوشش کی اسمبلی میں بات کرنے کی مگر ہمیں منع کیا گیا۔ جنرل مشرف صاحب فرماتے ہیں کہ اپوزیشن کا ایل ایف او پر وقت ضائع کرنا ایک بے کار بات ہےکیونکہ عوام کا ایل ایف او سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ آپ کو میں اس معزز ایوان میں یہ یقین سے کہتی ہوں کہ ایل ایف او کا عوام کے ساتھ' ایل ایف او کا پارلیمنٹرین کے ساتھ ڈائریکٹ واسطہ ہےکیونکہ جب تک آپ کی اسمبلی آزاد نہیں ہو گی' جب تک آپ لوگوں کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں نہیں

اتریں گی تب تک آپ عوام کے لئے لیجسلیشن نہیں کر سکتے۔یہی میں جاننے کی کوشش کر رہی ہوں اور میرے خیال میں یہ وہ وقت ہے کہ آپ سب کو سمجھ جانا چاہیے' ہمیں بھی سمجھ جانا چاہئے اور ہم یہ کام کس کے لئے کر رہے ہیں ہم آپ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے کر رہے ہیں ہم گورنمنٹ میں نہیں ہیں ہمارے ہاتھ مضبوط نہیں ہوں گے لیکن بات سمجھ کی ہے' سوچ کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ ایک منٹ میں widn up کر لیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: اب میں 28 تاریخ کے واقع پر آتی ہوں۔ 28 تاریخ کو جب ہماری پارلیمانی میٹنگ ختم ہوئی تو ہم اجلاس attend کرنے کے لئے آ رہے تھے تو ---

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ جناب نے جو 210 کی شق 27 تاریخ کو لگائی تھی مجھے لگ رہا ہے کہ ان سے وہ والے بھی تنگ ہیں اس لئے ان کا نام بھی اس میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ان کو ہیرو بننے کا شوق ہو گا مجھے نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا دنیا کا سیولین لیڈر مجھے دکھائیں ' تاریخ میں دکھائیں۔ سویلین پرائم منسٹر ہوتے ہوئے بھی اس نے اپنے ملک کو under Martial Law رول کیا ہو۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی محترمہ آپ اپنی بات جلد wind up کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اس ساری صورتحال کو دیکھ کر مجھے ایک بہت اچھی بات یاد آئی ہے اور مجھے امید ہے کہ سب لوگ اس کو enjoy بھی کریں گے۔ ہمارے معزز رکن بھائی ظہیر اسلام نے جیو ٹی وی پر انٹرویو دیا اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ آپ نے اپوزیشن

کے ساتھ یہ رویہ کیوں اختیار کیا؟ تو انہوں نے یہ فرمایا کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان کے افضل درجے پر یہ تھے۔ جب کہ میں نے ان کو خود دیکھا کہ یہ سیٹ پر چڑھے ہوئے تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ان کا ایمان کا درجہ صرف سیٹ جتنا اونچا ہے تو پھر تو ہم ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ ان کے ایمان کے درجے کو بڑھائے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ آپ wind up کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اب میں 28 تاریخ کی طرف آتی ہوں کہ اس دن کیا ہوا۔ بات یہ ہے کہ 28 تاریخ کو جب ہم پارلیمانی میٹنگ ختم ہونے کے بعد اجلاس میں شرکت کے لئے آئے تو خواتین کے ساتھ آپ یقین کریں کہ ایک شرمناک واقعہ ہے۔ یہاں پر سب کے سر شرم سے جھک جانے چاہئیں جو لوگ مسکرا رہے ہیں یا بات کر رہے ہیں۔ یہ بڑی serious بات ہے کہ ہمارے ساتھ جو سلوک کیا گیا آپ یقین کریں کہ میں نہیں سمجھتی کہ جو خواتین criminal ہوتی ہیں یا سمگلنگ میں involve ہوتی ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہیں کیا جاتا۔ ہمیں گاڑیوں سے اتارا گیا، ٹرکوں میں ڈالا گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ ویمن پولیس تعینات تھی اور انہوں نے ان عورتوں کو گاڑیوں پر چڑھایا جناب سپیکر! یہ میرے پاس تصویریں ہیں آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ ویمن پولیس کہاں پر ہے اگر آپ چاہیں تو میں یہ تصویریں آپ تک بھجوا سکتی ہوں اور آپ ان کو ملاحظہ کریں کہ اس میں سارے مرد حضرات ہیں جو خواتین کو دھکے دے رہے ہیں، ان کو گاڑیوں میں ڈال رہے ہیں اور جب ان سے پوچھا گیا کہ ہمارا قصور کیا ہے اور آپ ہمیں کیوں لے کر آئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہمیں ریس کورس تھانے میں لے کر گئے تو ہمارے معزز رکن اور ہمارے ساتھی شفقت عباسی صاحب ہمارے ساتھ اس گاڑی میں تھے۔ آپ یقین کریں یہ سپریم کورٹ کے وکیل ہیں ان کو دھکے دے کر lock up میں بند کیا گیا۔ اس طرح میں نہیں سمجھتی کہ آج کل القاعدہ کے دہشت گردوں کو بھی وہاں پر بھیجا جاتا ہے لیکن ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا، کس کے ایماء پر کیا گیا، کس نے یہ سب کچھ کرنے کے لئے کہا۔ جب آپ بھی فرماتے ہیں کہ آپ نے نہیں کیا، وزیر قانون راجہ بشارت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کیا، چیف منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کیا۔ ہم خواتین کا نام کسی لسٹ میں بھی

شامل نہیں تھا پھر ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا' پورا دن ہمیں تھانے میں کیوں رکھا گیا اور شام کو بھی بڑی مشکلوں سے protest کرنے کے بعد اور کوششوں کے بعدہمیں چھوڑا گیا تو اس پر کارروائی کی جائے۔ جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے بیانات آتے ہیں کہ اگر اسمبلیاں ٹوٹ گئیں تو اس کی ذمہ دار اپوزیشن ہو گی۔ جناب سپیکر! یہی تو ہم رونا رو رہے ہیں ' اسی چیز کے لئے تو ہم لڑ رہے ہیں کہ اگر عوام نے ہمیں پانچ سال کے لئے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے تو ہمیں خوف کس چیز کا ہے ۔ ہمیں یہ خوف کیوں ہے کہ ہمیں اسمبلیوں سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا۔ کون ہمیں پھینکے گا' یہ لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں سوچنا ہو گا۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے دیکھا کہ جس وقت سے اجلاس شروع ہوا ہے سوائے ابتدائی ایک گھنٹہ کے سارے اپوزیشن کے معزز اراکین کو مسلسل موقع دیا جاتا رہا ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اور آپ نے ہی فیصلہ فرمایا ہے کہ یہ جو آج ہم بحث کر رہے ہیں اس میں تحاریک استحقاق بھی ہیں اور جنرل لاء اینڈ آرڈر بھی ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ کم ازکم جو اجلاس کا اصل وقت تھا وہ تو پورا ہو چکا ہے اس extended وقت میں آپ حکومتی بنچز کے اراکین کو بھی موقع دیں۔مہربانی

جناب سپیکر: محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بلکہ میری privilege motion تھی جس پر آپ کی اجازت سے میں بات کرنا چاہوں گی۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی موقع دیا کہ میں اپنی بات آپ تک پہنچا سکوں اور آپ کی وساطت سے اس ہاؤس تک یہ بات پہنچا سکوں۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت جیسی بھی چلی اس میں حکومت اور اپوزیشن ایک گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں جس طرح حکومتی

بنچز ہیں اسی طرح اپوزیشن دوسرا پہیہ ہے۔ میرے خیال میں کوئی بھی جمہوری حکومت اپوزیشن کے تعاون کے بغیر نہیں چل سکتی۔ جناب سپیکر! جس طرح 26 مئی اور اس کے بعد پورا ایک ہفتہ اپوزیشن کے ساتھ جو ناروا سلوک رکھا گیا اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ میں ان باتوں کو دہراؤں گی نہیں کیونکہ یہاں پر بہت باتیں ہوئی ہیں۔ میں بطور ایک خاتون ممبر کے، جس طرح میں ایک خاتون ممبر ہوں جس طرح مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں پاکستان کی 52 فیصد سے زیادہ آبادی کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اس فورم پر ان کے لئے کام کروں، اسی طرح میری جو بہنیں حکومتی بنچز پر بیٹھی ہیں ان کی بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے کہ یہ صرف اپوزیشن کے اوپر طعنہ زنی اور باتیں کرنے کے بجائے، آئیں مل کر بیٹھیں اپوزیشن خواتین کے ساتھ جو سلوک ہوا۔ یہ دل بڑا کرتیں، میرے پاس آتیں، فرزانہ راجہ کے پاس آتیں، ان خواتین بہنوں کے پاس آتیں جن کے ساتھ پولیس نے زیادتی کی۔ جناب والا! ہمارا کیا قصور تھا؟ قصور ہمارا یہ تھا کہ ہم نے پارٹی نہیں بدلی، قصور ہمارا یہ تھا کہ ہم اپنا حق جتانے کے لئے بطور ایک ممبر ہاؤس میں آنے کی اجازت مانگ رہے تھے۔ جناب سپیکر! اس دن جو کچھ ہوا آپ یہاں پر موجود تھے۔ شہلا صاحبہ نے یہاں پر جو ایک ڈرامہ کیا اس کی میں آج اس floor پر مذمت کروں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کرے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ قوم ترقی کرے، میں چاہتی ہوں کہ پاکستان کی وہ عورت جو میو ہسپتال کے برن یونٹ میں زندہ جلی بیٹھی ہے، جس کے خاوند نے اسے دھکے دے کر نکال دیا۔ جس کے بچے چھن گئے ہیں جس کو جائیداد میں حصہ نہیں ملتا۔ آئیں ہم سب مل کر ان خواتین کے حقوق کی بحالی کے لئے کام کریں۔ ان کو چاہیے کہ جس طرح اپوزیشن کے ساتھ برا سلوک کیا گیا اس پر دل بڑا کرتے۔ میرا گلہ تو جناب سپیکر! آپ سے ہے کہ آپ ہمارے custodian ہیں۔ آپ ہمارے بڑے ہیں آپ نے ہم دونوں کو لے کر چلنا ہے۔ آپ نے اس وقت حکومتی ممبران کے خلاف ایکشن کیوں نہ لیا جنہوں نے برابر کا حصہ ڈالا۔ شہلا کو ہمارے ساتھ جیل میں پانچ گھنٹے کے لئے کیوں نہ بند کروایا۔ کیوں ہمیں criminals کی طرح ٹرکوں میں دھکیل کر تھانوں میں بند کرایا۔ جناب سپیکر! صرف ہماری نہیں آج کے حکومتی ممبرز کی بھی تضحیک ہوئی ہے کہ ایم پی ایز کا یہ کردار ہے۔ آج ہم اپوزیشن میں ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ

کل انہوں نے اپوزیشن میں ہونا ہے کیونکہ وقت بدلتا رہتا ہے کیونکہ وقت کبھی ایک جیسا نہیں رہتا ۔ ہم نے صرف قانون اور آئین کی بالادستی اورجمہوریت کی مکمل بحالی کے لئے اپنا کردار ادا کیا اور یہ کردار انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتے رہیں گے ۔ جناب سپیکر! مردپولیس نے میرے ساتھ ذاتی طور پر جو برا سلوک کیا کہ بھیڑ بکریوں کی طرح ٹرکوں میں دھکیلا گیا اور جس طرح مجھے سیل میں بندکرنے کی کوشش کی ۔ اس کی میں آپ کی وساطت سے پر زور مذمت کرتی ہوں اور آپ سے request کرتی ہوں کہ---

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ جس طرح آج اوئے اوئے ہو رہی ہے ۔ ان کی مائیں بہنیں اگر پکڑ کر اندر کی ہوتیں ۔ جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ شرم آنی چاہئے ان کو کہ یہ ہوٹنگ کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، جی محترمہ آپ اپنا بیان جاری رکھیں ۔

محترمہ نسیم لودھی، جناب سپیکر! میرے علم میں تو یہ بات نہیں کہ جنہیں پولیس نے پکڑا انہیں مارا بھی ہے۔ اگر مارا ہے تو اسمبلی کےممبروں نے اپنی ڈھال عورتوں اور ورکرز کو بنایا ہے ۔ انہیں اس بات پر شرم آنی چاہئے کہ ان کو آگے لے کر چلے اورخود پیچھے چھپ گئے اور عورتوں کو خوب انہوں نے پولیس کے ہاتھوں پٹوایا۔

جناب سپیکر، جی محترمہ صبا صادق اپنا بیان جاری رکھیں ۔

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی قاسم ضیاء صاحب!

قائدحزب اختلاف، میری بہن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی تھیں ۔ میں تھوڑا سا آپ کا ریکارڈ درست کروانا چاہوں گا کہ آپ نے ٹھیک کہا میرے خیال میں پہلے دن صرف تمام مرد لوگ پکڑے گئے تھے اور ہم بھی آگئے تھے لیکن کہنا تو یہ چاہئے کہ حکومتی بنچوں میں تو ہمت نہیں تھی اور ہمارے ساتھ ہونے والے واقعہ کے بارے میں آپ کی عورتوں کو بٹھا کر

پریس کانفرنس کروائی گئی کسی مرد سے کوئی پریس کانفرنس نہیں کروائی گئی ۔ میں ریکارڈ درست کروانا چاہتا تھا ۔ آپ کو ڈھال بنایا گیا ادھر سے کسی مرد میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ باہر آئے ان کی تو تھانیدار نے بھی نہ مانی تو میں یہ باتیں اس لئے نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ریکارڈ کی درستی چاہتا تھا کیونکہ آپ لوگوں سے ہی پریس کانفرنس کروائی گئی ۔ حکومتی بنچوں سے کوئی مرد اٹھ کر بتائے کہ انہوں نے پریس کانفرنس کیوں نہیں کی ۔ ہم سب بہن بھائی اس معزز ایوان کے ارکان ہیں اور ہم سب کا استحقاق برابر ہے اور ہم تو آپ کی لڑائی لڑ رہے ہیں لیکن آپ الٹا ہم سے لڑ رہی ہیں ۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ ۔ جی محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: میں اپنی بات چند لفظوں میں ختم کرنا چاہوں گی ۔ میری مختصر سی گزارش یہ ہے کہ goodwill gesture کے طور پر پوری اپوزیشن نے جس طرح ہاؤس کو چلایا ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہاؤس اسی طرح چلے ۔ جناب سپیکر ! اس دن پہل بھی اسی طرف سے ہوئی تھی ۔ ان کی خاتون نے پہل کی تھی ۔ آپ ایسی باتوں کا نوٹس لیا کریں اور ان کو سمجھائیں کہ ان کے کردار کیا ہیں؟ انہوں نے کس طرح سے پاکستان کی خدمت کرنی ہے۔ کس طرح قوم کے لئے serve کرنا ہے ۔ ان کو ٹریننگ کی ضرورت ہے لہذا انہیں اگلے سیشن میں ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں بھیجیں ۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب شجاعت احمد خان صاحب! آپ کی طرف سے چٹ مجھے ملی تھی۔ آپ نہیں بولنا چاہتے؟ حکومتی بنچز کی طرف سے جو دوست بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹ بھجوا دیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں تو پینل آف چیئرمین پر رانا آفتاب صاحب کا بھی نام ہے۔ اگر آپ انہیں تھوڑا موقع دے دیں اور آپ rest کر لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وارث کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے تھوڑا سا عرض کروں گا یہ جو اجلاس 26 تاریخ سے 30 تاریخ تک رہا' اس میں اتنی باتیں سننے میں آئیں - اس میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہوں گا کہ on the whole ہماری قوم intolerance کی طرف چلی گئی ہے تو ابھی intolerance ادھر سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جیسے ہی ہم بولنا شروع کرتے ہیں تو فوراً یہ شور مچ جاتا ہے - تو 26 تاریخ کو اگر یاد کیا جائے تو اس دن initiate اپوزیشن بھائیوں نے کیا تھا - یہ آپ کا حق تھا - آپ نے رانا ثناء اللہ صاحب کی قرارداد condemn کر دی تھی' اسے allow نہیں کیا تھا' آؤٹ آف ٹرن انہیں پڑھنے کی اجازت نہیں دی جس پر انہوں نے بضد ہو کر اپنے دوستوں کو provoke کیا اور یہ سارے لوگ شور مچاتے ہوئے ادھر آ گئے اور آپ کے ڈائس پر چڑھ کر نہ صرف اس اسمبلی کے تقدس کو بلکہ سپیکر صاحب کے تقدس کو بھی تار تار کیا - اس وقت جب یہ لوگ physically manhandle کرنا چاہتے تھے اس وقت ادھر سے ہمارے چند دوست گئے اور انہیں پیچھے ہٹایا - ابتداء ان لوگوں نے کی تھی اور اس کے بعد جو کچھ آپ نے 27 بندوں کے متعلق حکم دیا وہ آپ کے سامنے تھے۔ یہ آپ کا right تھا جسے آپ نے استعمال کیا لیکن اس کے بعد جو کچھ ان کے ساتھ باہر ہوا' جو ہماری اطلاع ہے' ہم ان کے ساتھ پوری ہمدردی رکھتے ہیں لیکن اس معاملے میں کچھ قصور ان کا بھی تھا کیونکہ یہ لوگ immediately اپنی politics کو چمکانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے تھے۔ آپ نے جو 27 بندے debar کئے تھے کہ وہ یہاں نہیں آ سکتے' تو یہی 27 بندے پورا جلوس لے کر آئے اور ان کے متعلق جو رپورٹ تھی کہ انہوں نے پوری طرح اسمبلی پر حملہ آور ہونا تھا اور اس میں اگر ان کے ساتھ زیادتی ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے معزز رکن اور بھائی ہیں۔ اگر ورکروں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے ان کے ساتھ پولیس کی طرف سے زیادتی ہوئی تو اس کے متعلق آپ نے بھی کہہ دیا کہ میں نے بھی آرڈر نہیں دیئے تھے۔ پوری حکومت کی طرف سے اس کی تردید آ گئی جو کہ ان کے لئے کافی تھا۔ لیکن ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے اجلاس شروع ہوا ہے اس وقت سے یہ جمہوریت اور اسمبلی کو چلانے کی بات کر

رہے ہیں۔ تو ان کے رویے نہ تو جمہوری ہیں اور نہ ہی ایوان کو چلانے والے ہیں اور نہ ہی ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس ملک اور پنجاب میں میری بہن بات کر رہی تھی کہ عورت جو لٹی پٹی آئی ہے۔ یہ ایک عورت کی بات کرتے ہیں یہاں آپ کی 40 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے چلی گئی ہے اور ہم یہاں اسمبلی میں آ کر اٹھکیلیاں کھیل رہے ہیں۔ آج آپ نے بہت اچھا behave کیا ہے۔ میں آپ کو congratulate کرتا ہوں۔ جو کچھ ہوا اسے بھول جائیں۔ اس پر آپ کی تو well done ..well done. ہو رہی ہے۔ آپ نے تو اس سے political benefit extract کیا لیکن آئیں اب ہم اور آپ مل کر جمہوریت کی گاڑی کو چلائیں اور ایک دوسرے کو tolerate کرنے کا culture پیدا کریں تاکہ ہم ملک کو جمہوریت کی پٹڑی پر صحیح طور پر لا سکیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ، بہت مہربانی۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے کھڑے ہوتے ہی ان کو پوائنٹ آف آرڈر یاد آ گیا ہے۔

محترمہ شاہینہ اسد: مجھے آپ سے پیار ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: آپ نے اس دن میرے ساتھ یہاں پر جو پیار کیا وہ سب نے دیکھا ہے، پریس نے بھی دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ شاہینہ اسد صاحبہ! ان کو اپنی بات کرنے دیں۔ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے حزب اقتدار کے ممبران کو مبارک باد پیش کرنا چاہتی ہوں کیونکہ ان میں بہت سی qualities ہیں، ایک quality الہام کی بھی ہے۔ انہیں الہام بہت اچھا ہوتا ہے۔ انھیں الہام ہو گیا کہ ہم جلوس لے کر آ رہے تھے، انھیں الہام ہو گیا کہ ہم نے یہاں پر تباہی پھیر دینی تھی، انھیں الہام ہو گیا کہ ہم

نے پتا نہیں کیا کر دینا تھا۔ جناب والا! ان کا guilty conscious آج بول پڑا' یہ مان گئے کہ ہم تو ہیرو بن گئے اور یہ زیرو ہو گئے ہیں۔ تو یہ ان کی اپنی problems ہیں۔ میں راجہ بشارت صاحب کو یہ پیغام دینا چاہوں گی کہ وہ مہربانی کر کے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کے مشیر تبدیل کریں جو انھیں غلط مشورے دیتے ہیں' انھیں مشورہ دیتے ہیں کہ آپ نے اپوزیشن سے کیسے نبٹنا ہے۔ انھوں نے جو طریق کار ہمارے ساتھ اختیار کرنے کی کوشش کی اس کا انجام آپ نے دیکھ لیا ہے۔ میں سب سے اہم بات یہ کہنا چاہوں گی کہ جتنی قانون کی پاسداری راجہ بشارت صاحب کرتے ہیں اس کا مظاہرہ ہم سب نے دیکھ لیا ہے اور اس میں' میں بھی ایک شکار تھی۔ ان کی جمہوریت پسندی اور قانون کا احترام میں نے دیکھ لیا ہے۔ جس طرح ہمیں ٹرک کے اندر پھینکا گیا اور بدتمیزی کی گئی وہ سب نے دیکھا ہے۔ پولیس کے ایک آدمی نے مجھ سے بدتمیزی کی اور کہا کہ اس کو ٹرک میں پھینکو۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم مجھے ٹرک میں پھینکو گے تو پھر جو تمہارا یہاں پر حشر ہو گا وہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ جناب سپیکر، حکومتی بنچز پر بیٹھی ہوئی عورتیں کہہ رہی ہیں کہ اپوزیشن نے اپنی عورتوں کو ڈھال بنایا تو میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ٹھیک ہے یہ مرد ہماری ڈھال ہیں اور ہم ان کی ڈھال ہیں۔ اس میں کیا پریشانی ہے' کیا problem ہے؟ یہ ہمارے پارٹی ممبرز ہیں' ان کے ساتھ ہمیں ہر طرح کا share کرنے کا حق ہے۔ جہاں زیادتی ہو گی ہم ان کے ساتھ share کریں گی۔ جناب سپیکر! مجھے تو ان کے اوپر اقدام قتل کا مقدمہ کرنا چاہیے کہ مجھے اور فرزانہ راجہ کو ٹرک کے اوپر لٹکا کر ٹرک چلا دیا گیا۔

(حکومتی بنچز کی طرف سے "بہت افسوس کی بات ہے" کی آوازیں)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: واقعی بہت افسوس کی بات ہے۔ آپ کا guilty conscious بول رہا ہے۔ مجھے نظر آ رہا ہے' آپ مت دکھائیں اپنا guilty conscious' بہت ہو گیا۔

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں! کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ریکارڈ کی درستی کرنا چاہتی ہوں۔

میری بہن صبا صادق صاحبہ ڈاکٹر اجمل نیازی کا کالم پڑھیں۔ اس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ صبا صادق صاحبہ اس روز گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھیں اور اخبار نویسوں، فوٹو گرافرز کو کہہ رہی تھیں کہ پلیز میری فوٹو لے لیں۔ پھر اپنے ساتھیوں کو تنہا چھوڑ کر خود گھر چلی گئیں۔ اس وقت یہ ہاؤس کے فلور پر کھڑی ہو کر کہتی ہیں کہ میں ان جلی ہوئی بہنوں کی نمائندگی کر رہی ہوں، میں ان بہنوں کی نمائندگی کر رہی ہوں جو کہ غربت میں پھنس چکی ہیں۔ صبا صادق صاحبہ! پہلے مجھے یہ تو بتائیں کہ کیا آپ ان کا ساتھ دے سکتی ہیں؟ میری دوسری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ جو ابھی کہہ رہی ہیں کہ ہم اپنے مرد ممبران کی ڈھال ہیں۔ میں انھیں بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارے بھائی ہمیں کبھی ڈھال نہیں بناتے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ان کے بازو مضبوط ہیں۔ یہ انہی کے بھائی تھے جنھوں نے اپنی عورتوں کو ڈھال بنایا، انھیں استعمال کیا اور اخبارات میں تصاویر بنوائیں۔

(حکومتی بنچز کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

(اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ ادھر وزارت کی امیدوار میری بہنوں کا ٹولہ بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے ان سے دلی ہمدردی ہے۔ جناب والا، مجھے یہ بتایا جائے کہ جب میں ان کے بڑوں کے لئے "گو مشرف گو" کر رہی تھی تو مجھے دھکا مارنے کے لئے کس نے کس کو ڈھال بنا کر بھیجا تھا؟ کیوں ان سے برداشت نہیں ہوا کہ میں ان کے بڑے کو "گو مشرف گو" کہہ رہی ہوں؟ اس وقت اپنی خواتین ممبران کو کس نے ڈھال بنایا؟ میں نے کس کے ڈیڈی کو کہا تھا کہ جی جائیں اور ہمارا ملک خالی کریں؟ یہ غلط بات اس طرح نہ کریں۔ اگر انھوں نے اپنی goodwill show کرنی ہے تو اپنے اندر تبدیلی لائیں، اس طرح بات نہیں چلے گی۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ دھمکیوں سے یہ ایوان چلیں گے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی میں wind up کر رہی ہوں۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کہہ رہی

تھی کہ ہمیں ٹرک پر پوری طرح چڑھنے بھی نہیں دیا گیا اور ٹرک چلا دیا گیا۔ کیا میں بہت بڑی criminal ہوں؟ جب ہمیں خواتین پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تو دھکے دے کر lock up کے اندر دھکیل دیا گیا۔ ہمیں lock up میں کیوں دھکیلا گیا؟ ہمارا قصور کیا تھا؟ جناب سپیکر! ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم آئین کی بالا دستی کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم ایل ایف او کو نہیں مانتے۔ اس کے لئے اگر آپ ہمیں جیل میں بھی بھجوائیں گے تو ہم جانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ جو ظلم بھی کرنا چاہیں گے ہم وہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کے وزیر اعلیٰ صاحب انتہائی غیر ذمہ دارانہ بیان دیتے ہیں۔ ان کے اس رویے سے مجھے دلی دکھ ہوا۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے بارے میں بھی کوئی ایک بیان دے دیتے کہ ان بہنوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، اپنی کوئی goodwill show کر دیتے تو اس سے کیا فرق پڑتا تھا؟ اس کے برعکس وہ بیان دے رہے ہیں کہ جی ہم یہ نہیں ہونے دیں گے، ہم وہ نہیں ہونے دیں گے۔ تو جناب والا! اس طرح دھمکیوں سے ایوان نہیں چلتے۔ اگر آپ دھمکیوں سے ایوان چلانا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو شرمندگی کس چیز کی ہے، وہ آج ایوان میں کیوں نہیں آئے؟ وہ آج ایوان میں آ کر ہمیں show کرا دیتے کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں، وہ ایوان کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہم پر تو آپ بہت الزام لگاتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وہ انشاء اللہ آئیں گے۔ آج چونکہ وزیر اعظم صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں، اس لئے نہیں آ سکے۔ جی، رانا مشہود احمد صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مشتاق احمد کیانی صاحب! رانا مشہود صاحب کے بعد آپ کو وقت ملے گا اور پھر آپ کھل کر بات کریئے گا۔

رانا مشہود احمد خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے گزارش کروں گا کہ حکومتی بنچز کی طرف میری جو بہنیں کھڑی ہیں وہ بیٹھ جائیں اور جو بول رہی ہیں وہ چپ ہو جائیں تاکہ میں بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں وہ سن رہی ہیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! آج اس ہاؤس میں اس واقعے کی بات ہو رہی ہے جو میرے خیال میں اسمبلی کی تاریخ کا شرمناک ترین واقعہ شمار کیا جائے گا۔ ہم لوگوں کے خلاف جو کارروائی کی گئی، جو 27 نام جناب نے دیئے تھے میں ان کی جزئیات میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے باقی دوستوں نے اس کو بڑی اچھی طرح explain کیا ہے۔ میں اس بابت facts کی نشاندہی کروں گا۔ جناب نے اپنے حکم میں ان 27 ممبران کو Assembly sittings میں بیٹھنے سے abstain کیا تھا۔ آپ کے ساتھ اس حوالے سے جو میٹنگز ہوئیں، اخبارات کے اندر آپ کے جو بیانات شائع ہوئے، ان میں جناب نے categorically فرمایا تھا کہ آپ نے ہمیں Assembly sittings میں بیٹھنے سے abstain کیا ہے۔ اسمبلی چیمبرز میں آنے پر کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اب میں جناب سے ایک وضاحت چاہوں گا، وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں ان سے بھی وضاحت چاہوں گا کہ جب آپ کی طرف سے ایک بیان آ گیا کہ ہم نے صرف Assembly sittings میں ممبران کو بیٹھنے سے abstain کیا ہے، ہم نے اسمبلی چیمبرز میں آنے سے نہیں روکا تو آپ کی طرف سے اب تک ان پولیس افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے جنھوں نے ہمیں غیر قانونی طور پر روکا، جنھوں نے ہمیں illegaly detain کیا، جنھوں نے ہمیں illegaly اپنی custody میں رکھا؟ یہاں پر کہا گیا کہ ہمیں مل کر چلنا چاہیے، جمہوریت کی گاڑی کو مل کر چلانا چاہیے۔ جناب والا، مجھے تو یہاں مل کر چلنے والی بات نظر نہیں آ رہی۔ ہمیں تو یہاں کوئی مثبت پہلو نظر نہیں آ رہا۔ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب پر تشدد ہوا لیکن آج تک اس کا پرچہ درج نہیں ہو سکا۔ اسمبلی کے اندر اور باہر اتنا کچھ ہو گیا، ہم دو ہفتے کے بعد یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں لیکن اس پر حکومتی بنچز کی طرف سے کوئی نہیں بول رہا۔ بلکہ میں تو بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ جو رویہ ہمارے یہاں پر حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے ممبران کا ہے وہ انتہائی مایوس کن ہے۔ جناب سپیکر! ایک غلط بات کو غلط کہنے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ حوصلہ ہمارے اندر موجود ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ حوصلہ حکومتی بنچز کی طرف بیٹھے ہوئے ممبران میں بھی پیدا ہو جائے گا۔ جناب والا! ہم لوگ تین دن

تک اسمبلی چیمبرز میں آنے کی کوشش کرتے رہے، تین دن پولیس ہمیں اٹھا کر لے جاتی رہی جس کی ہمیں کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ چوتھے دن ہم لوگ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے پاس گئے۔ ہم ان کے نوٹس میں یہ بات لے کر آئے کہ جناب والا! آرڈر آپ کے سامنے ہے، اس کے اندر specifically یہ لکھا ہوا ہے کہ "They are abstained from sitting in the Assembly" تو ہمیں کس بات پر اسمبلی چیمبرز میں آنے سے روکا جا رہا ہے؟ میں یہ بات آج یہاں پر ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ چیف جسٹس صاحب نے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو فون کیا کہ فوری طور پر سپیکر صاحب سے رابطہ کریں اور ان کو یہ بات convey کریں کہ ان لوگوں کو آپ اسمبلی چیمبرز میں جانے سے نہیں روک سکتے۔ آپ انھیں اسمبلی چیمبرز میں جانے دیں۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے ہم کو یہ بتایا کہ سپیکر صاحب کا اپنا point of view بھی یہ ہے کہ میں نے ممبران کو اسمبلی چیمبرز میں آنے سے منع نہیں کیا۔ جناب والا! میں جس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پھر وہ کون سے ہاتھ ہیں جنھوں نے اس مسئلے کو اتنا اٹھایا؟ میں یہاں پر دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اپوزیشن نے نہیں اٹھایا۔ ہم ایک principle stand پر کھڑے تھے۔ یہاں پر اسمبلی میں جو بات بڑھی تھی وہ ہماری وجہ سے نہیں بڑھی تھی۔ میں اس ہاؤس میں categorically state کرتا ہوں کہ یہاں پر جو ہڑ بازی، ہنگامہ آرائی ہوئی تھی، اگر اسمبلی کی ریکارڈنگ، video آپ کے پاس موجود ہے تو چیک کریں حکومتی ارکان ادھر کھڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے یہاں سے دھکے مار کر ہماری خواتین کو نیچے پھینکا تھا۔ ہمارا پرچہ کہاں کٹا؟ جناب والا! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو کس بات پر اسمبلی سے out کیا جا رہا ہے۔ ہمیں ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ہم جمہوریت کی گاڑی کو نہیں چلنے دے رہے۔ ہم جمہوری روایات کو پنپنے نہیں دے رہے، تو میں جناب سے یہ پوچھوں گا کہ جمہوری روایات کیا ہیں؟ جمہوریت کیا ہے؟ ہم لوگ کس بات کی جدوجہد کر رہے ہیں؟ ہم اس بات کی جدوجہد کر رہے ہیں کہ جمہوریت کو اس کی اصل شکل میں بحال کیا جائے اور وہ اصل شکل میں بحال کیا ہے؟ جناب والا! یہاں پر ہمارا آئین تحفظ دیتا ہے۔ میں جناب کے سامنے صرف اس کا Preamble پڑھوں گا۔ Preamble میں سے ہی main چیزیں پڑھ لیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ ہم لوگ

حق پر کھڑے ہیں۔ جناب والا! Preamble کہتا ہے کہ،

"Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust."

Furthermore it says.

"Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people,"

جناب والا! یہاں پر اختیار chosen representatives of the people کے پاس ہے۔ اس کے بعد ہے کہ،

"Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah,"

I am going through only those parts which are applicable on us. After this

"Wherein shall be guaranteed fundamental rights, including equality of status, of opportunity and before law, social, economic and political justice, and freedom of thought, expression, belief, faith, worship and association, subject to law and public morality."

Sir, it also says

"Now, therefore, we, the people of Pakistan.

Cognisant of the sacrifices made by the people in the cause of

Pakistan,

Faithful to the declaration made by the Founder of Pakistan, Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah, that Pakistan would be a democratic State based on Islamic principles of social justice.

Dedicated to the preservation of democracy achieved by the unremitting struggle of the people against oppression and tyranny."

Now, I am talking of "oppression and tyranny". In this regard, Article 7 of the Constitution is very much clear. It says

> "7 In this Part, unless the context otherwise requires, "the State", means the Federal Government, a Provincial Government, a Provincial Assembly, and such local or other authorities in Pakistan as are by law empowered to impose any tax or cess."

جناب والا! یہاں پر اختیار پارلیمنٹ کے پاس ہے۔ ہم جدوجہد کر رہے ہیں کہ پارلیمنٹ کو اپنے خیالات، اپنے اختیارات اور اپنے فیصلوں میں آزاد ہونا چاہیے۔ جنرل مشرف جو پاکستان کا صدر بنا ہوا ہے۔ آئین کے اندر آرٹیکل 41 is very much clear جناب والا! آرٹیکل 41 کیا کہتا ہے؟ میں جناب کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں۔

آوازیں: پڑھا ہوا ہے۔

رانا مشہود احمد خان: پڑھا ہوتا تو آپ آج یہ باتیں نہ کر رہے ہوتے۔

Article 41 of the Constitution is very much clear which says

41 The President

> "(1) There shall be a President of Pakistan who shall be the Head of State and shall represent the unity of the

Republic.

(2) A person shall not be qualified for election as President unless he is a Muslim of not less than forty-five years of age and is qualified to be elected as member of the National Assembly."

اب آرٹیکل 63 کے اندر کلاز (d),(e) and (f) that are very much clear

63 (1) A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament), if--

(d) he holds an office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder, or

(e) he is in the service of any statutory body or any body which is owned or controlled by the Government or in which the Government has a controlling share or interest, or

(f) being a citizen of Pakistan by virtue of section 14B of the Pakistan Citizenship Act, 1951 (II of 1951), he is for the time being disqualified under any law in force in Azad Jammu and Kashmir from being elected as a member of the Legislative Assembly of Azad Jammu and Kashmir;"

جنرل مشرف ان clauses کے اوپر پورا نہیں اترتے، اور وہ صدر بننے کے لائق نہیں ہیں۔ اب یہاں پر جو ہم بات کر رہے ہیں کہ جنرل صاحب نے سپریم کورٹ سے ظفر علی شاہ کیس کے اندر تین سال کا ٹائم لیا۔۔۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! چند لمحے پہلے ملک صاحب نے بہت ہی صحیح بات کی تھی کہ اگر ہم تحریک استحقاق کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو انھیں اپنے آپ کو تحریک استحقاق تک محدود رکھنا چاہیے۔ اب یہاں پر صدر صاحب کی qualifications اور disqualifications کے بارے میں سب کو پتا ہے۔ جب میں جواب دوں گا تو بتاؤں گا کہ qualifications اور disqualifications کیا ہوتی ہیں؟ اس لئے آپ اپنے استحقاق کی بات کریں ساڑھے آٹھ بج گئے ہیں ہم نے بھی بات کرنی ہے، باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔ اگر آئین پڑھنا شروع کر دیں گے تو اس طرح بات ختم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

رانا مشہود احمد خان، جناب والا! میں بالکل wind up کرتا ہوں۔ میں ظفر علی شاہ کیس کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ اس کے اندر that was very specifically written۔ میرے محترم راجہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ وہ جواب دیں گے۔ جناب والا! آج اس پورے ہاؤس میں جو بات ہو رہی ہے جو بات ہر جگہ پر ہو رہی ہے۔ وہ بات کیا ہو رہی ہے کہ اپوزیشن اسمبلیاں نہیں چلنے دے رہی اور اگر اسمبلیاں ٹوٹیں تو اپوزیشن کی وجہ سے ٹوٹیں گی۔ تو آج میں یہ بات ریکارڈ پر لے کر آنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ ہیں جو جمہوریت کی بات کر رہے ہیں، ہم لوگ ہیں جو جمہوریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم اصل جمہوریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ میں اس لئے سارے پوائنٹ جناب کے اور سارے دوستوں کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تاکہ تصویر کا اصل رخ نکل کر ان کے سامنے آ جائے۔ جناب والا! سپریم کورٹ کے فل بنچ نے جس میں انھوں نے جنرل مشرف کو ڈیمو کریسی کی بحالی کے لئے تین سال کا ٹائم دیا تھا۔ اس میں very specifically it was written اس کے پیرا "J" میں

"That it is never safe to confer unfettered power on the person who was holding the reins of the affairs of the country as "Power

corrupts and absolute power corrupts absolutely "

اب یہاں پر ہو کیا رہا ہے کہ absolute power ایک فرد واحد کے ہاتھ میں دی جا رہی ہے۔ جس پر سپریم کورٹ نے خود کہا ہے کہ absolute powers کسی ایک فرد واحد کے ہاتھ میں نہیں ہو سکتیں۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اس میں یہ بات explain کی ہے کہ when three years are finished تو پھر اسمبلیوں کے پاس powers ہوں گی۔ جناب والا! مجھے تو اپنے ان دوستوں پر دکھ ہوتا ہے کہ یہ لوگ جمہوریت کے صحیح اختیارات کو enjoy نہیں کر رہے۔ یہ ایک ایسے شخص کے حامی بن رہے ہیں جس نے ان کی powers پر ڈکیتی کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ، مہربانی۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میں بالکل ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔ جناب والا! میں یہ بات جناب کے سامنے لے کر آنا چاہتا تھا کہ جمہوریت کی گاڑی چلنے کون نہیں دے رہا؟ ہماری جو جدوجہد تھی، ہمیں جو پکڑا گیا، ہمیں جو اسمبلیوں میں نہیں آنے دیا گیا وہ کون سے پوشیدہ ہاتھ ہیں ان کی نشاندہی جناب نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ آجاسم شریف ہمارے ایم پی اے ہیں۔ ہم ان کے کیس میں جاتے رہے۔ میں یہ چیزیں جناب کے سامنے لے کر آنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں سامنے آئیں تاکہ یہ تاریخ کا حصہ بنیں۔ ایک ایم پی اے جس کے خلاف جو پرچہ کٹا وہ ساری bailable offences تھیں۔ ہونا کیا چاہیے تھا کہ ہم وہاں پر جاتے اور surety bonds submit کراتے اور اسے bail پر باہر لے آتے۔ وہاں پر جج صاحب نے open court میں بیٹھ کر کہا کہ مجھ پر بہت پریشر ہے اس لئے میں یہ bail نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد bail reject ہوئی۔ ہمیں ایڈیشنل سیشن جج کے پاس bail move کرنا پڑی اور بجائے یہ کہ اس ایم پی اے کو، جس کے آرڈرز ہوئے تھے، اسے کوٹ لکھپت جیل بھیجا جائے، اسے اٹھا کر سرگودھا جیل میں شفٹ کر دیا گیا۔ تو

جناب والا! ہر جگہ پر ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہر جگہ ہمارے استحقاق پر چوٹ لگی ہے۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر اپنے ساتھیوں سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ خدا را! عقل کرنا آپ کا کام ہے۔ ہم لوگ حق بات پر کھڑے ہیں' ہمارا ساتھ دیں اور جمہوریت کی گاڑی کو رواں دواں کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ مہربانی۔ جناب مشتاق احمد کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب والا! میں تو suggestions دینا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، جی' suggestions دیں' کونسی دینا چاہتے ہیں؟

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب والا! جب دونوں طرف سے ہماری بہنیں کھڑی ہوتی ہیں تو یہ لڑائی شروع کر دیتی ہیں۔ میں ایک light mode میں suggestion دے رہا تھا کہ قدسیہ کو بٹھائیں اور ہم نماز کا وقفہ کریں اور یہ خود اپنے problems sort out کر لیں۔ میری سب بہنوں سے گزارش ہے کہ اپنی مخالفت کی باتیں نہ کریں اور ایک دوسرے سے لڑائی مت کریں۔ ہم نے بہت لڑائی دیکھ لی اب ہمت نہیں ہے کہ وہ تماشے دیکھیں جو 26 اور 27 تاریخ کو ہوئے۔ عورتیں لڑ رہی ہیں ہم نے کوئی اچھی بات نہیں کی۔ میں تو زیادہ باتیں اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ سب نے کر لی ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ بہت بری بات ہوئی ہے ہمارے اپوزیشن والے دوست یہ realise کرتے ہیں کہ we also realise This should not have happened and it should never happen This is a very august House and it is a very honourable place.

ہمارے عوام نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ہم ان کے مسائل حل کریں۔ ہمارے لوگوں کو پانی نہیں مل رہا' کسی کے پاس بجلی نہیں ہے' بچوں کی نوکریاں نہیں ہیں اور ہم یہاں پر اپنے استحقاق کے لئے دس دس گھنٹے لڑائیاں کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے ایسا نہ کریں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے' ضرور ہوا ہے

لیکن اتنی لمبی تقریروں سے ہمیں کیا ملے گا؟ ہم نے مان لیا ہے۔ اب آپ اس کو ختم کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ نیئر مرتضیٰ صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہوں گی۔ جناب والا! ابھی میری ایک بہن نے بات کی' میں اس کا جواب نہیں دے رہی۔ یہاں پر good gesture اور goodwill کی بات ہوئی ہے۔ میں آج بھی اسی پر پابند ہوں۔ ہماری پارٹی کا' ہمارے اپوزیشن لیڈر کا یہ فیصلہ ہے اور میں اس فیصلے کی پابند ہوں۔ جناب یہاں بات ہوئی فوٹو گرافرز کو دیکھ کر اپوزیشن والوں نے یہ کارروائیاں کیں۔ مان لیا' کیونکہ پولیٹیکل ورکرز کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ جناب والا! اس دن جو پریس والوں کے ساتھ سلوک ہوا پریس والوں کے اوپر جو ظلم و تشدد ہوا اس کی بات کو یہاں کیوں ریکارڈ میں نہیں لایا گیا۔ فوٹو گرافرز کو کون سے پولیٹیکل تمغوں کی ضرورت تھی۔ تو جناب میں ان کا ریکارڈ درست کرنا چاہتی تھی۔ پولیٹیکل ورکرز پر انہوں نے بات کی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں اس شعر سے شروع کروں گی کہ

یزید وقت سے کہہ دو تیرے ارمان تھوڑے ہیں
مجاہد بہت زیادہ ہیں تیرے زندان تھوڑے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے تو آپ کی بے بسی پر افسوس ہوتا ہے کہ آپ اتنے بے بس تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک گھر کا جو مالک ہوتا ہے وہ گھر کے افراد کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اگر ایک گھر کا مالک گھر کے افراد کو تحفظ فراہم نہ کر سکے تو اسے کیا کہتے ہیں کہ مالک اتنا نا اہل ہے یا اتنا بے بس ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی موجودگی میں اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو اور اسمبلی کے' پارلیمنٹ کے ممبروں کو arrest کرکے تھانوں میں بند کر دیا تو میرا خیال ہے کہ اس سے بڑی کوئی اور بات افسوس کی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں تیسری دفعہ صوبائی اسمبلی کی ممبر

بنی ہوں اس دفعہ پارلیمنٹ میں جو کچھ ہوا آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی پارلیمنٹ کے ممبر کو اجلاس کے دوران گرفتار کیا گیا ہو۔ جناب سپیکر! ہم پر تو یہ الزام ہے کہ ہم نے شور مچایا' آپ کے تو منسٹر ڈیسکوں کے اوپر چڑھ کر ڈانس کر رہے تھے ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ چار پانچ دنوں کے دوران جتنی پولیس یہاں پر اکٹھی کی گئی' میں راجہ بشارت کی خدمت میں عرض کروں گی کہ کاش اس سے ایک گنا پولیس اس بیوہ عورت کے گھر بھیج دی جاتی جس کی میں نے اس فلور پر کھڑے ہو کر درخواست کی تھی کہ میرے ایک عزیز کو' میرے ایک سگے بھانجے کو قتل کیا گیا لیکن جناب اس جگہ پر تو آپ بڑے بے بس نظر آتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبروں کو پکڑنے کے لئے تو آپ پورے لاہور کی پولیس بلا لیتے ہیں۔ ایک بیوہ عورت کے بچے کو جو سر عام قتل کیا گیا اس کے گھر آپ چار بندے پولیس کے بھیج کر اس کو گرفتار نہیں کرا سکے۔ یہ تو آپ کا قانون ہے اور یہ آپ کی جمہوریت ہے جس کا آپ بہت دعویٰ کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ایک دفعہ نہیں بلکہ دس مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لاء منسٹر صاحب کو ملی' لیکن لاء منسٹر صاحب تو اتنے بے بس ہیں کہ یہ کچھ بھی نہ کر سکے۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ اوپر والی ذات جب بدلہ لینے آتی ہے تو وہ ضرور بدلہ لے لیتی ہے۔ جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب نے پولیس کو پوری اسمبلی کے گرد جمع کیا ہوا تھا۔ اس سے تو ایسے لگتا تھا جیسے بہت بڑے دہشت گرد یہاں اکٹھے ہوئے ہیں جن کو پولیس پکڑنے کے لئے آئی ہوئی ہے۔ جناب والا! انتہائی شرم کی بات ہے کہ خواتین جو اس اسمبلی کی ممبر تھیں' ہمیں جس برے طریقے سے مردانہ پولیس نے دھکے دے کر ٹرکوں میں پھینکا وہ شرم کی بات ہے' سارے منسٹروں کے لئے بھی جو بہت خوشی سے اس بات کو سن رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو چاہئے تھا آپ ہم سے اس بات پر ہمدردی کا اظہار کرتے نہ کہ اس پر خوشی کا اظہار کرتے' ہم آپ کے ساتھی ہیں۔ ایک بات ذہن میں رکھیئے کہ آج یہ سلوک ہمارے ساتھ ہوا ہے کل یہ سلوک آپ کے ساتھ بھی ہو گا۔ لیکن خیر آپ لوگ تو پارٹیاں بدلنے کے عادی ہیں کل آپ پھر دوبارہ حکومتی پارٹی میں شامل ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بات عرض کروں گی کہ نہ تو مار

سے اور نہ جیلوں سے ہمیں ڈرایا جا سکتا ہے ہمارا تعلق اس پارٹی سے ہے جس کے قائد نے عوام کے لئے پھانسی کا پھندا قبول کیا تھا لیکن جھکا نہیں تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ صغیرہ اسلام: ہم کارکن ہیں اس قائد کے جس نے جمہوریت کی شمع کے لئے اپنی ہی جان کا نذرانہ نہیں دیا تھا بلکہ اس کے لئے اس کے پروانے بھی زندہ جل گئے تھے۔ برصغیر کی تاریخ گواہ ہے کہ آج تک دنیا میں ایسا لیڈر ہی پیدا نہیں ہوا۔ آپ کس کے کارکنوں کو ڈراتے ہیں؟ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن نہ کبھی کسی سے ڈرے ہیں نہ جھکے ہیں۔ جب تک پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک کارکن بھی زندہ ہے اس وقت تک ہم جمہوریت کے لئے لڑتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ مہربانی۔ جناب جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال دین ڈھکو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ شکریہ جناب سپیکر! آج میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یہ یقین آ رہا ہے کہ اسمبلی کے حالات بہتر ہوں گے اور آج اطمینان بخش صورت حال رہی ہے۔ میں اس بارے میں ایک دو گزارشات کروں گا۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ جب جمہوریت آتی ہے تو ہم سب یہ خیال کرتے ہیں، ہمارے دل میں ہوتا ہے اور ہم باتیں کرتے ہیں کہ جمہوریت مستحکم ہو اور جب ہم ایوانوں کے اندر آتے ہیں تو مچھلی منڈی بنا دیتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا جب دوستی اور تعاون کا ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ بڑھایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ افہام و تفہیم کی فضا میں اور دوستی اور تعاون کی فضا میں باتیں ہو رہی ہیں تو پھر جمہوریت میں پچھلی باتیں اور تلخیاں بھول جانی چاہئیں۔ اگر بار بار پچھلی باتیں کرتے رہے تو پھر تلخیاں بڑھیں گی میری گزارش ہے کہ پچھلی باتیں چھوڑ دیں اور آئندہ اس ایوان کو چلائیں اور جمہوریت کو مستحکم کریں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ یہ پڑھی لکھی اسمبلی ہے، یہ گریجویٹ اسمبلی ہے، اسے سمجھانے کی مزید ضرورت نہیں ہے۔ میں اس ضمن میں اپوزیشن کو گزارش کروں گا کہ تنقید برائے تنقید نہ کریں بلکہ تعمیری تنقید کریں اور

حکومتی بنچوں سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اپوزیشن کے وجود کو تسلیم کریں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ پچھلی باتیں اور پچھلی تلخیاں اگر دہراتے رہے' بار بار پھر یہ کہتے رہے کہ میرے ساتھ یہ ہوا جی میرے ساتھ یہ ہوا تو پھر اس طرح سے ایوان کا چلنا مشکل ہو جائے گا۔ تو آپ مہربانی کریں اگر آپ اس ادارے کو مستحکم بنانا چاہتے ہیں تو ازراہ کرم اس کو مستحکم بنائیں ورنہ پھر میں آخری مصرعہ پڑھتا ہوں کہ:

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب شیخ امجد عزیز صاحب!

شیخ امجد عزیز: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ ساری باتیں تفصیل سے ہو چکی ہیں۔ جناب سپیکر 27،28 اور 29 تاریخ کو جو ہمارے ساتھ ہوا اور خاص طور پر جو میرے ساتھ ہوا۔ تشدد کا شدید نشانہ بنایا گیا۔ مکوں اور تھپڑوں سے جو میری حالت کی گئی اور جس طرح میرے کپڑے پھاڑے گئے وہ سارے "جیو نیلی ویژن" پر سارا دن چلتے رہے اور سارے قومی پریس میں اس کو دکھایا گیا۔ میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح بہت سی باتیں یہاں پر ہوئیں محبتوں کی بھی باتیں یہاں پر ہو رہی ہیں تو ہمیں پرانے واقعات کو example بنا کر نئی بات خراب نہیں کرنی چاہیے۔ اگر آج کچھ اچھا ہو سکتا ہے تو اس اچھے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ میں ایک واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں قائد ایوان جناب پرویز الہیٰ صاحب کو کہ جب ان کی خواتین ، گھر کی خواتین جو ہماری بہنیں ہیں' ہماری مائیں ہیں جو ہمارے لئے بہت مقدس ہستی ہیں۔ جب وہ یہاں پر احتجاج کر رہی تھیں تو جب ان کے ساتھ زیادتی ہوئی تو پرویز الہیٰ صاحب کا دل کیا کر رہا تھا؟ اسی ہاؤس میں یہاں پر پرویز الہیٰ صاحب جب سپیکر صاحب کا مائیک چھین رہے تھے اس وقت ان کا کیا حال تھا؟ کیا اس وقت یہ سب کچھ وہاں پر ہوا؟ آج ساری example کو ختم کرتے ہوئے نئی جہتوں کی طرف چلنا چاہئے جو ممبروں کے ساتھ باہر جس طریقے سے ایس ایس پی نے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

شیخ امجد عزیز: ایس۔ پی کینٹ نے' ایس۔ پی ماڈل ٹاؤن نے اور ایس۔ پی صدر نے اور جو

سارے علاقے کے اور پورے لاہور کے ایس۔ ایچ۔ اوز نے ہمارے ساتھ رویہ روا رکھا اس کی ساری فلم اور ساری چیزیں محفوظ ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اس کو دیکھئے اور دیکھنے کے بعد فیصلہ کیجئے کہ ایسا کسی بہت بڑے criminal کے ساتھ نہیں ہوتا جو آپ اپنے ہاؤس کے ایسے نمائندوں کے ساتھ جن کی مائیں بہنیں ابھی بھی گھر سے باہر نکلتے وقت ان کے کان کے پیچھے شاید کالا ٹکا لگاتی ہوں کہ ان کو نظر بد سے خدا بچائے' ان کے ساتھ یہاں پر پولیس نے جس طرح بے رحمانہ تشدد کیا اور جس طرح میں اپنے دوستوں کا موقف سن رہا ہوں آپ کے سامنے یہ مثال ہے اور آپ اس بات کے سب سے بڑے گواہ ہیں کہ جناب اسلم اقبال صاحب کے لئے سب سے پہلے تحریک استحقاق دینے والا میں تھا۔ میں نے ان کے لئے 10 مرتبہ تحریک استحقاق دی کہ ہمارے ایک ایم پی اے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ وہ چاہے کسی بھی benches پر بیٹھا ہو اور چاہے کچھ بھی ہو۔ آپ نے اس تحریک کو بہت مرتبہ reject کیا اور آخر میں مجھے یہ لکھ کر دے دیا گیا کہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے پا گیا ہے۔ اس کے باوجود ہم ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے رہے کہ ہمارے ممبرز کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ وہ کہیں بھی بیٹھے ہوں ہم ان کے ساتھ محبت اور پیار کا رویہ رکھنا چاہتے ہیں لیکن یہی دوست جب گورنمنٹ میں بیٹھ کر ہمارے ساتھ یہ رویہ اختیار کرتے ہیں کہ ایس۔پی ہماری ماؤں اور بہنوں کی باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں غلط طریقے سے اشارے کنائے کرتے ہیں تو جناب عالی! پھر یہ ہاؤس کس طرح چلیں گے۔ یہ ہاؤس اس وقت تک چل نہیں سکتے جب تک ہمیں tolerance نہیں دکھائی جائے گی۔ جناب والا! 27 تاریخ سے 30 تاریخ تک یہاں جو پولیس گردی ہوئی ہے میں آپ کو ایک بہت چھوٹی سی بات بتاتا ہوں۔ ہمارے محلے میں پنجابی کا ایک شاعر ہے جو فی البدیہہ شعر کہتا ہے۔ اس نے بڑی خوب صورت بات کی۔ وہ کہتا ہے:

پولیس نوں آکھاں رشوت خور تے فائدہ کیہہ
فیر جے کردا پھراں ٹکور تے فائدہ کیہہ

وہ کہتا ہے کہ اگر تم نے پولیس کو یہ کہہ کر آخر میں "ٹکور" ہی کرنی ہے اور تمہارا کچھ نہیں بننا تو پھر ان باتوں کا کیا فائدہ ہے۔ جناب عالی! آپ کو' اس حکومت کو'

وزیراعلیٰ کو' راجہ بشارت صاحب کو دیکھنا چاہئے اور پرانی ساری باتوں کو بھولتے ہوئے نئے راستوں کی طرف چلنا چاہئے۔ ایک مثال بنانی چاہئے کہ پولیس کے جس جس ملازم نے ان خوب صورت' پیارے اور جمہوریت کے پروانوں کے ساتھ زیادتی کی ہے ان کو عبرت کا نشان بنا دیں۔ آج آپ انہیں عبرت کا نشان بنائیں گے کل آپ کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور اگر آج آپ ان کے ساتھ اظہاریکجہتی کر کے ان کو push کریں گے تو آپ کا نام جن الفاظ میں لکھا جائے گا وہ آپ کے سامنے ہے۔ چونکہ آخر میں شعر پڑھنے کی روایت پڑ گئی ہے لہذا میں اپنی بات ایک شعر پڑھ کر ختم کروں گا۔

اب ٹوٹ گریں گی زنجیریں اب زندانوں کی خیر نہیں
جو دریا جھوم کے اٹھے ہیں تنکوں سے نہ ٹالے جائیں گے

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ پروین گل صاحبہ!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب محمد نواز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد نواز: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق تو نہیں آئی لیکن میں اس کے لئے صرف دو منٹ کے لئے ایک قطعہ پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے کوئی تحریک استحقاق نہیں آئی ہذا میں آپ کو بعد میں ٹائم دے دوں گا۔ جن کی تحاریک ہیں انہیں پہلے بات کر لینے دیں۔

جناب محمد نواز: جناب! چھوٹا سا قطعہ ہے اس میں نہ تو ایل ایف او شامل ہے اور نہ ہی کوئی اور بات ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! میں آپ کو ٹائم دوں گا' آپ تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی' محترمہ پروین گل صاحبہ!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ان کی شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی بات ہو رہی ہے۔ اس وقت تک جتنی باتیں ہوئی ہیں ان کا نہ سر ہے اور نہ پاؤں ہے۔ یہی

بات کہی جا رہی ہے کہ راجہ بشارت صاحب نہیں ملتے۔ اس کے لئے ہم نے انہیں کہا ہے کہ وہ سارا ٹائم اسمبلی میں رہتے ہیں یا دفتر میں رہتے ہیں یا اپنے گھر پر ہوتے ہیں۔ اب پتا نہیں ہمارے معزز ین انہیں کہاں ڈھونڈنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ مہربانی جی' چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی' مخدوم صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات، شکریہ' جناب سپیکر! اس ایوان کا ریکارڈ گواہ ہے کہ اپوزیشن کو بات کرنے کا زیادہ سے زیادہ ٹائم دیا گیا ہے۔ اس دن بھی جب بحث شروع ہوئی تو پہلے قائد ایوان کو بولنا تھا مگر وہ موجود نہیں تھے تو قائد حزب اختلاف کو ٹائم دے دیا گیا۔ انہوں نے اپنی تقریر کی۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ کے behalf پر جب راجہ بشارت صاحب بولنا چاہتے تھے تو یہاں پر شور و غل ہو گیا۔ میں بھی اس طرف چلا گیا تو قاسم ضیاء صاحب نے کہا کہ جناب! اب کسی گاڑی پر جھنڈا نہیں لہرانے دیں گے۔ اب یہ کھیل نہیں چلے گا۔ اب یہ کھیل ختم کریں گے تو یہ خود پرو گرام بنا کر آئے تھے کہ ہلڑ بازی کریں گے۔

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! انہیں بات کر لینے دیں۔ بعد میں آپ کو سنوں گا۔

وزیر تحفظ ماحولیات، یہ تہیہ کر کے آئے تھے کہ ہم اس ایوان کے کاروبار کو نہیں چلنے دیں گے۔ یہ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں؟ یہ جمہوریت کے کون سے سٹینڈرڈز اور لیڈرز کو symbols بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے یاد ہے وہ شام کہ جہاز اڑا ہے منیلا سے اور اتر رہا ہے اسلام آباد۔ اس وقت کے وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو صاحب اس میں تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف صاحب بیٹھے تھے۔ ایک دوسرے کی تعریفیں کر رہے تھے کہ بہت اچھا دورہ ہوا۔ جونہی جہاز اسلام آباد کے ایئر پورٹ پر اترتا ہے۔ وزیراعظم پریس کانفرنس کر رہے ہیں ساتھ میاں نواز شریف بیٹھے ہیں۔ کسی نے ان کے کان میں آ کر کھسر پھسر کی کہ جناب! اسمبلیاں توڑ دی گئی ہیں آپ فوری ایوان صدر پہنچیں

تو وہی ان کے لیڈر ایک دم سے فوجی لیڈر کی گود میں بیٹھ گئے اور اسمبلیاں تڑوا بیٹھے اور کہا کہ بالکل اچھا ہوا ہے حالانکہ گیارہ سال کے بعد جب مارشل لاء کا دور ختم ہوا تھا تو میاں نواز شریف صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ بھی جمہوری بنتے لیکن وہ اس وقت کے فوجی حکمران کی گود میں بیٹھ گئے۔ میاں نواز شریف صاحب کا پورا ریکارڈ ہے کہ کن کن موقعوں پر انہوں نے کیا کیا جمہوری اقدامات کئے۔ 1997 کے الیکشن میں جب وہ جیت کر آئے انہیں جعلی مینڈیٹ دیا گیا (قطع کلامیاں) انہوں نے آئین کی دھجیاں بکھیریں، سپریم کورٹ پر حملہ کرایا حالانکہ ان کے پاس absolute majority تھی۔ اس وقت کے صدر کو چلتا کیا، فوج کے دو سربراہوں کو بدلنے کی کوشش کی، انہوں نے ہر چیز کو بلڈوز کیا۔ آج یہ انہیں symbol بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ یہ کون سی جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور یہ اپنا کون سا سٹینڈر بتا رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، پلیز تشریف رکھیں۔ چلنے دیں۔ مختصر کریں آپ۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب والا! اس وقت مختصر یہ ہے کہ ان لوگوں نے اٹھ کر آپ کی سیٹ پر حملہ کیا تھا۔ یہ تمام بھائی اور بہنیں اس بات سے اتفاق کریں گی کہ اگر ہمارے گھر پر حملہ ہو جائے۔ ماں بہن ہو تو اس پر اگر غنڈے حملہ کر دیں تو کیا ہم اپنی جان نہیں لڑائیں گے؟ سپیکر ایک symbol ہوتا ہے، کسی ملک کا وزیراعظم ایک symbol ہے اور صدر ایک symbol ہے۔ اگر کوئی بھی اس پر حملہ آور ہوگا تو پوری قوم اٹھ کھڑی ہوتی ہے، پورا ہاؤس بھی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس طرح ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے سپیکر صاحب کی سیٹ کو defend کیا اور اس کے بعد جب آپ نے یہ آرڈر پاس کیا کہ یہ لوگ اسمبلی میں نہیں آ سکتے۔ باقی لوگوں کو کھلی چھٹی تھی وہ یہاں پر آئے، بیٹھے اور negotiation ہوتی رہی۔

(ایک لیڈی ممبر کے موبائل فون پر Bells بجنے لگیں)

جناب سپیکر، محترمہ! پلیز موبائل فون بند کر دیں۔ بات کرنی ہے تو باہر تشریف لے جائیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! جو حالات پیدا ہوئے تو اس کی ذمہ دار خود اپوزیشن ہے۔

جناب سپیکر: جی' مخدوم صاحب! مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی' قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: شکریہ' سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی موصوف کی اس بات کو' جو انہوں نے کہا کہ میں وہاں گیا اور قاسم ضیاء صاحب نے کہا کہ جھنڈے نہیں لہرائیں گے اور گاڑیاں نہیں چلیں گی۔ ہم نے جمہوریت کی اس گاڑی کو روکنے کا کبھی نہیں کہا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم مزید ایک گھنٹے کے لئے extend کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف: دوسرا میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے موصوف بھائی نے بڑی اچھی بات کی کہ اگر گھر پر کوئی حملہ آور ہو تو اسے روکنا چاہئے لیکن میں اس ڈاکو کا کیا کروں جس نے اپنے گھر میں ڈاکہ ڈالا اور پارٹی کے ووٹ لے کر دوسری طرف بھاگ گیا۔(قطع کلامیاں) جناب سپیکر! یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو یہ جس پارٹی کے ووٹوں سے اور عوام کے تعاون سے جیت کر آئے تھے ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے آج کون ہیں؟ آج یہ اس جمہوریت کی گاڑی کو کس طرح چلانا چاہتے ہیں؟ میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا میں self explanation دینا چاہتا تھا اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو معاملہ یہاں ہوا اس کا تمام ریکارڈ موجود ہے۔ اس بحث میں جانا' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جیو پروگرام میں ثابت ہو چکا ہے اور ہمارے بھائی مان چکے ہیں کہ کس طرح یہ شروع ہوا تھا۔ اس میں ہمیں نہیں جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: قاسم ضیاء صاحب میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ تحاریک استحقاق اپوزیشن کی طرف سے ہیں اور پہلے ایک گھنٹہ وقت بڑھایا تھا' اب مزید ایک گھنٹہ بڑھا دیا ہے۔ آپ کے چار پانچ ساتھی اور ہیں جنھوں نے بات کرنی ہے۔ میرے خیال میں کافی بات ہو چکی ہے۔ اب لاء منسٹر صاحب کو موقع دیتے ہیں۔ اس کے بعد تین چار اور بھی تحاریک استحقاق ہیں۔ جیسے وٹو صاحب کی ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب دو دو منٹ بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی' میاں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! شکریہ۔ آج دوسرا دن ہے۔ پہلے جب رانا ثناء اللہ صاحب کی تحریک استحقاق آئی تھی' اس دن آپ نے بڑی فیاضی اور دلیری سے سب لوگوں کو سنا اور آج دوسرا دن ہے کہ آپ صبح سے بڑی فیاضی اور دلیری سے پوری اپوزیشن کو بڑی خوشی کے ساتھ سن رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر 26 تاریخ کو ایسا ہی ماحول رکھا جاتا تو یقیناً جو بعد میں ساری ڈویلپمنٹ ہوئی وہ نہ ہوتی۔ 26 تاریخ کو جو کچھ بھی ہوا' مجھے یہ اعتراض نہیں کہ میں کیوں پکڑا گیا۔ میں سارے دن پکڑا جاتا رہا ہوں۔ مجھے ایک پولیس والے نے کہا کہ آپ چلے جائیں تو میں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے رول کی وجہ سے نہیں اپنے نام کی وجہ سے پکڑے گئے ہیں۔ مجھی ڈبنا بیٹا اے۔ پہلے دن پھڑے گئے آں تے روز اپنے آپ نوں گرفتاری لئی پیش کردے رہے آں تاکہ گروپ وچ بھیڑ سے نہ پینے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو immunity from arrest ہے۔ وہ پارلیمنٹیرینز' ایمبیڈرز اور تیسرا برطانیہ میں بیرسٹر کو دیتے ہیں۔ لیکن جس طرح اسے پامال کیا گیا۔

جیویں نظام دین نے آکھیا سی کہ بیگووال اڈے توں جامناں نوں لون لگدا اے' لاری وچ ساڈوں روز اینویں لئی جاندے سی جیویں جامناں نوں لون لگدا اے۔ تے جیہڑی ساڈی تحریک استحقاق پیش کیتی گئی اے اینوں کمیٹی دے سپرد کیتا جاوے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف، جناب سپیکر! میں بار بار وہ واقعات نہیں دہراؤں گا جو میرے باقی ساتھیوں نے بتا دیئے ہیں۔ لیکن میں صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ پنجاب اسمبلی بنی ہے' اتنے اچھے ماحول میں یہاں پر کام ہو رہا تھا اور دوسرے صوبوں سے زیادہ قانون سازی بھی ہوئی ہے۔ ہم کسی سے کوئی dictation لے کر نہیں آتے۔ میں یہ بات آپ کو بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ہمارے رویے آپ لوگوں کے رویوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے راجہ صاحب آج کل شعر پڑھ رہے ہیں' مجھے بھی یاد آرہا ہے کہ،

وفا کرو گے وفا کریں گے
جفا کرو گے جفا کریں گے
ہم آدمی ہیں تمہارے جیسے
جو تم کرو گے وہ ہم کریں گے

رہی رانا صاحب کے قانون کو ڈھونڈنے کی بات تو جب سڑکوں پر قانون کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہوں تو پھر قانون کا منہ چھپا لینا ہی بہتر ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

ڈاکٹر اسد اشرف، مجھے تھوڑی سی بات کرنے دیں کہ آج کا جو ماحول ہے۔ اس پر آپ کو' حکومتی بنچوں اور اپوزیشن کو بھی مبارک ہو کہ جو اتنے صبر و تحمل سے چھ گھنٹے سے ہماری بات سن رہے ہیں اور اپنی بھی سنا رہے ہیں اور کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہو رہی۔ آپ یہ محسوس کریں کہ کون سی فورسز ہیں کہ جن کا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ فورسز وہ تو نہیں ہیں جو ٹی وی پر آ کر یہ کہیں گی کہ "میرے عزیز ہم وطنو" اور آپ کی حکومت کے خلاف ایف آئی آر کا مواد اکٹھا کر رہی ہیں اور آپ لوگوں کو بلیک میل کر رہی ہیں کہ آپ لوگ ان کے پیچھے ایل ایف او کے لئے stand کریں اور وہ سلوک نہ کریں جو آپ نے اپنے قائد لیگ کے قائد کے ساتھ کیا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب شیخ تنویر احمد صاحب!

شیخ تنویر احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ آپ نے معزز ممبران' جن کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں' ان کو سنا ہے۔ انھوں نے آپ کے گوش گزار کیا۔ بات جہاں سے شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک قرارداد جو رانا صاحب لانا چاہ رہے تھے۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ایل ایف او کے بارے میں اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح کوئی قادیانی مذہبی شناخت کے خانے میں اپنے آپ کو مسلمان لکھ دے تو وہ مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اسی طرح ایل ایف او کو آئین کی جلد چڑھا کر اسے آئین کا حصہ نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ وردی کا ہی کرشمہ ہے کہ عوام ووٹ کسی اور کو دیتے ہیں اور جیت کوئی اور جاتا ہے۔

ہمارے فیصلے عوام کرتے ہیں' جی ایچ کیو میں نہیں ہوتے۔ گزارش ہے کہ ہمارے ساتھ 27 تاریخ کو یہ ہوا کہ جب ہم اسمبلی میں آئے اور باہر پہنچے تو ایسے لگا کہ کوئی القاعدہ کارکن اسمبلی میں داخل ہو گیا ہے یا حکومت کو پتا چلا ہے کہ وہ اسمبلی کے باہر آ چکا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح ہمیں اغواء کیا گیا۔ جس طرح غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا اور جس طرح ہمیں گھسیٹا گیا۔ یہ سب آپ پر ہے کہ آپ اس کا نوٹس لیں اور اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب ڈاکٹر اسد معظم صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب طاہر اختر ملک صاحب!

جناب طاہر اختر ملک، جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر! وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے اور story میری بھی دوسروں سے ملتی جلتی ہے۔ اس لئے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا صرف اتنا کہوں گا کہ 27-28 تاریخ کو یا اس کے بعد کے جو دن تھے۔ جب ہم اسمبلی میں آتے تھے تو ہمیں لگتا تھا کہ یہ پنجاب اسمبلی نہیں ہے' مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی ہے۔ میں نے اتنی زیادہ پولیس آج تک نہیں دیکھی تھی۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب طاہر اختر ملک، جناب سپیکر! حکومتی بنچوں والوں کا جو رویہ ہے' یہ سارا دن ہنستے رہے ہیں جیسے ہم کوئی لطیفے سنا رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ تیسرے نمبر پر جو وزیر صاحب بیٹھے ہیں' یہ سارا دن مسلسل لیٹے رہے ہیں اور آپ نے اس بات کا نوٹس نہیں لیا۔

جناب سپیکر! ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس پر جو بنیادی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ آپ کی ذات پر ہوتی ہے۔ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔ ممبران کے استحقاق کا خیال رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کی آنکھوں پر تو چربی چڑھی ہوئی ہے۔ میری رائے میں جو 35 یا 37 تحاریک استحقاق اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے آئی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ایک تحریک استحقاق آپ کی طرف سے آجاتی کیونکہ اس سارے معاملے

میں آپ کا استحقاق سب سے زیادہ مجروح ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! ان کا رویہ مسلسل غیر سنجیدہ رہا ہے۔ ان کو احساس نہیں ہے کہ انھوں نے کیا کیا ہے۔ ان کو احساس اس وقت ہو گا جب یہ ہماری طرف بیٹھے ہوں گے اور ہم اس طرف بیٹھے ہوں گے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبر راجہ ریاض صاحب ہیں انہوں نے ایک red book رکھی ہوئی ہے اس میں وہ کافی سارے نام لکھ رہے ہیں اور مزید لکھتے جائیں گے۔ یہ جو ہمارے ساتھ ہوا ہے شاید ان کو آنے والے دنوں میں اس کا حساب دینا پڑے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب نوید عامر صاحب!

جناب نوید عامر: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں پنجاب اسمبلی کی اس بدترین مثال جو کہ موجودہ حکومت نے قائم کی ہے' اس کا ذکر کر سکوں۔ 28 تاریخ کو آواری ہوٹل کے سامنے جس طریقے سے پنجاب پولیس نے ہماری خواتین ایم پی ایز کو گرفتار کیا اس کے بعد جس طریقے سے ہمارے صحافی بھائیوں کو گرفتار کیا گیا اور ان پر ظلم و تشدد کیا گیا اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں تو کیا' دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ اس کے بعد جب ہم یہاں پنجاب اسمبلی کے سامنے آئے تو میرا نام ان مطلوبہ اشخاص میں شامل نہیں تھا جو کہ حکومت کو مطلوب تھے اور پنجاب اسمبلی کی جو صورت حال تھی وہ اس قدر خوفناک تھی کہ یہاں پر پولیس نے اس قدر اسمبلی کو گھیراؤ میں لے رکھا تھا کہ جیسے کوئی دہشت گرد یہاں پر دہشت گردی کرنے والے ہیں اور دہشت گردی سے تحفظ کے لئے اس اسمبلی کو بچانا ہے۔ لیکن جب میں قاسم ضیاء اور رانا ثناء اللہ صاحب کے پاس کھڑا تھا اور وہاں بہت سے دوسرے ایم پی ایز بھی کھڑے تھے' وہاں پر ہم نے ایس پی کو کہا کہ ہمارے قائدین پر یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ ہال کے اندر وہ داخل نہیں ہو سکتے لیکن کم از کم اپنے چیمبر میں تو جا سکتے ہیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں۔ سپیکر صاحب نے ہمیں یہ حکم صادر کیا ہے۔ جب آپ سے رابطہ کیا گیا' آپ سے پوچھا گیا تو آپ کی اس وقت کی جو پریس سٹیٹمنٹس ہیں' اس میں آپ کی سٹیٹمنٹس' لاء منسٹر صاحب کی سٹیٹمنٹس اور وزیر اعلیٰ کی جو سٹیٹمنٹس ہیں' آپ نے تمام میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ جناب سپیکر! اگر آپ democratic process کو آگے بڑھانے کی بات کرتے ہیں' اگر آپ جمہوریت اور اس ایوان کی بالادستی

کی بات کرتے ہیں تو یہ جو رویہ وہاں پر اپنایا گیا' کیا یہ جمہوری تقاضوں کو پورا کرتا تھا؟ کیا پارلیمنٹیرینز کو اور عوامی نمائندوں پر ظلم و تشدد کرنا جمہوری تقاضے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میری privilege motion کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ میں اپنی تقریر کا اختتام ایک شعر سے کرنا چاہتا ہوں۔

اے شیش محلوں میں رہنے والو! ہم پہ سنگ نہ برساؤ
یہ سنگ جو واپس لوٹیں گے ان شیش محلوں کا کیا ہو گا

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور خصوصاً آج بار بار ٹائم extend کیا گیا۔ جناب سپیکر! جب سے اجلاس شروع ہے میں اس وقت سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس واقعہ کو جو بار بار بیان کیا جا رہا ہے یقیناً سب لوگ اس پر متفق ہیں کہ اچھا واقعہ نہیں ہوا۔ جمہوریت کے لئے بہتر نہیں ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ راجہ صاحب ماشاء اللہ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ پچھلے ادوار میں بھی کئی مرتبہ منسٹر رہے ہیں۔ انہوں نے کافی اونچ نیچ دیکھی ہوئی ہے۔ اپوزیشنیں بھی گزاری ہوئی ہیں' اقتدار بھی enjoy کیا ہوا ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ آج ان کے چہرے پر میں نے قطعاً افسوس کی لہر نہیں دیکھی۔ یہ طنزیہ انداز میں سارے لوگوں کو سنتے رہے ہیں۔ میں قطعاً ان سے انصاف کی بھیک نہیں مانگوں گا اور نہ ہی ان کے بس میں ہے کہ یہ کسی کو انصاف دے سکیں۔ ہم تو بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو democracy کا ڈرامہ رچایا گیا ہے یہ جھوٹ ہے۔ جمہوریت ابھی تک بحال نہیں ہوئی۔ جو واقعہ 26 سے لے کر 30 مئی تک اسمبلی میں چلا ہے' خود حکومت نے' ہماری بات جو ہم کرتے تھے' اس پر مہر لگا دی ہے کہ واقعی کوئی جمہوریت نہیں ہے۔ کسی ممبر پارلیمنٹ کو آزادانہ اسمبلی میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جو ہم کہیں گے وہ یہ بولیں۔

جناب سپیکر! اس دن صرف two points ایجنڈا تھا۔ ایک یہ کہ ہم نے ایل ایف او پر بات کرنی ہے اور دوسرا یہ تھا کہ ہمیں ہمارے فنڈز نہیں دیئے گئے۔ جب کہ لاء اینڈ لوکل گورنمنٹ منسٹر اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بار بار اس فلور پر کھڑے ہو کر کہا کہ ہم سب کو

فنڈز دیں گے۔ ہم ان سے فنڈز کی بھیک بھی نہیں مانگیں گے۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ۔
خود ہی شوق دیاں چوڑیاں پاندا سی۔

ہم بھی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہوتے، ہم تو اپنی مرضی سے اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ ہمیں پتا تھا کہ یہ behave ہونا ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ آپ سمیت کئی ہمارے بزرگ، ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، یہ سب حالات سے واقف ہیں۔ نہ جانے ان کو کیوں نظر نہیں آ رہا کہ یہ کیا کچھ ہوا ہے اور ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ ان کو اچھی طرح علم ہے کہ ماضی میں کیا کیا واقعات ہوتے رہے ہیں؟ آیا وہی واقعات دہرائے جا رہے ہیں؟ جناب سپیکر! کافی دوستوں نے بات کی ہے میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اپنی طرف لاتا ہوں کہ میرا احتجاج اس دن صرف اس بات پر تھا کہ مجھے فنڈز نہیں دیئے گئے اور نہ صرف فنڈز نہیں دیئے بلکہ منسٹر لوکل گورنمنٹ نے ایک لیٹر لکھا جس کو میں پڑھ کر آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

"As desired by the Minister for Local Government and Rural Development Punjab, I am directed to inform you that Development Scheme in PP 206 will be initiated by Rana Muhammad Qasim Noon, MPA, PP 205 It is requested that the funds, the development scheme, identified by Rana Qasim Noon, MPA, PP 205 . . ."

جناب سپیکر! کیا یہ میرا حق نہیں بنتا تھا کہ میں اس دن اس بات کا احتجاج کرتا۔ اس کی کاپیاں میں آپ کو بھی پیش کرتا ہوں۔ کوئی بات نہیں، بے شک یہ ہمیں فنڈز نہ دیں ہم نے ان سے کوئی بھیک نہیں مانگی۔ مگر ان کا چہرہ دکھانے کے لئے یہ لیٹر آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور پریس والوں کو یہ لیٹر دکھایا ہے کہ یہ یہاں پر بات کچھ کرتے ہیں اور عمل کچھ کرتے ہیں۔ آپ ضرورت مند آدمی ہیں۔ آپ طنزیہ انداز میں سب کچھ deal کر رہے تھے۔ یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ ہم کسی کو فنڈز نہیں دیتے۔ ہم فنڈز نہیں لیں گے۔ ہم نے آپ سے کوئی بھیک تو نہیں مانگی۔ جناب سپیکر! اگر میں نے اس پر احتجاج

کیا ہے اور میں قطعاً اپنی سیٹ سے اٹھ کر آپ کی طرف نہیں آیا' نہ میں نے آپ کا گھیراؤ کیا ہے۔ مجھے اس چیز کی سزا ملی کہ میں نے اپنے حلقے کے لئے اپنے فنڈز آپ سے مانگے۔ کیا یہ گناہ ہے؟ اگر یہ گناہ ہے تو میں یہ گناہ ضرور کرتا رہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد نواز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ کی privilege motion نہیں ہے۔ جن دوستوں کی privilege motions تھیں ان کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد نواز: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں دو منٹ بات کر لیں۔

جناب محمد نواز: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔۔۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جو دو چار بندے ہیں آپ ان کو وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ملک صاحب کے بعد آپ بات کر لیں۔ جی ملک صاحب!

جناب محمد نواز: جناب سپیکر! باتیں تو ساری ہو چکی ہیں۔ میں نے آپ سے یہ جو دو منٹ کا وقت لیا ہے اس میں آپ کی نظر ایک شعر کروں گا اور اس کے بعد ایک چھوٹا سا قطعہ عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! یہ جو قطعہ میں پیش کروں گا اس میں ایل ایف او' آئین اور آمریت کا محلول تیار کیا گیا ہے انشاء اللہ آپ کو ضرور پسند آئے گا۔ شعر یوں ہے کہ:

ہمیں بھی سربلندی کی تمنا تنگ کرتی ہے
مگر ہم دوسروں کو روند کر اونچے نہیں ہوتے
اگرچہ پر شکستہ ہیں مگر چڑیوں سے کہہ دینا
اڑان اونچی ہوا کرتی ہے پر اونچے نہیں ہوتے

یہاں پر میری ایک معزز رکن نے جناب کی بے بسی پر بات کی تھی تو

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ ڈسٹرکٹ نائب ناظم فیصل آباد تھے تو ایسا ہی حال ہوا کرتا تھا۔ ایسے ہی آپ تشریف فرما ہوتے تھے لیکن اس وقت اور اب میں فرق صرف یہ ہے اس وقت جو ہماری معزز ممبران ہوتی تھیں ان کے ساتھ بچے ہوتے تھے لیکن اب وہ بچے یہاں نہیں ہوتے۔ تو جناب سپیکر! یہ جو ہم نے چار دن جعلی جمہوریت کی جنگ لڑی ہے اور جب تک جمہوریت نہیں آ جاتی اس وقت تک انشاء اللہ تعالیٰ لڑتے رہیں گے تو آپ کی نظر ہے کہ:

ہم ہر جابر کے آگے بھی سچ کہنے سے کب ڈرتے ہیں
اے عرض وطن کے آمرو ہم تم سے بغاوت کرتے ہیں
آئین خدا کے باغی ہیں اور باطل کے رکھوالے ہیں
ان رہبروں کی صورت میں طاغوت نے غنڈے پالے ہیں

[*******************************
*******************************]

جناب سپیکر: آخری شعر میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، چودھری صاحب آپ فرمائیں۔

جناب محمد نواز: جناب سپیکر! صرف آخری شعر عرض کرتا ہوں۔

اس شہر سیاست میں آخر اک ایسی گھڑی بھی آنے گی
ہم جیسے خاک نشینوں کی للکار قیامت ڈھانے گی

[*********************************]
*********************************]

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری زاہد پرویز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا دلی طور پر مشکور ہوں

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جناب سپیکر! جس کرسی پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فائز کیا ہے میرے خیال میں اس کرسی پر بیٹھ کر بندہ بردبار، کھلے دل کا اور کھلے ذہن کا ہونا چاہیئے اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ بھی اللہ کے فضل سے اسی طرح کے ہوں گے۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں چھ سات دن یہ جو اس اسمبلی کی جگ ہنسائی ہوتی رہی ہے مجھے دلی طور پر اس کا افسوس ہے۔ شعر عرض کرتا ہوں۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

پتا نہیں یہ شعر صحیح ہے یا غلط ہے میں نے پڑھ دیا ہے۔ بات تو رانا ثناء اللہ صاحب کی تحریک سے چلی جو آج آپ نے سن بھی لی اور اس کو out of order بھی کر دیا۔ کاش آپ اسی طرح اسی دن اس کو سن لیتے اور جتنی تقریریں آج بندوں نے کی تھیں اتنی ہی اس دن کر لیتے۔ اور راجہ بشارت صاحب بھی کھلے دل کا ثبوت دیتے اور میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ جس طرح میرے بڑے بھائی چودھری اقبال صاحب بیٹھے ہیں وہ ہماری باتیں بڑے ہنس کر سنتے ہیں وہ حکومت کو سمجھاتے کہ کوئی بات نہیں آپ ان کی باتیں سن لیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ نے وہ باتیں نہیں سنیں اور اخبارات میں کتنا شور آیا۔ دنیا کے ٹی وی اور ریڈیو پر یہ باتیں نشر ہوئیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ہمیں بہت سا وقت دیا ہے بلکہ اصل وقت سے بڑھ کر مزید وقت بھی دیا ہے۔ اسی طرح آپ اس دن بھی کرتے تو یہ سارے معاملات بڑی خوش اسلوبی سے طے ہو جاتے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری زاہد پرویز: نہیں جناب والا! میں اپنی بات دو منٹ تک ضرور کروں گا۔ ہمارا تعلق گوجرانوالہ سے ہے اور آپ دیکھیں کہ گوجرانوالہ کے بندوں کو بہت کم وقت ملا ہے۔ ہم بھی اپنے حلقوں سے آتے ہیں، اپنے گھروں سے آتے ہیں ہمارے لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ وہاں جا کر بات کیوں نہیں کرتے۔ ہمیں بھی آپ یہاں پر بات کرنے کا موقع دیں تا کہ ہمارا بھی جھاکا لوے۔ (قہقہے)

جناب والا! بات یہ ہے کہ بھوک بھی لگی ہوئی ہے پانچ چھ گھنٹے سے آپ سب لوگوں کی

باتیں سن رہے ہیں۔ ہماری بھی بات سن لیں' کوئی بات نہیں۔ جناب سپیکر! یہ چند باتیں جو میں نے آپ کو عرض کی ہیں اگر آپ کھلے دل کا مظاہرہ کرتے تو وہ پانچ چھ دن ایسے نہ گزرتے جن میں بہت زیادہ بزنس بھی ضائع ہوا۔ ہم hooting کرتے رہے اور آپ ادھر سے پڑھتے رہے اگر ایک دن آپ اسی طرح تقریروں کے لئے دے دیتے تو ممکن تھا کہ ہمارا سارا ہفتہ کامیاب ہو جاتا۔

جناب سپیکر: مہربانی ۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں نے تھوڑی سی لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی ہے۔ آپ ہم سے وعدہ کریں کہ آپ گوجرانوالہ کے لوگوں کو بھی موقع دیں گے۔

جناب سپیکر: بجٹ اجلاس میں آپ کو موقع دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب وزیر قانون صاحب بات کریں گے۔

وزیر قانون: شکریہ' جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کے تمام معزز اراکین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج انہوں نے انتہائی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ یہ انتہائی خوش آئند بات ہے کہ آج تمام ممبران نے انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ہمارے بہت سارے دوستوں نے یہاں پر گزشتہ اجلاس کے دوران جو واقعات رونما ہوئے ان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعض دوستوں نے اپنے خیالات کے اظہار کے دوران اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ اپنے عزم کا اظہار بھی کیا اور قائد حزب اختلاف کو اس بات کا یقین دلایا کہ ان کے ارادے کبھی متزلزل نہیں ہوں گے اور وہ بھرپور طریقے سے ان کا ساتھ دیں گے۔ اس سلسلہ میں میں قاسم ضیاء صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ :-

ان کی باتوں میں نہ آنا کہ بنام تریاق
زہر کے جام مریضوں کو پلا دیتے ہیں
یہی وہ لوگ ہیں جو صبح سویرے کے لئے
خون مزدور کو شرابوں میں ملا دیتے ہیں

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

وزیر قانون: آپ میری بات سن لیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ نے بات کی تو میں نے آپ کو interrupt نہیں کیا' اب میری بات سن لیں۔ جناب قائد حزب اختلاف! جب آپ بات کر رہے تھے تو اس وقت میں نے صرف اتنی بات کہی تھی کہ میں آپ کے احترام میں آپ کے چیمبر میں گیا تھا۔ اور یہ بات یقین کریں کہ میں نے دانستہ نہیں کی تھی میں نے غیر دانستہ بات کی تھی۔ صرف اور صرف آپ کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کی تھی لیکن یقین کیجئے کہ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے اور آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں اور اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے دوست بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعض ساتھیوں کو یہ بات بھی اچھی نہیں لگی' یہ سوچنے کی بات ہے اور میں صرف اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہر دوست سے' ہر بھائی سے' اور ہر معزز خاتون سے' بہن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے ہمیں اپنے فیصلے خود کرنے چاہئیں۔ وہ فیصلے کرنے چاہئیں کہ جو ہمارے مستقبل کے ضامن ہوں اور ہمارے بہتر مستقبل کی طرف ہماری رہنمائی کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ کے تقدس کے حوالے سے بات کی گئی۔ آج بلا امتیاز ہرمعزز رکن نے یہاں پر آپ کے تقدس کی بات کی لیکن جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہی جذبہ اس دن کارفرما ہوتا تو شاید یہ سب کچھ جو آج ہم کہہ رہے ہیں ہمارے پاس کہنے کے لئے کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ سب کچھ کی ابتداء اس وقت ہوئی کہ جس وقت بے شمار دوست یہاں سے' بے شمار چہرے ان بنچوں پر کھڑے نعرے بازی کر رہے تھے۔ اگر اس وقت آپ کے تقدس کا احترام کیا جاتا' اس chair کا احترام کیا جاتا تو شاید یہ موقع نہ آتا کہ انہیں مجھ سے یا مجھے ان سے کوئی گلہ ہوتا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے دوست اگر میری بات نہ سننا چاہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں آپ کے منہ سے مائیک اٹھا لوں یا ٹانگیں اٹھا کر بھاگ جاؤں۔ آپ کی عینک اٹھا لوں اس لئے کہ مجھے کوئی بات نہیں کرنے دے رہا۔ جناب سپیکر! اس دن جو رویہ اختیار کیا گیا میرے خیال

میں قطعی طور پر بحیثیت مجموعی وہ غلط رویہ تھا جس کے نتیجے میں آج ہم سب ایک دوسرے کو الزام بھی دے رہے ہیں اور آئندہ کے لئے بہتر توقعات کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی اور اپوزیشن بنچوں نے معذرت خواہانہ رویہ بھی اختیار کیا ہوا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے آپ کے احترام کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ یہاں کہا گیا کہ حکومتی بنچوں نے ماحول خراب کیا۔ جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ کسی فاتر العقل انسان سے بھی بات کریں تو وہ یہی کہے گا کہ حکومت اپنا ماحول کیوں خراب کرنا چاہے گی۔ جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس میں چار دنوں کے دوران جو صورتحال پیدا ہوئی اس میں حکومت پر criticism ہوئی، تنقید کی گئی۔ آج میرے بھائیوں نے تین بجے سے ساڑھے نو بجے تک حکومت کے خلاف تقریریں کیں۔ کیا حکومت ان کو اس کے لئے دعوت دے رہی ہے کہ ہم غلط کام کرنے لگے ہیں اور اگلے چار پانچ دن ہمارے خلاف بیانات دیں اور اس ایوان میں ہمارے خلاف تقریریں کریں۔ جناب سپیکر! حکومت کا مطمع نظر اس سسٹم اور ان اداروں کو چلانا ہے اور ہم پر سب سے زیادہ ذمہ داری اس بات کی عائد ہوتی ہے۔ چونکہ ہم حکومت میں ہیں لیکن ہم سے توقع رکھنا کہ ہم ہی ان اداروں کو چلانا نہیں چاہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس logic اور منطق سے کوئی بھی اتفاق نہیں کرے گا کیونکہ ان اداروں کے سب سے زیادہ beneficiaries حکومتی اراکین ہیں اور ہم کیوں یہ چاہیں گے کہ یہ ادارے تنقید کا نشانہ بنیں اور ان اداروں کا وجود خطرے میں پڑے۔ اس لئے یہ logic کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔ جناب سپیکر! شروع دن سے میرا یہ موقف رہا ہے اور انشاء اللہ آج بھی میرا یہی موقف ہے کہ یہ صرف اور صرف ان لوگوں کا کام ہے۔ یہاں بات کی جاتی تھی کہ خفیہ ہاتھوں کا کام ہے اور جن میرے بھائیوں نے خفیہ ہاتھ کی بات کی میں ان کے اس بیان سے اتفاق کرتا ہوں اور on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بالکل خفیہ ہاتھ ایسے ہیں جو اس نظام کو نہیں چلنے دینا چاہتے اور وہ کون سے ہاتھ ہیں۔ یہ وہ ہاتھ ہیں جن کا مفاد اس بات میں ہے کہ یہ ادارے نہ چلیں اور یہ سسٹم ختم ہو اور پھر نئے انتخابات ہوں اور نیا سلسلہ شروع ہو، وہ لوگ اس سسٹم کو نہیں چلنے دے رہے۔ اس لئے جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے تمام بھائیوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہر

جمہوری سوچ کے ساتھ تعاون ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب آپس میں مل جل کر اس نظام کو چلائیں گے اور یہاں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں اب ختم ہو جانی چاہییں کہ کس بات پر لڑائی ہے اور

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں لڑائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

ہم ایک سسٹم کے لوگ ہیں اور ہم ایک ساتھ چلنا چاہتے ہیں اس لئے خدا کے لئے اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی اختلاف ہے ۔ اگر آپ اس سسٹم کو چلانا چاہتے ہیں تو میں حلفاً آپ کو کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیں دو قدم آگے پائیں گے ۔ جناب سپیکر! میری اپوزیشن سے یہ گزارش ہو گی کہ ہمیں اس ماحول سے باہر آنا چاہئے اور اس وقت جو زمینی حقائق ہیں انہیں تسلیم کرنا چاہئیے۔ ایک حکومت بن چکی ہے اور اس کے قائد ایوان منتخب ہو چکے ہیں۔ یہ ایوان قائم ہو چکا ہے اور یہ بھی زمینی حقیقت ہے کہ اس نے آگے چلنا ہے اور اگر میرے ان بھائیوں کو کوئی یہ کہتا ہے کہ اس ایوان کو نہ چلنے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر انہیں قائل کرنا چاہیئے کہ خدا کے لئے اس سسٹم کو چلنے دیں۔ جناب سپیکر! یہاں یہ بھی کہا گیا کہ راجہ بشارت نے یہ کیا اور وہ کیا۔ تو میں یہاں پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ سارے نا کردہ گناہ آج میرے کھاتے میں ڈالے جا رہے ہیں لیکن میں پھر بھی اپنے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ میرا سر تسلیم خم ہے۔ اگر میری ذات کی وجہ سے میرے کسی بھائی اور بہن کی دل آزاری یا زیادتی ہوئی ہو تو میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں ۔ میں نے کبھی کسی چیز کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور نہ ہی آئندہ کسی بات کو اپنی انا کا مسئلہ بناؤں گا۔ یہ کہا گیا کہ صوبے کی تاریخ سے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ کون آگاہ نہیں ہے جناب سپیکر! میں یہاں باتیں دہرانا نہیں چاہتا۔ میں نے اسی ایوان میں یہ کہا تھا کہ اس وقت جو آپس میں اتحاد اور unity ہے یہ بات convenience کی ہے ۔ اگر آج ہمارا کسی سے اختلاف ہے تو ہم آپس میں اکٹھے ہیں کل پھر علیحدہ ہوں گے یا یہ جو اپوزیشن کا ہمارے خلاف اتحاد بنا ہوا ہے یہ unnatural ہے جناب سپیکر! یہ ایک غیر منطقی اتحاد ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں اختلافات بھی آتے

ہیں۔ غیر منطقی اس لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ یہاں بات کی گئی' پارٹیوں کی بات میں بعد میں کروں گا' غیر منطقی اتحاد کی بات اس لئے کرتا ہوں کہ جب پارٹیوں کی سوچ نہ ملتی ہو' ہمارا آپس میں نظریہ نہ ملتا ہو تو ہم اکٹھے کیسے ہوں گے لیکن صرف مخالفت برائے مخالفت کے لئے ہم اکٹھے ہیں۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن یقین کیجئے اپوزیشن بنچوں میں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نواز لیگ کے آپس میں 302 کے مقدمات چل رہے ہیں۔ تو ان کی سوچ اور نظریہ کیسے ایک ہو سکتے ہیں لیکن بات convenience کی ہے چونکہ یہ بات convenient ہے اس لئے آئیں اکٹھے ہو جائیں لیکن یہ ایک unnatural alliance ہے اس لئے میں اپنے بھائیوں سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جب وہ دوسروں پر تنقید کرتے ہیں تو انہیں کم از کم یہ سوچنا چاہئیے اور یہاں پر کہا گیا کہ جو پارٹی بدلتے ہیں وہ اپنی مائیں بدل لیتے ہیں۔ سر! پارٹی بدلنے والے تو مائیں بدل لیتے ہیں اور اگر پارٹیاں اپنے نظریات' خیالات اورمنشور کو بدل لیں اور ایک دوسرے کو جپھیاں ڈالنی شروع کر دیں تو اس کو کیا کہیں گے۔ جناب سپیکر! بات پھر وہیں پر آجاتی ہے کہ

تمہاری زلف میں آئی تو حسن کہلائی

وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

جناب سپیکر! میرے ایک بھائی بات کر کے یہاں سے چلے گئے کہ یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سیاہ ترین واقعہ ہے۔ جناب سپیکر! آپ بھی گواہ ہیں اور میں بھی گواہ ہوں یہ سامنے فیصل چوک میں کھڑے تھے' اسی اسمبلی کے ایوان میں بانی پاکستان قائد اعظم کی تصویر کو ٹھڈے مارے اور آگ لگائی جا رہی تھی وہ سیاہ دن تھا یا آج کا دن۔ جناب سپیکر! اس بات پر کوئی نہیں جاتا کہ میں نے معذرت کی ہے اور دوبارہ معذرت کرتے ہوئے حلفاً کہتا ہوں کہ ہماری سوچ یہ ہے کہ سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب بھائیوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ کس بات کا اختلاف ہمارے درمیان ہے؟ آپ فنڈز کی بات کرتے ہیں کہ فنڈز پر اختلاف ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے کسی اپنے ایم پی اے کو کوئی فنڈز نہیں دیئے ہم نے ان سے سکیمیں identify کروائی ہیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے ارکان سے سکیمیں as such as a matter of policy نہیں مانگیں لیکن یہ

بھی حقیقت ہے کہ میں قاسم ضیاء صاحب اور دیگر پارلیمانی لیڈروں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 47 لوگوں کی لسٹ میرے پاس موجود ہے جن کو ہم نے فنڈز دیئے ہیں جو آپ کے لوگ ہیں۔ اور جو باقی رہتے ہیں میں آج آپ کی خدمت میں یہاں on the floor of the House یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ I will be the focal person in the Province, being Minister Local Government آپ مجھے سکیمیں دیں we will get it processed, I will get it processed اور آپ تمام کو ہم فنڈز دیں گے جنہیں نہیں ملے ۔ آئیں میرے پاس' مجھے سکیمیں دیں میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ میں نے یہ آرڈر کیا ہے لیکن جب ہم ایک نئی beginning کر رہے ہیں ہم ایک نئے سفر کا آغاز کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ! میرے بھائی شاہ صاحب نے جو لیٹر دکھایا ہے وہ میں نے جاری کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں' میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ جس کسی بھی بھائی کو فنڈز نہیں ملے' ہم کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں دیئے۔ ہم نے as a policy matter فنڈز نہیں دیئے۔ کیونکہ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں تھیں انھوں نے اپوزیشن کو فنڈز نہیں دیئے۔ with the exception of Rana Aftab Sahib جس طرح رانا آفتاب صاحب نے خود فرمایا ہے۔ اس وقت میں ممبر نہیں تھا' یہ ممبر تھے' انھوں نے اپوزیشن کو فنڈز دیئے ہوں گے۔ لیکن with the exception of Rana Aftab Sahib کوئی بھی صوبائی حکومت جو اس صوبے میں آئی ہے اس نے اپوزیشن کو کبھی فنڈز نہیں دیئے اب جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس system کو چلانا چاہتے ہیں' ہم سب بھائیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور اس صوبے میں نئی روایات قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ ہمیں اپنی سکیمیں دیں۔ We will get it processed اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو فنڈز ملیں گے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج یہاں پر ایک بہت اچھا ماحول پیدا ہوا ہے۔ ہم قطعاً اس ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہتے۔ جن بھائیوں نے تحاریک استحقاق دی ہیں ان کو آپ نے consolidate کر کے ایک تحریک میں convert کیا ہے۔ جب وہ تحریک استحقاق کمیٹی کو جائے گی تو باقی بھی ساتھ جائیں گی جیسا کہ آپ نے شروع میں

رولنگ دی ہے۔ جناب والا! حکومتی بنچز کی طرف سے ہم ان کو oppose نہیں کرتے۔ آپ بے شک ان تحاریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ اس بابت کمیٹی جو فیصلہ کرے وہ سب کو قابل قبول ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہی وہ باتیں تھیں جو آپ کی موجودگی میں ہم نے طے کی تھیں۔

جناب والا! میں قائد حزب اختلاف اور اپنے دوسرے بھائیوں' جو اس وقت بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں موجود تھے' کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت سے متعلقہ اقدامات کے بارے میں ہم نے جو commitments کی تھیں انھیں ہم پورا کریں گے۔ آج کے اجلاس میں آخری وقت تک بیٹھنے اور کورم کو قائم رکھنے والی commitment ہم نے پوری کر دی ہے۔ مستقبل کے لئے بھی ہم اسی رویے' سوچ اور اسی جذبے کی توقع اپوزیشن سے کرتے ہیں اور میں ان سے یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ جن خیالات اور جذبات کا حکومتی بنچز کی طرف سے میں نے اظہار کیا ہے وہ اس کو letter and spirit میں لیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان پرعمل درآمد کرنا ہمارا کام ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان پرعمل درآمد کریں گے۔ آج اپوزیشن کے ممبران اپنی commitments پر ہرطرح سے پورے اُترے ہیں۔ اس کے لئے میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ میں آئندہ کے لئے بھی ان سے اس بات کی توقع کرتا ہوں کہ جس مقصد کو لے کر ہم آگے چلے ہیں اسے پورا کریں۔ جناب والا! ہم نے پنجاب میں یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو برداشت کریں گے' ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ماضی کو بھول کر مستقبل پر اپنی نظریں مرکوز کرنی چاہئیں اور ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہوئے قدم سے قدم ملا کر آگے چلنا چاہیے۔ میں ایک دفعہ پھر اپنے بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جو غلط فہمیاں' جو misunderstandings پیدا ہوئی ہیں' .let's forget اور ہمیں سب کچھ بھول کر ایک نئے سفر کا آغاز کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ قدم قدم پر ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آج جو تحریک استحقاق نمبر 56' قاسم ضیاء صاحب کی طرف سے پیش کی گئی اور اس کے ساتھ 19 مزید تحاریک استحقاق تھیں جس پر ہر محرک نے اپنا اپنا موقف پیش

کیا۔ حکومت کی طرف سے وزیر قانون صاحب نے حکومتی موقف پیش کیا جو کہ پورے ایوان نے سنا ہے۔ لہذا اب میں ان 20 تحاریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتا ہوں اور محرکین کی استدعا کے مطابق انھیں خصوصی کمیٹی نمبر II جو مورخہ 26- مئی 2003 کو قائم ہوئی تھی کے سپرد کرتا ہوں۔ کمیٹی ان تحاریک استحقاق کا جائزہ لے اور ایک ماہ کے اندر اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب تحریک استحقاق نمبر 39' رانے فاروق عمر خان کھرل صاحب کی ہے۔ کھرل صاحب کو تحریک کی کاپی دی جائے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میری استدعا ہے کہ آج جو ایجنڈا تھا میرے خیال میں وہ exhaust ہو گیا ہے۔ اگر کوئی تحاریک استحقاق رہتی ہیں تو وہ اگلے سیشن میں آ جائیں گی۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب ' یہ تو صرف دو تین ہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! چونکہ میرے پاس فائل نہیں ہے' مجھے کسی کا جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اگر معزز رکن پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ دیں لیکن مجھے جواب کے لئے وقت دے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! یہ وٹو صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے اس بابت سب ممبران نے بتایا ہے کہ جو استغاثہ کا مدعی ہے' جس کی طرف سے درخواست ہے اس نے affidavit بھی دے دیا ہے اور عدالت میں بھی بیان دے دیا ہے۔ اس کے بعد کوئی جواز نہیں رہتا۔ اسے صرف پڑھ دیں گے تو کافی ہو گا۔ سب ممبران on oath کہتے ہیں کہ اس کا جو مدعی بنایا گیا ہے اسے چھ گھنٹے حبس بے جا میں رکھا گیا۔ ہم سب on oath کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ ان کے والد بزرگ ہیں' ان کے بھائی ہیں۔ یہ ایک سیاسی فیملی ہے لہذا ان کو خوف زدہ کرنے کا یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ آپ بے شک خود اسے پڑھ لیں۔ اس کو آپ take up کر لیں۔ اس پر مشکل سے دو منٹ لگیں گے۔ علاوہ ازیں میں آپ کی اجازت سے راجہ بشارت صاحب سے تھوڑی سی وضاحت بھی چاہوں گا۔ آج جس اچھے ماحول میں ہاؤس چلا ہے' وہ ٹھیک ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ ہمارے خلاف

کوئی پرچہ درج نہیں ہوا ہے۔ ہم نے ایف آئی آر کا نمبر دیا ہے اس کے متعلق راجہ صاحب تھوڑی سی وضاحت فرما دیں۔

وزیر قانون ۔ چلیں ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں اسی وضاحت پر بات ختم ہو جائے گی۔ میرے معزز بھائی کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی نوبت بھی نہیں آئے گی۔ میں، رانا آفتاب صاحب اور معزز رکن کل تین بجے بیٹھ جاتے ہیں اور یہ cases، سارے معاملے ہم طے کر لیں گے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ ان تحاریک کو ہم pending کر لیتے ہیں۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہاؤس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ گورنر صاحب نے مورخہ 14۔جون بروز ہفتہ بوقت 11-00 بجے دن بجٹ اجلاس طلب کیا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No . PAP-Legis-1(41)/2003/466 dated 12th June 2003 The following Order, made by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information -

ORDER

"In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Ch Muhammad Afzal Sahi,** Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with immediate effect

CH MUHAMMAD AFZAL SAHI
Speaker"

12 June 2003

	Issue Nr.	Page Nr.
Illegal medical stores and practitioners in District Sialkot *(Question Nr 16?*)*	1	29
Number of dispensaries in Trible Areas and facilities provided to them *(Question Nr.923*)*	1	70
Posting of doctor in Basic Health Center Moza Bara Ghar, Tehsil Nankana Sahib *(Question Nr 471*)*	1	46
Posting of M.B.B.S doctors in B H.U of Mandi Bahauddin *(Question Nr 612*)*	1	55
Prevention of used syringes for control over Hepatitis *(Question Nr 47)*	1	80
Problems of Civil Hospital Haveli, District Okara *(Question Nr 414*)*	1	45
Problems of duty hours of ladies staff nurses *(Question Nr 357*)*	1	39
Problems of salary and merit of recruitment of Lady Health Workers *(Question Nr 768*)*	1	63
Provision of ambulance for R H C of Trible Area Barthi, DG Khan *(Question Nr 922*)*	1	69
Provision of funds for purchase of medicines for District Pakpattan Sharif *(Question Nr 676*)*	1	58
Provision of staff for up-graded R H Cs *(Question Nr 643*)*	1	55
Re-installment of quota for backward areas in Medical Colleges *(Question Nr 814*)*	1	65
Repair of building of Tehsil Headquarter Hospital Chak 90 northeren Sargodha *(Question Nr 644*)*	1	56
Rules and conditions for recruitment of doctors on contract basis *(Question Nr 96*)*	1	22
Sending of cases by Health Department to the Provincial Selection Board *(Question Nr 912*)*	1	68
Start of classes of Dispensers in hospitals of Lahore *(Question Nr 111*)*	1	28
Transfer policy of employees of Health Department in District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	77
Use of grant donated by government to Shaukat Khanam Hospital *(Question Nr 760*)*	1	62

TAJAMMAL HUSSAIN, RANA
QUESTION regarding-

Establishment of B H U. in Moza Kharak Tehsil Naushehra *(Question Nr 835*)*	1	67

TANVEER AHMAD, SHEIKH
PRIVILEGE MOTION regarding-

Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	179

QUESTION regarding-

Detail of transfers in Health Department *(Question Nr 39)*	1	79

Z

ZAHID PERVAIZ, CH
PRIVILEGE MOTION regarding-

Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	185

	Issue Nr.	Page Nr.
SESSION		
Notification regarding summoning of 9th session on 12-6-2003	1	1
SHELA RATHOR, MRS		
QUESTIONS regarding-		
Establishment of Medical College for Women *(Question Nr.167*)*	1	32
Illegal medical stores and practitioners in District Sialkot *(Question Nr 167*)*	1	29
SUMMONING		
Notification regarding summoning of 9th session on 12-6-2003	1	1

T

	Issue Nr.	Page Nr.
TAHIR AKHTAR MALIK, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	180
TAHIR ALI JAVED, DR (Minister For Health)		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
Apprehensions about transplantation of kidney *(Question Nr 289*)*	1	43
Construction of building for Health Centers of Tehsil Layyah *(Question Nr 941*)*	1	74
Construction of hospital in P P 155 & 156 Lahore *(Question Nr 11*)*	1	16
Detail of ambulances and other vehicles in Mian Munshi Hospital Lahore *(Question Nr 518*)*	1	48
Detail of budget for purchase of medicine for hospitals of District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	76
Detail of Health Centers in Pakpattan Sharif *(Question Nr 690*)*	1	60
Detail of machinery and equipment in Mayo Hospital Lahore *(Question Nr 935*)*	1	73
Detail of recruitment in Health Department in District Gujrat *(Question Nr 597*)*	1	52
Detail of R H Cs and B H Us established in Green Town Township and attached localities *(Question Nr 59)*	1	82
Detail of supply of medicine in Jand Hospital Attock *(Question Nr 962*)*	1	78
Detail of Tehsil Headquarter Hospital Noor Pur Thal *(Question Nr 535*)*	1	49
Detail of transfers in Health Department *(Question Nr 39)*	1	79
Detail of unpleasant incident occurred in Services Hospital Lahore *(Question Nr 934*)*	1	72
Detail of vacancies in Bama Bala Hospital Okara *(Question Nr 529*)*	1	48
Development funds and expenditures of Health Department for 2003 *(Question Nr 73)*	1	83
Establishment of B H U in Moza Kharrak Tehsil Naushehra *(Question Nr 835*)*	1	67
Establishment of Health Center in Bahadur Nagar Form. Okara *(Question Nr 713*)*	1	61
Establishment of Medical College for Women *(Question Nr 167*)*	1	33
Facilities of dialysis and C T. scan in D.H Q Hospital Layyah *(Question Nr 942*)*	1	75
Facility of drug sale license and practice for Medical Technician *(Question Nr 651*)*	1	57
Health Centers of Lahore and their funds *(Question Nr 257*)*	1	35

	Issue Nr.	Page Nr.
Rules and conditions for recruitment of doctors on contract basis *(Question Nr 96*)*	1	21
Sending of cases by Health Department to the Provincial Selection Board *(Question Nr 912*)*	1	68
Start of classes of Dispensers in hospitals of Lahore *(Question.Nr 111*)*	1	28
Transfer policy of employees of Health Department in District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	77
Use of grant donated by Government to Shaukat Khanam Hospital *(Question Nr 760*)*	1	61

R

RECITATION		
From the Holy Quran and its translation in the session held on 12-6-2003	1	9
REHANA JAMEEL, BEGUM		
QUESTION regarding-		
Health Centers of Lahore and their funds *(Question Nr 257*)*	1	35
Start of classes of Dispensers in hospitals of Lahore *(Question.Nr 111*)*	1	28
RIAZ AHMAD, RAJA		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	125

S

SABA SADIQ, MRS		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	152
SAGHIRA ISLAM, MS		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	169
SAJJAD HAIDER GUJJAR, CHAUDHRY		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	142
SAMI ULLAH KHAN, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	143
SAMIA AMJAD, DR		
QUESTION regarding-		
Sending of cases by Health Department to the Provincial Selection Board (Question Nr. 912*)	1	68
SANAULLAH KHAN, RANA		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	99,110
QUESTION regarding-		
Facility of drug sale license and practice for medical technician *(Question Nr 651*)*	1	56

	Issue Nr.	Page Nr.
Detail of ambulances and other vehicles in Mian Munshi Hospital Lahore *(Question Nr 518*)*	1	46
Detail of budget for purchase of medicine for hospitals of District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	76
Detail of Health Centers in Pakpattan Sharif *(Question Nr.690*)*	1	60
Detail of machinery and equipment in Mayo Hospital Lahore *(Question Nr 935*)*	1	72
Detail of recruitment in Health Department in District Gujrat *(Question Nr 597*)*	1	51
Detail of R H Cs and B.H.Us established in Green Town, Township and attached localities *(Question Nr 59)*	1	81
Detail of supply of medicine in Jand Hospital Attock *(Question Nr. 962*)*	1	78
Detail of Tehsil Headquarter Hospital Noor Pur Thal *(Question Nr 535*)*	1	49
Detail of transfers in Health Department *(Question Nr 39)*	1	79
Detail of unpleasant incident occurred in Services Hospital Lahore *(Question Nr 934*)*	1	71
Detail of vacancies in Bama Bala Hospital Okara *(Question Nr 529*)*	1	47
Development funds and expenditures of Health Department for 2003 *(Question Nr 73)*	1	82
Establishment of B H.U in Moza Kharrak Tehsil Naushehra *(Question Nr 833*)*	1	67
Establishment of Health Center in Bahadur Nagar Form Okara *(Question Nr 713*)*	1	61
Establishment of Medical College for Women *(Question Nr 167*)*	1	32
Facilities of dialysis and C T scan in D H Q Hospital Layyah *(Question Nr 942*)*	1	75
Facility of drug sale license and practice for medical technician *(Question Nr 651*)*	1	56
Health Centers of Lahore and their funds *(Question Nr 257*)*	1	35
Illegal medical stores and practitioners in District Sialkot *(Question Nr 167*)*	1	29
Number of dispensaries in Trible Areas and facilities provided to them *(Question Nr 923*)*	1	70
Posting of doctor in Basic Health Center Moza Bara Ghar, Tehsil Nankana Sahib *(Question Nr 471*)*	1	45
Posting of M B.B S. doctors in B H U of Mandi Bahauddin *(Question Nr 612*)*	1	54
Prevention of used syringes for control over Hepatitis *(Question Nr 47)*	1	80
Problems of Civil Hospital Haveli, District Okara *(Question Nr 414*)*	1	44
Problems of duty hours of ladies staff nurses *(Question Nr 357*)*	1	39
Problems of salary and merit of recruitment of Lady Health Workers *(Question Nr 768*)*	1	63
Provision of ambulance for R H C of Trible Area Barthi, DG Khan *(Question Nr 922*)*	1	69
Provision of funds for purchase of medicines for District Pakpattan Sharif *(Question Nr 676*)*	1	57
Provision of staff for up-graded R H Cs *(Question Nr 643*)*	1	55
Re-installment of quota for backward areas in Medical Colleges *(Question Nr 814*)*	1	64
Repair of building of Tehsil Headquarter Hospital Chak 90 Northeren Sargodha *(Question Nr 644*)*	1	56

	Issue Nr.	Page Nr.
MUSHTAQ AHMAD KIANI, GP CAPT(RETD)		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	168
MUZAMMAL-UR-RASHID ABBASI, SAHIBZADA		
QUESTION regarding-		
Re-installment of quota for backward areas in Medical Colleges *(Question Nr 814*)*	1	64

N

	Issue Nr.	Page Nr.
NAVEED AMMER, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	181
NOTIFICATION regarding-		
Prorogation of 9th Session	1	195
Summoning of 9th session on 12-6-2003	1	1

O

	Issue Nr.	Page Nr.
OFFICERS		
Of the House	1	[illegible]

P

	Issue Nr.	Page Nr.
PANEL OF CHAIRMEN		
Announcement regarding Panel of Chairmen for the 9th session	1	10
PERVAIZ HASSAN NAKAI, SARDAR		
CONDOLENCE		
On the death of Rana Gulzar Khan father of Rana Sarfraz M P A and aunt of Mian Imran Masood (Minister for Education)	1	85
PARVEZ RAFIQ, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	93
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition	1	88
PROROGATION		
Notification regarding prorogation of 9th session	1	195

Q

	Issue Nr.	Page Nr.
QASIM ZIA, MR (LEADER OF OPPOSITION)		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition	1	88
QUESTIONS regarding-		
HEALTH DEPARTMENT		
Apprehensions about transplantation of kidney *(Question Nr 289*)*	1	42
Construction of building for Health Centers of Tehsil Layyah *(Question Nr 941*)*	1	74
Construction of hospital in P.P 155 & 156 Lahore *(Question Nr 11*)*	1	16

	Issue Nr.	Page Nr.
M		
MARIA TARIQ, MS		
QUESTION regarding-		
Detail of recruitment in Health Department in District Gujrat *(Question Nr 597*)*	1	51
MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	160
MINISTER FOR HEALTH		
see under Tahir Ali Javed, Dr		
MINISTER FOR LAW & PA		
see under Muhammad Basharat Raja, Mr		
MUHAMMAD AJASAM SHARIF, MR		
QUESTIONS regarding-		
Detail of machinery and equipment in Mayo Hospital Lahore *(Question Nr 935*)*	1	72
Detail of unpleasant incident occurred in Services Hospital Lahore *(Question Nr 934*)*	1	71
MUHAMMAD ASGHAR, MIAN		
QUESTION regarding-		
Establishment of Health Center in Bahadur Nagar Form Okara *(Question Nr 713*)*	1	61
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR (Minister for Law & PA)		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	104,187
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK		
QUESTIONS regarding-		
Detail of budget for purchase of medicine for hospitals of District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	76
Transfer policy of employees of Health Department in District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	77
MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	127
MUHAMMAD NAWAZ, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	184
MUHAMMAD SHAFIQUE ANWAR, CHAUDHRY		
QUESTION regarding-		
Problems of salary and merit of recruitment of Lady Health Workers *(Question Nr 768*)*	1	63
MUHAMMAD WARIS KALLU, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	156
QUESTION regarding-		
Detail of Tehsil Headquarter Hospital Noor Pur Thal *(Question Nr 535*)*	1	49
MUJAHID ALI SHAH, SYED		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	182

	Issue Nr.	Page Nr.
Provision of funds for purchase of medicines for District Pakpattan Sharif *(Question Nr 676*)*	I	57
Provision of staff for up-graded R.H.Cs *(Question Nr 643*)*	I	55
Re-installment of quota for backward areas in medical colleges *(Question Nr 814*)*	I	64
Repair of building of Tehsil Headquarter Hospital Chak 90 Northeren Sargodha *(Question Nr 644*)*	I	56
Rules and conditions for recruitment of doctors on contract basis *(Question Nr 96*)*	I	21
Sending of cases by Health Department to the Provincial Selection Board *(Question Nr. 912*)*	I	68
Start of classes of Dispensers in hospitals of Lahore *(Question Nr 111*)*	I	28
Transfer policy of employees of Health Department in District Khushab *(Question Nr 954*)*	I	77
Use of grant donated by Government to Shaukat Khanam Hospital *(Question Nr 760*)*	I	61

I

IHSAN ULLAH WAQAS, SYED		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	I	94
QUESTIONS regarding-		
Apprehensions about transplantation of kidney *(Question Nr 289*)*	I	42
Detail of R.H.Cs and B H.Us established in Green Town. Township and attached localities *(Question Nr 59)*	I	81
Development funds and expenditures of Health Department for 2003 *(Question Nr 73)*	I	82
Prevention of used syringes for control over Hepatitis *(Question Nr 47)*	I	80
Rules and conditions for recruitment of doctors on contract basis (Question Nr.96*)	I	21
IJAZ AHMAD, SH		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	I	137

J

JAHANZEB IMTIAZ GILL, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	I	135
JALAL DIN DHAKOO, MALIK		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	I	171
JAVAID AHMED,CH		
QUESTIONS regarding-		
Detail of Health Centers in Pakpattan Sharif *(Question Nr 690*)*	I	60
Provision of funds for purchase of medicines for District Pakpattan Sharif *(Question Nr 676*)*	I	57

L

LEADER OF OPPOSITION (see under Qasim Zia)

H

	Issue Nr.	Page Nr.
HEALTH DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
Apprehensions about transplantation of kidney *(Question Nr. 289*)*	1	42
Construction of building for Health Centers of Tehsil Layyah *(Question Nr 941*)*	1	74
Construction of hospital in P P 155 & 156 Lahore*(Question Nr 11*)*	1	16
Detail of ambulances and other vehicles in Mian Munshi Hospital Lahore *(Question Nr 518*)*	1	46
Detail of budget for purchase of medicine for hospitals of District Khushab *(Question Nr 954*)*	1	76
Detail of Health Centers in Pakpattan Sharif *(Question Nr 690*)*	1	60
Detail of machinery and equipment in Mayo Hospital Lahore *(Question Nr 935*)*	1	72
Detail of recruitment in Health Department in District Gujrat *(Question Nr 597*)*	1	51
Detail of R H.Cs and B.H.Us established in Green Town, Township and attached localities *(Question Nr 59)*	1	81
Detail of supply of medicine in Jand Hospital Attock *(Question Nr 962*)*	1	78
Detail of Tehsil Headquarter Hospital Noor Pur Thal *(Question Nr 535*)*	1	49
Detail of transfers in Health Department *(Question Nr 39)*	1	79
Detail of unpleasant incident occurred in Services Hospital Lahore *(Question Nr 934*)*	1	71
Detail of vacancies in Bama Bala Hospital Okara (*Question Nr 529**)	1	47
Development funds and expenditures of Health Department for 2003 *(Question Nr 73)*	1	82
Establishment of B H U in Moza Kharrak Tehsil Naushehra *(Question Nr 835*)*	1	67
Establishment of Health Center in Bahadur Nagar Form, Okara *(Question Nr 713*)*	1	61
Establishment of Medical College for Women *(Question Nr 167*)*	1	32
Facilities of dialysis and C.T scan in D H Q Hospital Layyah *(Question Nr 942*)*	1	75
Facility of drug sale license and practice for medical technician *(Question Nr 651*)*	1	56
Health Centers of Lahore and their funds *(Question Nr 257*)*	1	35
Illegal medical stores and practitioners in District Sialkot (*Question Nr 167**)	1	29
Number of dispensaries in Trible Areas and facilities provided to them *(Question Nr 923*)*	1	70
Posting of doctor in Basic Health Center Moza Bara Ghar, Tehsil Nankana Sahib *(Question Nr 471*)*	1	45
Posting of M.B B S. doctors in B.H U of Mandi Bahauddin *(Question Nr 612*)*	1	54
Prevention of use of used syringes for control over Hepatitis *(Question Nr 47)*	1	80
Problems of Civil Hospital Haveli, District Okara *(Question Nr 414*)*	1	44
Problems of duty hours of ladies staff nurses *(Question Nr 357*)*	1	39
Problems of salary and merit of recruitment of Lady Health Workers *(Question Nr 768*)*	1	63
Provision of ambulance for R H C of Trible Area Barthi DG Khan *(Question Nr 922*)*	1	69

	Issue Nr.	Page Nr.
C		
CHAIRMEN		
Panel of Chairmen for the 9th session held on 12-6-2003	1	5
CABINET		
Of the Punjab	1	6
CONDOLENCE		
On the death of Rana Gulzar Khan father of Rana Sarfraz M P A and aunt of Mian Imran Masood (Minister for Education).	1	85
E		
EHSAN ILAHI CHAUDHARY, MAJ (RETD)		
QUESTION regarding-		
Posting of M.B B.S. doctors in B H.U of Mandi Bahauddin *(Question Nr 612*)*	1	54
EJAZ AHMAD ACHLANA, MEHER		
QUESTIONS regarding-		
Construction of building for Health Centers of Tehsil Layyah (Question Nr 941*)	1	74
Facilities of dialysis and C.T. scan in D H Q. Hospital Layyah *(Question Nr.942*)*	1	75
EJAZ AHMAD SAMMA, CH		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	178
F		
FAISAL FAROOQ CHEEMA, CHAUDHARY		
QUESTIONS regarding-		
Provision of staff for up-graded R.H.Cs *(Question Nr 643*)*	1	55
Repair of building of Tehsil Headquarter Hospital Chak 90 Northeren Sargodha *(Question Nr 644*)*	1	56
FAIZ ULLAH KAMOKA, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	133
FAROOQ UMER KHAN KHARAL, RAI		
QUESTION regarding-		
Detail of vacancies in Bama Bala Hospital Okara *(Question Nr.529*)*	1	47
FARZANA RAJA, MRS		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	148
FATEH MUHAMMAD KHAN BUZDAR, SARDAR		
QUESTIONS regarding-		
Number of dispensaries in Trible Areas and facilities provided to them *(Question Nr 923*)*	1	70
Provision of ambulance for R.H.C of Trible Area Barthi, DG Khan *(Question Nr 922*)*	1	69

INDEX

	Issue Nr.	Page Nr.
A		
ABBAS MOHI UD DIN, SYED		
QUESTION regarding-		
Detail of supply of medicine in Jand Hospital Attock *(Question Nr 962*)*	1	78
ABDUL GHAFOOR KHAN, CH		
QUESTIONS regarding-		
Posting of doctor in Basic Health Center Moza Bara Ghar, Tehsil Nankana Sahib *(Question Nr 471*)*	1	45
Problems of duty hours of ladies staff nurses *(Question Nr 357*)*	1	39
AFTAB AHMAD KHAN, RANA		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	117
AGENDA		
For the session held on 12-6-2003	1	3
AMIR FIDA PARACHA, MR		
QUESTION regarding-		
Use of grant donated by Government to Shaukat Khanam Hospital *(Question Nr 760*)*	1	61
AMJAD AZIZ, SHEIKH		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	172
QUESTION regarding-		
Construction of hospital in P P 155 & 156 Lahore *(Question Nr.11*)*	1	16
ARSHAD MEHMOOD BAGGU, MR		
CONDOLENCE		
On the death of Rana Gulzar Khan father of Rana Sarfraz M P A and aunt of Mian Imran Masood (Minister for Education)	1	86
ASAD ASHRAF, DR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	178
AUTHORITIES		
Of the House	1	5
AZMA ZAHID BOKHARI, MS		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Illegal detention of Leader and Members of Opposition (Participating Speech)	1	157
B		
BILAL YASEEN, MR		
QUESTIONS regarding-		
Detail of ambulances and other vehicles in Mian Munshi Hospital Lahore *(Question Nr.518*)*	1	46
Problems of Civil Hospital Haveli, District Okara *(Question Nr 414*)*	1	44